TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_224058
UNIVERSAL LIBRARY

(۳)

جنگل مین منگل

مصنفہ

رڈیارڈ کپلنگ

جسکو

بہ تعمیل ارشاد ملازمان

عالیجناب معلے القاب نواب سر وقار الامرا بہادر کے سی آئی ای

وزیر اعظم دولت آصفیہ دام اقبالہم

ظفر علیخان بی اے

نے اردو مین ترجمہ کیا

مطبع شمسی حیدرآباد دکن مین محمد ابراہیم خان اکبرآبادی کے اہتمام سے چھپا

فہرست کتاب ہذا

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ مترجم	۱
۲	[illegible]ک کے بہن بھائی	۱
۳	[illegible]	۸
۴	کوہستان سیاونی کے بھیڑیوں کے غول کا راگ۔	۶۶
۵	ستاری ازدہا	۹۸
۶	سرود حیات	۱۳۸
۷	لنگوروں کا گیت	۱۴۱
۸	راجہ مینڈک کی شیر افگنی	۱۴۳
۹	سفید دریائی بچھڑا	۱۹۳
۱۰	سمندر	۲۴۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱	رکی ٹکی	۲۵۳
۱۲	ہاتھیوں والا تومائی۔ (یعنی ایک مہاوت کے لڑکی کا قصہ)	۲۹۳
۱۳	مہادیو اور چیونٹی	۳۳۹
۱۴	قصیدہ	۱ سے ۴

دیباچه مترجم

خوشتر آن باشد که سرّ دلبران

اشیا مین جو ہمارے احاطہ علم مین ہین کوئی نہ کوئی مشابہت
یا مماثلت ضرور پاتے ہین ۔ ان مشابہتون اور مماثلتون کی
جستجو کرنے مین ذہن کو ایسی ہی خوشی حاصل ہوتی ہے
جیسی کہ بچون کو آنکھ مچولی کھیلنے مین ۔ شعر و سخن اور بذلہ سنجی
وظرافت کے لطف کے اکثر حصہ کا ماخذ یہی تشبیہین
اور تمثیلین ہین اور فصاحت و بلاغت کا سحر زا اثر انہین کی

جنگل میں منگل

راجہ مینڈک کے بھن بھائی

چھا گئی [illegible] شب تیرہ و تار — سو گئے زاغ و زغن اور ہوا شپرہ ہشیار

گلے ڈھوروں کے سبھی بند ہوئے باڑوں میں — پو پھٹے تک عمل اپنا ہے کھلی اپنی مہار

زور و قوت کی دکھانے کی گھڑی آ پہونچی — ہو گئے ناخن و چنگال سبھی ہم بھی تیار

[illegible] لو وہ شور ہوا دشت کے رہنے والے — آج کی رات میسر ہو تمہیں خوب شکار

[illegible]

سیانی کے کوہستان مین ایک دن جبکہ گرمی کا زور تھا شام کے سات بجے ایک بھیڑیا دن بھر کا سویا ہوا جاگا اور اپنے بدنکو کھجا کر اور جمائی لیکر اوس نے اپنے پنجے ایک ایک کر کے پھیلائے تاکہ نیند کے جس خمار سے ابھی تک اونکی نوکین آلودہ تھین وہ زایل ہو جائے۔ اوسکی مادہ جسکے مٹیالے رنگ کی تھوتھنی معمول سے زیادہ نمایان تھی اپنے چار بچون کو جو چیختے ہوئے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے لئے پڑی تھی اور جس غار مین یہ سب رہتے تھے اوس مین چاندنی اپنی جھلک دکھارہی تھی۔ بھیڑیئے نے غرّا کر اپنی مادہ سے کہا کہ اٹھو شکار کا وقت پھر آگیا اور یہ کہہ کر وہ دامن کوہ کی طرف قلانچ بھرنے ہی کو تھا کہ ایک چھوٹا سا جانور جسکی دم گپھے دار تھی غار کے منھ پر نمودار ہوا اور عاجزی کے ساتھ پکارا کہ اے بھیڑیون کے سردار اقبال حضور کے ساتھ ہو اور حضور کے بچون کی قسمت یاور اور اونکے دانت تیز اور سفید ہون تاکہ وہ اس دنیا مین

یہی مطلب ہے جب ہم خیال کرتے ہین کہ سیارہ جوبطرزمین
کی طرح اپنے محور کے گرد گھومتا ہے اور سورج کے گرد
گردش کرتا ہے اور جس طرح زمین کو چاند روشنی پہونچاتا ہے اسی
طرح اس کو روشن کرنے کے لئے بھی متعدد سیارے چاند
کی طرح موجود ہین تو ہم اس مشابہت اور مماثلت کی بنا پر یہ قیاس
دوڑاتے ہین کہ جب ان حالتون مین زمین مین انواع و اقسام
کے حیوانات کی زندگی کے برقرار رکھنے کی استعداد موجود
ہے تو سیارہ جوبطر مین بھی اسی طرح کی حالتون کے موجود ہونے
کے باعث حیوانات کا سکونت پذیر ہونا ممکن ہے۔
غرضکہ مشبہ اور مشبہ بہ مین جسقدر قریب کی مماثلت ہوگی

اور اوسی نسبت سے ہمکو اوس مین دلچسپی ہو گی۔

انسان کی زندگی پر جب سے کہ تاریخ نے تمدن اور شایستگی کی روشنی ڈالی ہے ہم برابر دیکھتے چلے آئے ہین کہ ہر قوم نے ہر زمانہ مین جانورون کے حالات دریافت کرنے مین نہایت شوق اور دلچسپی ظاہر کی ہے۔ جہان تک مشاہدہ اور تجربہ کی مدد سے جو حقیقت اشیا کے معلوم ہونے کا ایک دوسرا صحیح لیکن روکھا پھیکا ذریعہ ہے جانورون کے حالات معلوم ہو سکے وہ بہت سی علمی کتابون مین مدوّن ہو چکے ہین اور اونکا ایک نادر ذخیرہ زمانہ حال کے کتب خانون مین موجود ہے لیکن جانورون مین اظہار خیالات کے اوس زبردست واسطے یعنی قوت گویائی کے نہ ہونے کے باعث جسکے ذریعہ سے

انسان ترقی کی اس منزل پر پہونچا ہے اور جو اوس مین اور اُنمین
بمنزلہ ایک حدفاصل کے ہے جانورون کی اندرونی زندگی
کی حقیقت پر ایک ایسا تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے جس کو تحیر اُٹھانا
چاہتا ہے لیکن نہین اوٹھا سکتا۔ اس پر اگر کوئی روشنی پڑسکتی
ہے تو اوسی تشبیہ و تمثیل کی جسکا ذکر اوپر ہوا ہے۔ قیاس
چاہتا ہے کہ چونکہ ترکیب جسمانی کے لحاظ سے جانورون مین
اور ہم مین بہت قریب کی مشابہت ہے اس لئے ضرور
ہے کہ استدلال تخیل اور تصور کی جد و جہد جو ہمارے دماغون
مین مسلسل جاری رہتی ہے اون مین بھی اپنے بساط کے
موافق موجود ہو جسطرح زندگی کی خوشیان۔ دلون کی امنگین
ارادون کے چاؤ ہم مین پائے جاتے ہین اون مین

ہون جسطرح ہم اپنے دوستون سے ملتے جلتے ہین اور اپنے
خیالات اپنی زبان مین ایک دوسرے پر ظاہر کرتے ہین اسی
طرح وہ بھی کرین گو کہ اون کی بولی کو ہم سمجھ نہ سکتے ہون۔

پس ایسی حالت مین اصول متذکرہ بالا لازم آتا ہے اور ہم
اپنے آپ کو اون کا مشبہ بہ قرار دیکر اون کے جذبات واحساسات
اندرونی اور اونکی معاشرت ظاہری کی تحقیق کے متعلق جس پر
ہمارے ملکہ تحیر کو اصرار ہے اپنی حالت کو اون کی حالت کا
مقیاس ٹھہراتے ہین۔

اس کے علاوہ ہمارا یہ بھی خاصہ ہے کہ ہم کیفیات ظاہری
سے جنکے مورد ہم خود ہون باطنًا اتنے زیادہ متاثر نہین ہوتے
جتنے کہ اوس حالت مین ہوتے ہین۔ جبکہ اونھین کیفیات کا

مہبط ایک دوسرا شخص ہوتا اور ہم اوس کی حالت کو معائنہ
کرتے ۔ احتیاط اور پیش بندی کا اصول جس پر زندگی کی
کامیابی کا دارومدار ہے اپنے دوسرے ابنائے جنس
ہی کی حالت کو دیکھکر عبرت کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے
یہ اثر چپکے چپکے ہوتا ہے لیکن اون لوگون کے دلون
مین جنکی چشم بصیرت کھلی ہو بتدریج اسطرح سرایت کرجاتا ہے
کیونکہ [illegible] نہین ہوتا نصیحت کا کوئی طریقہ [illegible] دلاویز اور دلپذیر
نہین جیساکہ جانورون کو انسانی عادات وخصائل وخیالات
کا لباس پہنا کر اون کی زبانی ایک دلچسپ حکایت کے ضمن
مین ایسے اخلاقی نکتون کا اظہار کرنا جن پر عمل پیرا ہونا انسان
کے لئے ازبس مفید ہو قدیم ہندون اور یونانیون نے اس

جادو کو خوب سمجھا تھا - یہانتک کہ ہندوؤن مین وہ تناسخ کی شکل مین نمودار ہوا اور فرقہ بودہ کی تمام کتابین جنکو جاتکا کہتے ہین اسی طرز مین لکھی گئی ہین - چنانچہ "کلیلہ و دمنہ" اور "فسانہ ہاے ایسیپ" (جسکا ترجمہ اردو مین شمس العلما ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ایل - ایل - ڈی دہلوی نے نہایت خوبی سے حکایات لقمان کے نام سے کیا ہے) اسکی عمدہ مثالین ہین -

کچھ انھین خیالات کی بناپر جب حال مین عالیجناب معلی القاب نواب محمد فضل الدین خان سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک سر وقار الامرا بہادر کے - سی - آئی - ای - وزیر اعظم دولت آصفیہ نے جنکی ذات بابرکات ایک بیدار مغز اور روشن خیال مدبر ہونے کے علاوہ اشاعت

علوم و فنون کی بہت بڑی سرپرست ہے اور جن کی قدردانی
فضل و ہنر اردو زبان مین متعدد مفید اور عمدہ کتابون کے
لکھے جانے کا باعث ہوئی ہے اپنے فضیلت مآب
سکرٹری جناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے
ممبر آف رایل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کی وساطت سے
جنکی کرم آمیز عنایت ہمیشہ میرے شامل حال رہی ہے
مجھے حکم دیا کہ مین مسٹر رڈیارڈ کپلنگ کی کتاب "دی جنگل بک"
کا ترجمہ اردو مین کردون تو مین نے نہایت خوشی اور شوق
سے اس کام کو شروع کر دیا کیونکہ اس سے نہ صرف
عالیجناب نواب صاحب ممدوح کے ارشاد کی تعمیل
تھی بلکہ یہ خیال بھی ساتھ ہی میرے

تھا کہ عالیجناب موصوف کے مذاق سلیم نے جس کتاب

کو ترجمہ کے لئے منتخب فرمایا ہے اوس کے ترجمہ سے

اردو لٹریچر مین ایک مفید اضافہ ہو جائے گا۔

ہمارے ملک کے تعلیم یافتہ لوگون مین کم ایسے

ہون گے جو مسٹر رڈیارڈ کپلنگ کے نام سے آشنا

نہون۔ مسٹر موصوف زمانہ حال کے ایک بہت بڑے مصنف

ہین اور اون کا شمار اون ادیبون مین ہوتا ہے جنہین یکتائی

کا تمغہ مل چکا ہے۔ میدان شہرت مین قدم رکھے ہوئے

اونہین زیادہ عرصہ نہین گذرا۔ وہ ابھی ایک نو عمر شخص

ہ اور چند سال قبل لاہور کے روزانہ انگریزی اخبار سول

ملٹری گزٹ کے سب ایڈیٹر اور اوس کے بعد اخبار

پایونیر اله آباد کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے۔ اوسوقت
وہ چندان مشہور نہ تھے لیکن اس تھوڑے سے عرصہ مین
وہ فن تصنیف وتالیف مین درجہ کمال کو پہونچ گئے یورپ
اورامریکہ مین اون کی جادونگاری کی دہاک بندہ گئی ہے
اون کی کتابین ایسی مقبول اور اون کا طرز تحریر ایسا عام
پسند ہے کہ اون کا نام بھی اوسی طبقہ کے لوگون مین لیا
جانے لگا ہے جس مین ہومر۔ شکسپیر۔ ملٹن۔ ڈینٹی
اور گیٹھی داخل ہین پچھلے دنون جب وہ بیمار پڑ گئے تھے
توامریکہ سے انگلستان تک اون کی عیادت کے تارون کا
ایک سلسلہ بندہ گیا تھا اور لوگ کہتے تھے کہ رڈیارڈ
کپلنگ کا دنیا سے اوٹھ جانا ایک جانگزا قومی حادثہ ہی

کم نہ ہو گا۔

"جنگل مین منگل" جو اس کتاب کے ترجمہ کا نام ہے گویا اردو زبان مین ایک دوسری چھوٹی سی نئے طرز کی انوار سہیلی ہے۔ یہ نام شاید مشکل پسند طبیعتون کو اچھا نہ معلوم ہو اور میرے ایک کرمفرما نے اس نام پر یہ اعتراض بھی کیا ہے کہ اس کو سنکر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کوئی ناٹک کی کتاب ہے لیکن اوّل تو ناٹک میرے نزدیک فی نفسہ کوئی بُری چیز نہین اور دوسرے مین یہ نہین چاہتا کہ ایک ایسی کتاب کو جس مین وحوش وطیور کے حالات ہین اور جس کے موجودہ نام سے اوس کا موضوع ایک حد تک ظاہر ہوتا ہے "پرتو خورشید" یا "کوکب درخشان"

یا کسی اور اسیطرح کے نام سے موسوم کرکے

'پوچھین زمین کی تو کہین آسمان کی'

کا مصداق ہون "دی جنگل بک" کا ایک اور صحیح ترجمہ عربی مین "کتاب البادیہ" ہو سکتا تھا۔ لیکن یہ بھی ثقل سے خالی نہین اور اسلیئے مجھے اُمید ہے کہ اکثر لوگ اسی نام یعنی "جنگل مین منگل" کو پسند کرین گے۔ اس کتاب مین جانورون کے حالات دلچسپ اور دلاویز قصّے کہانیون کی شکل مین مندرج ہین اور ہر ایک قصہ سے ایسے ایسے اخلاقی نتائج ضمنی طور پر مترتب ہوتے ہین جن پر کاربند ہوکر انسان بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بچون کو اس کتاب کے ساتھ خصوصیت سے رغبت ہوگی کیونکہ اون کے طفلانہ

جذبات واحساسات پر اس کے مطالعہ سے ایک
خوش آیند اثر پڑے گا۔

مین نے اس کتاب کو جو قریب چار سو صفحے کے
ہے ایک مہینہ سے کچھ زیادہ عرصہ مین ختم کیا
ہے اور جب اس امر کو مدنظر رکھا جائے کہ رڈیارڈ
کپلنگ کا طرز تحریر اس لحاظ سے کہ وہ بازاری
محاورون کو اعلیٰ درجہ کے روزمرہ کے ساتھ
کمال خوش اسلوبی سے ملا دیتا ہے ایک نرالا رنگ
لئے ہوئے ہے اور اس لئے اردو مین اوسکا وہی زور
قایم رکھنا جو اصل انگریزی مین ہے ایک مشکل کام ہے
تو مجھے اُمید پڑتی ہے کہ میرے ناظرین میری محنت

اور جانفشانی کی داد دینگے اور میری لغزشوں کو جن سے
ایک ایسی ضخیم اور اسقدر قلیل مدت مین لکھی ہوئی کتاب
پاک نہین ہوسکتی نظر انداز کرینگے ـ فقط

ظفر علیخان

حیدرآباد دکن

۱۵ - نومبر ۱۹۰۱ء

بہوکون کو نہ بہولین۔

یہ جانور گیدڑ تھا اور اس لحاظ سے کہ وہ جنگل کے دوسرے شکاری سرداروں کا ذلہ ربا ہے اوسے طباقی یعنی رکابی کے صاف کرنے والا کہتے ہین۔ ہندوستان کے بہیڑیون کو طباقی سے نفرت ہے کیونکہ وہ طرح طرحکی شرارتین کرتا ہے۔ ایک کی بات دوسرے سے جا لگاتا ہے اور گاؤن کی کوڑے مین سے چیتھڑے اور چمڑے کے ٹکڑے نکال نکال کر کہاتا ہے۔ لیکن وہ اوس سے ڈرتے بھی ہین۔ کیونکہ طباقی بسا اوقات پاگل ہوجاتا ہے اور جب اوس پر یہ حالت طاری ہوتی ہے تو وہ اس بات کو بہول جاتا ہے کہ جبہے کبھی کسی کا خوف تہا۔ اس حالت مین جنگل مین دوڑتا پھرتا ہے اور جو چیز اوسکے راستہ مین آتی ہے اوسے کاٹ کھاتا ہے۔ طباقی جب دیوانہ ہوجاتا ہے تو شیر کو بھی بہاگتے ہی بن پڑتی ہے اور وہ ڈر کے مارے کہین جا چھپتا ہے۔ واقع مین ایک وحشی جانور

کیلئے دیوانہ ہوجانا نہایت ہی معیوب اور بدنما بات ہے۔ ہم اس حالت کو خوف آب سے تعبیر کرتے ہین۔ مگر وہ اسکو دیوانگی بتاتے ہین اور خایف ہوکر بھاگ جاتے ہین۔

غرضنکہ بھیڑیئے نے کرختگی کے ساتھ جواب دیا "اندر آکر دیکھ لے کھانا وانا تو یہان کچھ ہے نہین"۔

طباقی نے کہا "حقیقت مین ایک بھیڑیئے کے واسطے تو کھانا نہ ہوگا مگر میرے جیسے ادنیٰ حیثیت والے کے لئے ایک سوکھی ہڈی بھی نعمت ہے۔ بھلا ہم بیچارے گیدڑون کا یہ دماغ کہان کہ کھانیکی متعلق یہ کہین کہ ہمکو چاہیئے وہ چاہیئے"۔ یہ کہہ کر وہ غار کے پیچھے کے حصے کی طرف گیا جہان اوسے ایک ہرن کی ہڈی جسپر کچھ گوشت لگا ہوا تھا ملی۔ اس ہڈی کو وہ بیٹھ کر ذوق وشوق سے نوچنے لگا اور جب کھا چکا تو ہونٹ چاٹ کر بولا۔ "اس مزیدار ضیافت کا شکریہ قبول فرمایئے۔ آپ کے بچے کیا ہی پیارے ہین انکی آنکھین کیسی بڑی بڑی ہین

اور اتنے سے سن پر اونکی یہ توانائی اور تنومندی میرا حافظہ بھی کیسا خراب ہے۔ بجھے یہ بات یاد ہونی چاہیئے تھی کہ بادشاہون کے بچے پیدا ہوتے ہی جوان ہوتے ہین "

طباقی اس بات کو خوب جانتا تھا کہ بچون کے لئے اس سے بڑی بات اور کوئی نہین ہوسکتی کہ اونکے منہ پر اون کی تعریف کیجائے اور وہ دل مین بڑا خوش ہوا جب اوسنے دیکھا کہ بہیڑئے اور اوسکی مادہ کو اوسکی اس حرکت سے بڑی تشویش پیدا ہوئی ہے۔ جو شرارت کہ اوسنے کی تھی اوسپر وہ دل ہی دل مین بیٹھا ہوا خوش ہو رہا تھا اور جب کچھ دیر گزر چکی تو اوس نے بہیڑئے سے اسطرح پر خطاب کیا۔

"بڑے سردار شیر خان نے اپنی شکارگاہ کو بدل دیا ہے۔ اوس نے مجھ سے یہ بات کہی تھی کہ اس مہینے مین ان پہاڑیون مین شکار کرونگا"

شیر خان اوس شیر کا نام تھا جو بیس میل کے فاصلہ پر دریائے

وین گنگا کے کنارہ رہتا تھا۔ بھیڑیے نے جب یہ بات سنی تو خفا ہوکر بولا "اوسے ہرگز یہ حق حاصل نہین جنگل کے قانون کی روسے اوسے اس بات کا استحقاق نہین کہ دوسرون کو اطلاع دیئے بغیر اپنے مقام سکونت کو بدل دے۔ اسطرح تو دس میل کے اندر اندر جتنے جانور ہین وہ سب کو چوکنا کردیگا اور مجھے اندنون اپنے لیے ہی نہین بلکہ ایک دوسرے کے لئے بھی شکار مار کر لانا ہے"

اس بھیڑیے کی مادہ نے آہستہ سے کہا۔

"شیرخان کی مان نے جو اوسکا نام لنگڑا رکھا ہے وہ بیوجہ نہین رکھا۔ پیدایش ہی سے اوسکے ایک پاؤن مین لنگ ہے، اور یہی باعث ہے کہ وہ گایون بھینسون پر ہاتھ صاف کرتا ہے۔ اب چونکہ وین گنگا کے گانون والے اوسکی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے ہین۔ اس لیے وہ یہان آگیا ہے تاکہ جس گاؤن کے قریب ہم رہتے ہین اوسکے باشندے بھی ناراض ہوجائین۔ گاؤن والے اب اوس کی تلاش

مین آکر جنگل یہان مارین گے۔ مگر وہ تو کہین دور براج رہا ہوگا۔ اور ہمین اور ہمارے بچونکو بہاگنے پڑیگا۔ شیرخان نے ہمپر بڑا احسان کیا ہم حقیقت مین اوسکے بڑے ممنون ہین"

طباقی۔ "کیا مین آپ لوگون کی ممنونیت کا حال جاکر اوس سے کہدون"

بہیڑیا۔ (غرّاکر) "دور ہو مردود۔ چل یہان سے نکل اور اپنے آقا کے ساتھ جاکر شکار کر۔ تو نے پہلے ہی کیا کچھ کم ضرر پہونچایا ہے جو اب ہمکو اس ہیرم کشی کی دہمکی دیتا ہے"

طباقی (مسکین بن کر) "بہت خوب مین جاتا ہون آپ ذرا کان لگائین تو شیرخان کے دہاڑنے کی آواز نیچے کی جہاڑیون مین سن سکینگے مجھے اس پیغام لانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ شیرخان کی گرج نے خود اوسکا پیغام سنادیا"

پہاڑی کے نیچے وادی مین ایک ندی جوش و خروش کیساتھ

یہ ترانہ گاتی ہوئی بہ رہی تھی۔

ندی† کاراگ

بگلاون اور چہون کے نشیمن سے مین نکل کرنا گاہان

چشم زدن مین سیل بلا کیطرح جھپٹ کر آتی ہون

سبزہ کے فرش استبرق پر مثل دراتی غلطان

کروٹین لیتی ہوئی وادی مین پہونچکر شور مچاتی ہون

کتنی گھاٹیون کے دامن کو راہ مین آتی جھٹکے کرین

کتنے ٹیکرون اور ٹیلون کے تلوے مین سہلاتی ہون

بیسیون گانون کے اور قصبون کے پہلو سے نکلی مٹک کرین

سینکڑون پل ہین مٹھی مین دل جنکا مین چرا کر لاتی ہون

نوٹ† ۔ یہ نظم ٹینی سن کی ایک مشہور انگریزی نظم کا ترجمہ ہے جو مین نے کیا ہے کہانک کی تصنیف مین اسکا پیوند لگانے سے مجھپر تصرف کا الزام ضرور عاید ہوگا۔ مگر مجھے امید ہے کہ جو لطف اسکے مطالعہ سے ناظرین کو حاصل ہوگا اوس سے اس الزام کی کسیقدر تلافی ہو جائیگی ۔ ظفر علیخان

زید کے کھیت کے نیچے بہ کر تھوڑی سی دور پہ آخر کار
جا کے چھلکتے دریا کو مین شربت وصل پلاتی ہون

عمر و زید کی ہستی ہی کیا ہے صبح آئے گئے شام سدھار
مجھکو دیکھو کہ ایک روش پہ صبح و مسا چلی جاتی ہون

تان کھرج کی یا پنچم کی چھیڑتی ہون ہمخو ہو کر
ریزۂ سنگ سے تار آب پہ دلکش زمزمہ لگاتی ہون

پاؤن مین جھانجھ بھنور کی پہنے اوڑھے لطافت کی چادر
چھم چھم کرتی ہوئی آپ اپنے حسن پہ مین اتراتی ہون

بنکر مین مشاطہ کبھی الجھاتی ہون گیسوئے ساحل کو
کھیتون کا دھلواتی ہون منہ میدانون کو نہلاتی ہون

اور کبھی ساقی بنکے مرتب کرتی ہون سبزہ کی محفل کو
ساغر نامیہ بھر کے بنفشہ اور سمن کو پلاتی ہون

گاتی بجاتی جشن مناتی تھوڑی سی دور پہ آخر کار

جا کے چھلکتے دریا کو مین شربت وصل پلاتی ہون

عمر و زید کی ہستی ہی کیا ہے صبح آئے گئے شام سدہار

مجھکو دیکھو کہ ایک روش پر صبح و مسا چلی جاتی ہون

زیب بدن مین کرکے آب روان کا پاک اور صاف لباس

ساحت ہامون پر جسدم بل کہاتی ہوئی اٹھلاتی ہون

اپنے آنچل مین بھر لاتی ہون مین کہین پہول اور کہین گہاس

گو دیون مین رد ہو کو کبھی بہینگے کو کبھی مین کھلاتی ہون

کف کے عنبرین رنگ کے گالے مجھ پہ کہین ہین تیرتے ہے

مارتی ہون مین حباب کو گاہے اور کبھی اوسکو جلاتی ہون

لوٹتے لوٹتے رستہ مین بستر پہ سنہری کنکرون کے

مین ٹکرا کے کسی پتھر سے روپہلی چھینٹین اڑاتی ہون

بہتی بہتی بس اس انداز سے تہوڑی سی دور پہ آخر کار

جا کے چھلکتے دریا کو مین شربت وصل پلاتی ہون

عمرو و زید کی ہستی ہی کیا ہے صبح آئے گئے شام سدہار

مجھکو دیکھو کہ ایک روش پر صبح و مسا چلی جاتی ہون

اڑتی ابابیلون سے ساتھہ اڑاتی اپنی زیر و بم

مین کبھی ہیلی اور کبھی رپٹی اور کبھی آنکھہ لڑاتی ہون

سورج کی کرنون کو اپنے ریت کے ٹاپوؤن پر پیہم

رقص مین لاکر زہرہ کو افلاک مین شرماتی ہون

دشت نوردی بادیہ گردی کرتی اک انداز سے مین

سبزۂ ترکو چھیڑتی ہون اور بیدون مین لہراتی ہون

لالہ و سنبل کو جو مظاہر عاشق اور معشوق کے ہین

میٹھی نیند سے گدگدی لیکر چلتے چلتے جگاتی ہون

جھاڑون مین جھنکارون مین صحرائوں مین ویرانون مین سدا

چاند کو اور تارون کو مین اپنا میٹھا راگ سناتی ہون

اپنے ریت کے مینڈون مین کچھ دیر کو لیتی ہون مین ستا

اپنے کنارہ کی بوٹیون سے دم بھر کو مین دل بہلاتی ہون

کاٹتی ہون اک چکر پھر اور تہوڑی سی دور پہ آخر کار

جا کے چھلکتے دریا کو مین شربت وصل پلاتی ہون

عمر و زید کی ہستی ہی کیا ہے صبح آئے گئے شام سدھار

مجھکو دیکھو کہ ایک روش پہ صبح و مسا چلی جاتی ہون

بہیڑیے نے سُنا تو ندی کے شور کے ساتھ واقعی اوسے ایک شیر کے غصہ سے غرانے کی آواز سنائی دی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اوسے شکار کچھ نہین ملا خواہ تمام جنگل اوس کی آواز سُن لے پھر بھی اوسے کوئی پروا نہین۔

اسپر بہیڑیا بولا "کیا گدہا ہے۔ شکار کرنے نکلا ہے اور اس قدر شور مچاتا ہے کیا وہ سمجھتا ہے کہ ہمارے یہان کے ہرن بھی وہین گنگا کے موٹے تازے بیلون کی طرح ہین"

بہیڑیے کی مادہ نے جواب مین کہا "آج کی رات نہ وہ بیل کا شکار

کرنا چاہتا ہے نہ ہرن کا بلکہ انسان کا۔"

شیر کی آواز سے اب جنگل گونج اوٹھا۔ یہ اوس قسم کی آواز تھی جسے سنکر لکڑہارے اور کنجر جو کہلے میدان مین سوتے ہین۔ بدحواس ہو جاتے ہین اور بعض دفعہ پریشانی کے عالم مین دوڑکر خود شیر کے مُنہ مین چلے جاتے ہین۔

بھیڑیے نے اپنے سفید دانت دکہا کر مادہ کو یہ جواب دیا" کیا تالابون کے کنارہ پر کافی بہونرے اور مینڈک موجود نہین جو شیر خان انسان کو کہانا چاہتا ہے اور وہ بھی ہمارے علاقہ مین"

جنگل کا قانون جسکے تمام قاعدے حجت موجبہ پر مبنی ہین۔ ہر ایک درندے کو سوائے اوس حالت کے جبکہ اوسے اپنے بچون کو شکار مارنے کا سبق سکھانا ہو انسان کے مارنے سے منع کرتا ہی اور اس حالت مین بھی ضرور ہے کہ وہ درندہ اپنے غول یا گروہ کی شکارگاہ کی حدود سے باہر شکار کرے۔ اسکی اصلی وجہ

یہ ہے کہ آدمی کے مارنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ زرد دیر سفید رنگ والے
انسان بندوقین لئے ہاتھیون پر سوار آئین گے اور سیکڑون
بھوری رنگت والے انسان ڈھول ہوائیان اور مشعلین لئے اونکے
ہمراہ ہونگے۔ اسوقت تمام جنگل کے رہنے والون پر آفت آئے گی۔
انسان کو نہ مارنے کی وجہ درندے آپس مین یہ بتاتے ہین کہ چونکہ انسان
تمام جاندارون مین سب سے زیادہ کمزور ہے اور اوسکے پاس بچاؤ
کا کوئی ہتیار نہین اس لئے اوسکو چھونا مقتضائے شجاعت نہین۔
ایک اور وجہ بھی وہ بتاتے ہین جو کہ صحیح بھی ہے اور وہ یہ کہ مردم خواری
سے جسم کے بال جھڑ جاتے ہین اور دانت گر جاتے ہین۔
شیر کے غرانے کی آواز اب بلند ہو چلی اور انجام کار وہ زور سے
چنگھاڑا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اوسنے کسی شے پر حملہ کیا ہے۔
تب شیر خان نے ایک زور کی چیخ ماری۔ بھیڑئے کی مادہ نے
کہا " لو اوسے شکار نہین ملا۔ دیکھو تو کیا ہے "

بھیڑیا جست بھر کر کچھ دور گیا اور اوسنے شیر خان کو جھاڑیون مین لڑکھڑاتے اور غصہ سے کچھ بڑبڑاتے سُنا۔ اپنی مادہ سے آکر اوسنی کہا "ایسا احمق ہے کہ لکڑہارون نے جو الاؤ روشن کر رکھا تھا اوسمین جا کودا اور اپنے پنجے جلا لیے۔ طباقی اوسکے ساتھ ہے"

بھیڑیے کی مادہ نے ایک کان پھڑپھڑایا اور بولی "کوئی چیز پہاڑی پر آرہی ہے تیار رہو"

گھنی جھاڑیون کے پتون مین ذرا سا کھڑکا ہوا اور بھیڑیا اپنے پچھلے پنجون کے بل جست بھرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اسوقت اگر تم نے دیکھا ہوتا تو ایک نہایت ہی حیرت انگیز نظارہ تمہارے دیکھنے مین آیا ہوتا اور وہ یہ کہ بھیڑیے کا زقند بھرتے بھرتے اپنے تئین روک لینا۔ بھیڑیے نے جست لگائی ہی تھی کہ اوسنے دیکھا کہ مین کس شئے پر کودا ہون اور تب اوس نے اپنے آپ کو روکنے کی کوشش کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ چار یا پانچ فٹ کا ندے بلند اوپر کو اوچھلا اور جہان سے کودا تھا

وہین آ رہا۔ اپنی مادہ سے اوس نے کہا۔

"اجی یہ تو انسان ہے۔ ایک ننھا سا آدمی کا بچہ! دیکھو تو آ کر"

عین اوسکے مقابل ایک پست شاخ کو تھامے ہوے ایک ننگا گندمی رنگ کا بچہ جس نے ابھی ابھی چلنا سیکھا تھا کھڑا تھا۔ بیچاری ننھی سی جان بہٹک کر بہیڑیے کے غار کی طرف چلی آئی تھی۔ بچہ نے بہیڑیے کو دیکھا اور مسکرا دیا۔

بہیڑیے کی مادہ نے اپنے نر سے پوچھا "کیا آدمی کا بچہ ہے۔ مجھے کبھی دیکھنے کا اتفاق نہین ہوا۔ اسے یہان اوٹھا لاؤ"

جس بہیڑیے کو اپنے پلون کو ایک جگہہ سے اوٹھا کر دوسری جگہہ لیجانے کی مشق ہوتی ہے وہ اگر چاہے تو منہ مین انڈا لیجاے اور اوسے توڑے نہین۔ بچہ کو پیٹھہ پر سے اوٹھا کر اوس نے اپنے پلون کے درمیان لا کر رکھدیا اور اوس کی جلد کو ایک دانت تک کا خراش نہین پہونچا۔

بھیڑئے کی مادہ نے ملائمیت سے کہا "کیسا ننھا سا ہے جسم پر اسکے بال تک نہین اور دیکھو جری ایسا ہے کہ ڈرتا نہین" بچہ بھیڑئے کے پلون کو ہٹا کر مادہ کیطرف رینگ رہا تھا تا کہ اوس کی گرم گرم کھال کے زیادہ قریب پہونچے" اوہوا سنے تو دوسرے بچون کے ساتھ ملکر دودھ پینا شروع کردیا۔ کیسی عجیب بات ہے کہ بھیڑئے کے بچون کے ساتھ آدمی کا بچہ پرورش پائے کبھی اس سے پہلے بھی ایسا اتفاق ہوا ہے

بھیڑئے نے جواب دیا "مین نے سُنا تو ہے کہ کبھی کبھی ایسا اتفاق پیش آیا ہے لیکن ہمارے غول مین کبھی کسی نے انسان کا بچہ نہین پالا اسکے جسم پر ایک رُوان تک نہین اور اپنے پنجہ سے اگر مین اسکو چھو بھی دون تو وہ مرجائے۔ مگر دیکھو وہ میرے چھرہ پر نگاہ جماتا ہے اور ڈرتا نہین۔"

اسوقت غار مین بالکل اندھیرا چھا گیا کیونکہ شیر خان نے اپنا مٹکا سا سر اور چوڑے چکلے کاندہے غار کے مُنہ مین داخل کئے تھے اور

چاندنی کو آنے سے روک دیا تھا۔ طباقی اُسکے پیچھے کھڑا ہوا پکار رہا تھا "میرے آقا میرے ولی نعمت وہ اسی کے اندر گیا ہے"

بھیڑیے نے جسکی آنکھوں میں غصہ کی چمک تھی شیر کو دیکھکر کہا "شیرخان نے ہمارے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرماکر ہماری بڑی عزت افزائی کی۔ لیکن شیرخان کا کس غرض سے تشریف لانا ہوا۔

شیرخان نے جواب دیا "مین اپنا شکار لینے آیا ہون۔ ایک آدمی کا بچہ ادہر سے گذرا ہے اوسکے ماں باپ بھاگ گئے۔ لاؤ اوسے میرے حوالے کرو"

بھیڑیے کی بات سچ تھی شیرخان لکڑہارون کے الاؤ مین جا کودا تھا اور اوسنے اپنے پنجے جلا لئے تھے۔ درد کے مارے اسوقت اوسکے غصہ کی کوئی حد نہ تھی۔ لیکن بھیڑیا جانتا تھا کہ غار کا منہ اسقدر تنگ ہے کہ شیر اوس مین داخل نہین ہوسکتا۔ اسوقت جہان شیرخان کھڑا تھا وہان بھی اوسکے کندہے اور اگلے پنجے جگہ کے فراخ نہ ہونے

کے باعث اسی طرح بھینچے ہوئے تھے جس طرح ایک آدمی کے کندھون
کی حالت ہو جو ایک پیپے مین گھس کر لڑنا چاہے۔

چنانچہ بھیڑئیے نے شیر کو یہ جواب دیا "بھیڑیوں کی قوم کو پوری
آزادی حاصل ہے وہ اگر کسی کا حکم سُن سکتے ہین تو اپنے غول کے
سردار کا۔ کسی دھاری دار بلّے کو جسکا پیشہ سؤر شیرون کا خون کرنا ہو ہرگز یہ حق
حاصل نہین کہ اونپر حکمرانی کرے۔ انسان کا بچہ ہمارا ہے۔ ہم چاہینگے
تو اوسے مارینگے۔"

شیر نے غضبناک ہو کر کہا "تم چاہو گے؟ چاہنے کی بھی تم نے
ایک ہی کہی! قسم ہے اوس بیل کی جسے مین نے مارا ہے کہ مین اپنا
حق مانگنے کے لیے تم کتون کے غار مین اسطرح پر ناک دیے ہوئے
زیادہ انتظار نہین کرسکتا تم جانتے ہو کہ مین کون ہون۔ مین ہون شیر خان"
شیر کی چنگھاڑ سے غار دہل گیا۔ بھیڑئیے کی مادہ اپنے بچون کو
چھوڑ کر آگے کی طرف جھپٹی اور اوس کی آنکھین جو اندھیرے مین اسطرح

چمک رہی تہین جیسے کہ دو سبز چاند۔ شیر خان کی مشعل کیطرح جلتی ہوئی
آنکھون کے مقابل ہوئین۔ اوسنے بھی شیر کو ترکی بہ ترکی یہ جوابدیا۔

" اور تو جانتا ہے کہ مین کون ہون جو تجھے جواب دیتی ہون میرا
نام ہے دیوی۔ آدمی کا بچہ میرا ہے۔ لنگڑے تو کون ہوتا ہے اوسکو
مارنیوالا۔ اس آدمی زاد کو مین پالون گی۔ اور وہ ہمارے غول کے ساتھ
دوڑیگا اور شکار کرے گا۔ اور دیکھ خبردار ہو جا اے ننھے بچونکو مارنیوالی
مینڈکون کے کہانیوالے۔ مچھلیونکے ڈھکوسنے والے۔ آخر کار یہی بچہ
بڑا ہوکر تیرا ٹیٹوا دبوچے گا۔ اب دور ہو یہان سے ورنہ قسم ہے مجھکو اوسی
سانبھر کی جسے مین نے مارا تہا (مین وہ نہین کہ تیری طرح دبلی گایون بھینسون
کو زہر مار کیا کرون) کہ جتنا لنگڑا تو پیدا ہوا تہا اوس سے بھی زیادہ لنگڑا
کرکے اے جلے پنجون والے جنگلی بلّے تجھے اپنی مان کے پاس
بھیجونگی۔ چل نکل یہان سے "

بھیڑیا متعجب ہوکر اپنی مادہ کے اس جوش و خروش کو دیکھتا رہا۔

وہ اُن دنون کو بہول گیا تہا۔ جبکہ اوسنے اوسے پانچ بہیڑیون سے لڑکر اپنی زوجیت کے لیے چھینا تہا اور جبکہ وہ غول مین شریک تھی اور اپنی تندی و خونخواری کے لحاظ سے دیونی کہلاتی تھی۔ شیرخان بہیڑئے سے مقابلہ کر لیتا مگر وہ اوسکی مادہ سے نہین لڑ سکتا تہا کیونکہ وہ جانتا تہا کہ جہان وہ کھڑی ہے وہان اوسے ہر طرح سے غلبہ حاصل ہے۔ اور وہ جان توڑ کر لڑے گی۔ غرض یہ سوچ کر وہ غرّاتا ہوا غار کے منہ سے ہٹ گیا اور باہر نکلکر پکارا۔

"اپنی گلی مین کُتا بھی شیر ہوتا ہے۔ ہم بھی دیکھین گے کہ آدمی کے بچون کے پالنے پر بہیڑیون کا غول کیا کہتا ہے۔ یہ بچہ میرا ہے اور آخرکار یہ میرے ھی دانتون کی نظر ہوگا۔ خبردار ہو جاؤ اے جہاڑی کی دم والے چوہا چکو!"

بہیڑے کی مادہ ہانپتی ہوئی اپنے پلون مین آلیٹی اور اوسکے نر نے نہایت سنجیدگی سے اوس سے یون کہا۔

"چلتی دفعہ شیر خان جو بات کہہ گیا وہ صحیح تھی۔ اس بچہ کو ہمین ضرور غول کے سامنے پیش کرنا پڑے گا۔ کیا ابھی تک تم اس بات پر آمادہ ہو کہ تم اوسکو اپنے بچون کے ساتھہ پالو گی؟"

مادہ نے اپنے نر کو تند ہو کر جواب دیا۔

"کیا تمکو اس مین شک بھی ہے؟ بیچارہ رات کے وقت یہان بیکسی کی حالت مین ننگا اور بہوکا آیا۔ لیکن ڈرا نہین۔ دیکھو اوسنے ابھی سے میرے ایک بچے کو ایک طرف دھکیل دیا ہے اور خود اوسکی جگہہ لے لی ہے اور وہ موا لنگڑا قصائی اوسے مارنے آیا تھا۔ خود تو وہ اوسے مارنے کے بعد وین گنگا کی طرف دم دبا کر بھاگ جاتا اور گانون والے ہمارے تمام بھٹونکو انتقام مین کھود ڈالتے۔ اسپر تم مجھسے پوچھتے ہو کہ کیا مین اوسکو پالون گی؟ ہان مین یقیناً اوس کی پرورش کرون گی؟ لیٹا رہ میرے ننھے سے مینڈک لیٹا رہ۔ مین تیرا نام راجہ مینڈک رکھون گی۔ اور ایک وہ دن آئے گا جبکہ تو شیر خان کی

وہی گت بنائے گا جو اوس نے تیری بنائی ہے"

اسپر بھیڑئے نے کہا۔

"مگر ہمارے غول والے کیا کہین گے"

جنگل کا یہ صریح قانون ہے کہ جو بھیڑیا شادی کرے وہ اوس غول سے جس سے اوسکا تعلق ہے علیحدہ ہوسکتا ہے مگر جب اوسکے بچے چلنے پھرنے کے قابل ہوجائین تو اوسے اونہین اپنے غول کی مجلس شوریٰ مین جو مہینے مین ایک مرتبہ چاند کی چودہوین رات کو منعقد ہوتی ہے اس غرض سے لانا پڑتا ہے کہ دوسرے بھیڑئے اون کی شناخت کرسکین۔ اس معائنہ کے بعد بچونکو اجازت ہے کہ جہان چاہین کھلے پھرین اور جب تک کہ وہ اپنا ہرن کا پہلا شکار نہین کرلیتے اوسوقت تک اگر غول کا کوئی بڑا بھیڑیا اون مین سے کسی کو مار ڈالے تو اوسکا کوئی عذر سنا نہین جاتا اور سراغ ملنے پر قاتل کی سزا موت ہوتی ہے اور اگر تم ذرا غور کروگے تو تمہین معلوم ہوگا

کہ یہ قانون بالکل ٹہیک ہے ۔

غرضنکہ بہیڑیے نے کچھ مدت تک انتظار کیا اور جب اوسکے بچے ذرا دوڑنے کے قابل ہوئے تو ایک رات جبکہ بہیڑیون کے غول کی مجلس شوریٰ کا اجلاس تہا - وہ راجہ مینڈک اور اپنی جورو کو لیکر مجلس شوری کے ٹیکرے پر پہونچا - اس ٹیکرے پر بڑے بڑے پتھر جا بجا بکھرے پڑے تھے جن مین سو بہیڑیے چھپ سکتے تھے - ہم اپنے بہیڑیے کو امتیاز کے لئے راجہ مینڈک کا باپ اور اوسکی مادہ کو راجہ مینڈک کی مان کہین گے - بہیڑیون کے غول کا سردار اکیلا نامی جو اپنی شہ زوری اور دانائی کی بدولت اس رتبہ کو پہونچا تھا - ایک اونچے چٹان پر لیٹا ہوا تھا اور اوسکے نیچے چالیس پچاس بہیڑیے مختلف قد و قامت کے بیٹھے ہوئے تھے ان مین سے بعض بچون کے رنگ والے گرگ باران دیدہ تہے جو ہرن کا شکار تن تنہا کر سکتے تہے اور بعض جوان سالہ کالے رنگ کے بہیڑیے تھے جن مین سے

ہر ایک کو کم از کم یہ زعم ضرور تھا کہ کسی دوسرے کی مدد کے بغیر ہم اکیلے ایک
ہرن کو زیر کر سکتے ہین - اکیلے کو اوسکی سرداری کے منصب پر سرافراز ہوئے
اب ایک سال کا زمانہ ہونے کو آیا تھا - جوانی کے عالم مین وہ ایک دفعہ
تو ایک جال مین پھنس چکا تھا اور ایک دفعہ اوسپر اتنے لٹھ برسے تھے
کہ اوسے مردہ جانکر لوگ چھوڑکر چلے گئے تھے اور اسلئے وہ انسان کی
عادات و اطوار سے خوب واقف تھا - ٹیکرے پر بات چیت بہت
کم ہوئی - بھیڑیون کے جو بچے اس موقعہ پر لائے گئے تھے وہ اوس
حلقہ کے وسط مین جسکے گرداگرد اونکے مان باپ بیٹھے تھے ایک
دوسرے پر گرے پڑتے تھے - تھوڑی تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک
بڑا بوڑھا بھیڑیا اوٹھتا تھا اور ایک بچہ کے پاس جاکر اوس کا غور سے
معائنہ کرنے کے بعد دبے پاون اپنی جگہ کو لوٹ آتا تھا - بعض دفعہ کوئی
مان اپنے بچہ کو اس خیال سے کہ وہ نظر انداز نہ ہو جائے دھکیل کر
ایسی جگہ بٹھا دیتی تھی جہان چاندنی کا پورا عکس اوس پر پڑ سکے - اکیلا

اپنی چٹان پر سے کچھ دیر کے بعد پکارتا تھا۔ "تمکو قانون معلوم ہی ہے اور تم اوسکے اصول سے واقف ہو۔ اے بھیڑیو خوب دیکھہ بھال لو"۔ اس صدا کو سنکر مائین بھی جنکو اپنے بچون کا شناخت کرانا دل وجان سے مقصود تھا پکار اُٹھتی تھین کہ "اے بھیڑیو خوب دیکھ بھال لو"۔

آخر کار وہ وقت آپہونچا جبکہ راجہ مینڈک کے باوا نے اوسکو حلقہ کے وسط مین دھکیل دیا جہان وہ بیٹھ کر ہنسنے لگا اور کچھ کنکرون سے جو چاندنی مین چمک رہے تھے کھیلنے لگا۔

اکیلا جو اپنے سر کو اپنے پنجون پر رکھے ہوئے لیٹا تھا اسی وضع مین برابر اپنی اوسی ایک راگ کو گائے گیا کہ "اے بھیڑیو خوب دیکھہ بھال لو"۔ اتنے مین ٹیکرے کے پیچھے سے شیر خان کے غرانے کی آواز آئی جو یہ کہتا ہوا سنائی دیا "یہ بچہ میرا مال ہے۔ لاؤ اسے میرے حوالے کرو۔ بھیڑیون کی آزاد قوم کو انسان کے بچے سے کیا سروکار؟"

اکیلے نے یہ بات سن کر کان تک نہین ہلایا۔ بلکہ صرف اسی قدر کہا۔

اُسے بھیڑیو خوب دیکھ بھال لو۔ بھیڑیون کی آزاد قوم کو کسی دوسرے قوم والے کا حکم ماننے سے کیا سروکار۔ اسے بھیڑیو خوب دیکھ بھال لو"

اس پر بہت سے بھیڑیون کے غرّانے کی آوازین ایک ساتھ بلند ہوئین۔ اور ایک جوان بھیڑئے نے جسکی عمر چار سال ہوگی شیر خان کا سوال اکیلے سے دہرایا کہ "بھیڑیون کی آزاد قوم کو انسان کے بچے سے کیا سروکار۔" لیکن جنگل کا قانون یہ ہے کہ جب اس امر کے متعلق کوئی جھگڑا ہو کہ آیا فلان بچہ کو یہ استحقاق ہے یا نہین کہ اوسے غول منظور کرے تو ضرور ہے کہ اوسکی حامی غول کے کم از کم دو ایسے رکن بھرین جو اوسکے مان باپ نہ ہون۔

چنانچہ اکیلے نے کہا "اس بچہ کا ضامن کون ہوتا ہے۔ آزاد قوم والون مین سے کون ہے جو اوسکا جانبدار ہے؟" اس سوال کا جواب کسی نے کچھ نہین دیا اور راجہ مینڈک کی مان مایوس ہو کر لڑتے مرنے کیلئے مستعد ہو گئی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر بچہ کی طرف سے کوئی نہ بولا تو

سوائے اسکے کہ مین سینہ سپر ہون اور کوئی چارہ نہ ہوگا۔

لیکن کچھ دیر کے بعد ریچھ جسے غول کی مجلس شوریٰ مین شریک ہونے کی اجازت ہے اور جس کا شمار اس لحاظ سے مستثنیات مین ہے (کیونکہ وہ بھیڑیون کے بچون کو جنگل کا قانون سکھاتا ہے اور میوہ جڑی بوٹی اور شہد پر اکتفا کرنے کے باعث ہر جگہ جا سکتا ہے) اپنے پچھلے پنجون کے بل اٹھا اور اپنے بھدے لہجہ مین پکارا۔

"کیا یہ آدمی کا بچہ ہے؟ اگر آدمی کا بچہ ہے تو مین اوس کی حامی بھرتا ہون۔ آدمی کا بچہ ایک بے ضرر چیز ہے۔ مجھے زیادہ باتین تو بنانی آتی نہین لیکن جو کچھ مین کہتا ہون صحیح کہتا ہون وہ کبھی تمہارے ساتھ بیوفائی نہین کریگا۔ اوسے اپنے غول کے ساتھ دوڑنے کی اجازت دو اور دوسرے بچون کے ساتھ اوسے بھی شریک کر لو مین خود اوسکا اوستاد بنونگا"

اس پر اکیلا بولا "ابھی ایک اور چاہئیے۔ ریچھ نے تو اس بچہ کی حامی بھری اور وہ ہمارے چھوٹے بچون کا استاد ہے لیکن علاوہ ریچھ

سے کے اور بھی کوئی ایسا ہے جو اس بچہ کی ضمانت دے"

ایک سیاہ رنگ کا جانور حلقہ مین آکودا۔ یہ جانور چیتا تہا جسکا رنگ سر سے لیکر پاؤن تک بالکل سیاہ تھا لیکن ریشم کی سی چمک اوس مین موجود تھی۔ چیتے کو سب جانتے تھے اور کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اوس سے برسرِ پرخاش ہو کیونکہ مکاری مین وہ طباقی کے برابر شجاعت مین ارنے بھینسے کا ہمسر اور تہور مین زخمی ہاتھی کی جوڑ تہا۔ لیکن آواز اوس کی درخت پر سے ٹپکتے ہوئے شہد کی طرح شیرین اور جلد اوسکی روئین کیطرح ملایم تھی۔ چنانچہ خرخراتا ہوا وہ اسطرح بولا۔

"اے اکیلے اور اے دوسرے آزاد قوم والو اگرچہ مجھے تمہاری مجلس مین بات کرنے کا کوئی حق حاصل نہین لیکن جنگل کے قانون کا منشا یہ ہے کہ اگر کسی نئے بچہ کی شرکت کے متعلق کوئی شبہ ہو تو اوس بچہ کی جان خون بہا دیکر خریدی جا سکتی ہے لیکن ساتھ ہی اسکے قانون مین اس امر کی تصریح موجود نہین کہ اوس خون بہا کا پیش کرنے والا کون ہونا چاہیئے

مین نے درست بات کہی ہے نہ ؟

اس پر جوان بھیڑیون نے جو ہمیشہ بھوکے ہی رہتے ہین کہا۔ "بالکل ٹھیک ہے۔ چیتے کی بات دل کے کانون سے سنو۔ اس بچہ کی جان قیمت دیکر خریدی جا سکتی ہے۔ قانون کا منشا یہی ہے"

چیتا بولا۔ "مجھے خوب معلوم ہے کہ مجھے بات کرنے کا کوئی حق نہین اور اس لئے مین تم سے اجازت طلب کرتا ہون"

بیس بھیڑیون نے یکزبان ہو کر کہا۔ "کہو کیا کہتے ہو"

چیتے نے یہ جواب دیا۔ "نہایت شرم کی بات ہے کہ ایک بیکس ننگے بچے کو مار ڈالا جائے۔ اسکے علاوہ جب وہ بڑا ہو جائے گا تو تمہارے بہت کام آئیگا۔ ریچھ نے اوسکی حامی بھری ہی ہے۔ اب مین ریچھ کی تائید کرتا ہون اور اگر آپ لوگ بچہ کو حسب منشاء قانون اپنی جماعت مین شریک کرلین۔ تو مین اوس کی جان کی قیمت کے طور پر ایک موٹا تازہ بیل جو یہان سے کوئی نصف میل کے فاصلہ پر ابھی مارا گیا ہے

پیش کرتا ہون - کیا اب بھی مین کوئی مشکل باقی ہے ؟"

چیتے کی یہ بات سنکر بیسیون آوازین ایک ساتھہ بلند ہوئین اور یہ کہتی ہوئین سنائی دین - "یہ بچہ کڑکڑاتے جاڑون کے مینھہ کی جھڑیون مین ٹھٹھر کر مر جائے گا یا گرمی مین دہوپ اور لو سے جل جائیگا - ایک ننگا مینڈک ہمکو کیا ضرر پہونچا سکتا ہے - اوس کے غول کے ساتھہ شریک ہو جانے مین کوئی ہرج نہین - اے چیتے وہ بیل کہان ہے ؟" اس پر اکیلا آواز بلند پکارا - "اے بھیڑیو خوب دیکھہ بھال لو - خوب دیکھہ بھال لو"

راجہ مینڈک ابھی تک کنکرون کے ساتھہ کھیلنے مین ایسا محو تھا کہ جب بھیڑئے ایک ایک کر کے اوسکو دیکھنے آئے تو اوسنے اونکی طرف توجہ نہین کی آخر کار وہ سب کے سب مرے ہوئے بیل کی طرف چلے گئے اور صرف اکیلا - چیتا - ریچھہ اور راجہ مینڈک کے اپنے بھیڑئے وہان رہ گئے - شیر خان ابھی تک دہاڑ رہا تھا کیونکہ اوسے اس بات کا سخت غصہ تھا کہ راجہ مینڈک کیون اوسکے حوالے نہین کر دیا گیا -

چیتا اوسکی آواز سنکر بولا" وہاڑے جا! چنگہاڑے جا! ایک
دن وہ آنے والا ہے کہ یہی ننگا بیکس بچہ تجھے ایسا ناچ نچائے گا کہ
تو بھی یاد ہی کرے گا۔ مین کیا انسان سے واقف نہین ہون؟"

اکیلے نے کہا "خوب ہوا۔ انسان اور اوسکے بچے بڑے دانا
ہوتے ہین۔ ممکن ہے کہ آڑے وقت کام آئے"

چیتے نے جواب دیا۔" اس مین ذرا شک نہین کہ مصیبت کیوقت
یہ تمہارا ساتھہ دے گا کیونکہ غول کا سردار کوئی ہمیشہ نہین رہ سکتا"

اکیلے نے اسکا کچھ جواب نہین دیا۔ وہ اس وقت اوس گھڑی کا
خیال کر رہا تھا جو غول کے ہر سردار کے لئے آتی ہے جبکہ اوسکی طاقت
زایل ہو جاتی اور وہ دن بدن ضعیف ہوتا جاتا ہے حتی کہ دوسرے بھیڑئے
اوسے مار ڈالتے ہین اور ایک نیا سردار پیدا ہو جاتا ہے اور پھر اسی طرح
وقت مقررہ پر اوسکے مارے جانیکی بھی باری آتی ہے۔ کچھ دیر کے
بعد اوسنے راجہ مینڈک کے باوا سے کہا" اسکو لے جاؤ اور اس کی تربیت

اسی طرح پیر کردو جیسے کہ ایک بھیڑیے کی ہونی چاہیئے"

غرضکہ اسطرح راجہ مینڈک ریچھ کی سفارش پر اور ایک بیل کی قیمت کے عوض سیانی کے بھیڑیوں کے غول مین داخل ہوگیا۔

اس واقعہ کے بعد دس گیارہ سال کی مدت گذر گئی اور اس عرصہ مین راجہ مینڈک حیرت انگیز طور پر بھیڑیون مین پرورش پاتا رہا۔ اوسکی زندگی کے اس زمانہ کے واقعات کو اگر قلمبند کیا جائے تو دس بارہ کتابین لکھی جائین۔ مختصر یہ کہ جس بھیڑیے نے اوسے اپنے غار مین پناہ دی تہی اوسی کے بچون کے ساتھہ وہ پل کر بڑا ہوا لیکن وہ ابھی بچہ ہی تہا اور اوس کے بہن بھائی نشوونما پاکر اوس سے پہلے جوان ہوچکے تھے۔ راجہ مینڈک کے باوا نے اپنے آدمی زاد بچہ کو جنگل کی زندگی کا ایک ایک گر سکھایا اور جنگل کی تمام باتون کا اوسکو سبق پڑہایا حتیٰ کہ گہاس کی ایک پتی کے کھڑکنے رات کی معتدل ہوا کے ایک جہونکے کی جنبش۔ الو کے بولنے کی آواز۔ درخت پر ایک دم بہر کیلئے قرار لینے والے چمگادڑ کے پرون کی پھڑپھڑاہٹ اور

جوہڑ مین ہر ایک ننھی مچھلی کے کودنے سے پانی کے چھینٹے اوڑنے کے شور
کے اوسکے نزدیک وہی معنی ستہے جو ایک کارگذار عہدہ دار کے نزدیک
اپنے دفتر کے کام کے ہوتے ہین۔ سبق سیکہنے کے اوقات کے علاوہ وہ
دہوپ مین بیٹھتا اور سوتا اور کہاتا اور پھر سو جاتا جب اوسکے بدن پر مین جمع
ہو جاتا یا اوسے گرمی ستاتی تو جنگل کے جوہڑون مین وہ تیر لیتا ریچھ نے
اوسے بتا رکھا تہا کہ شہد اور پھل ایسی ہی مزیدار چیزین ہین جیسے کہ کچا
گوشت اور اس لئے جب اوسے شہد کہانے کی خواہش ہوتی تو وہ درخت
پر چڑہ کر مکھیون کے چھتے مین سے جتنا شہد چاہتا لے لیتا اور چیتا
اوسے درخت پر چڑہنے کا ڈہب بتاتا چیتا پہلے خود ایک شاخ پر جا کر
بیٹھتا اور پھر اوسے پکارتا کہ "بھا اوپر آجاو"۔ اوّل اوّل تو راجہ مینڈک کو
درخت پر چڑہنے مین بہت دقت پیش آئی بمشکل تمام رینگ رینگ کر وہ
تنے سے شاخ تک پہونچتا لیکن رفتہ رفتہ اس مین اوسے ایسی مہارت
ہو گئی کہ وہ بڑی جراءت سے بندر کی طرح ڈال ڈال اور پات پات پھرنے لگا

بہیڑیون کے غول کے اجلاس والی رات کو وہ مجلس شوریٰ کے ٹیکری
پر بھی جاتا اور وہان اوسے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اگر وہ کسی بہیڑے کو گھور
کر دیکھتا تو وہ بہیڑیا طوعاً وکرہاً اپنی آنکھین نیچی کرلیتا چنانچہ کھیل کے طور پر وہ
بہیڑیون کو تاکا کرتا۔ بعض دفعہ وہ اپنے دوستون کی پوستینون مین سے
کانٹے چن کر نکالتا کیونکہ جب بہیڑیون کی کہال مین کانٹے چبھ جاتے ہین
یا اوس مین خس وخاشاک الجھہ جاتا ہے تو اونہین بڑی تکلیف ہوتی ہے
کبھی وہ رات کے وقت پہاڑی سے اتر کر کھیتون مین جاتا اور متحیر اور متعجب
ہوکر گاؤن والون کو اونکے جھونپڑون مین جہانکتا لیکن اوسے آدمیون
کی طرف سے بے اعتباری ہی کیونکہ چیتے نے ایک دفعہ اوسکو ایک صندوق
جس مین ایک کھٹکے دار دریچہ لگا تھا۔ بتاکر کہا کہ یہ پہندا ہے۔ یہ صندوق
جنگل مین اس حکمت سے چھپا ہوا رکھا تھا کہ قریب تہا کہ راجہ مینڈک اوس کے
اندر چلا جائے۔ چنانچہ اوسی دن سے وہ آدمیون کو خوف کی نگاہ سے
دیکھنے لگا۔ چیتے کے ساتھہ وہ جنگل مین دور نکل جاتا اور دن کے وقت

پڑا سویا کرتا اور جب رات آتی تو چیتے کو شکار کرتے دیکھتا۔ چیتا بھوک کی حالت مین دائین بائین ہر ایک چیز پر ہاتھ صاف کرتا اور راجہ مینڈک بھی اوسی کی تقلید کرتا لیکن ایک چیز کو وہ کبھی نہ چھوتا۔ کیونکہ جب وہ ہر ایک بات کو سمجھنے کے قابل ہو گیا تہا تو چیتے نے اوسے سمجھایا تھا کہ تو کبھی مویشیون کو نہ ماریو کیونکہ تیری جان ایک بیل کی جان کے بدلے خریدی گئی تہی۔ چیتے نے اوس سے یہ بات کہی تہی "تمام جنگل تیرا ہے۔ جس جانور کے مارنے کی طاقت تو اپنے آپ مین پائے۔ اوسے تو مار سکتا ہے لیکن اوس بیل کی خاطر سے جو تیرا خون بہا تہا۔ تجھے جوان یا بڈہے مویشیون کو کبھی مارنا یا کہانا نہین چاہئیے۔ جنگل کا قانون یہی ہے" راجہ مینڈک نے اس نصیحت پر ہمیشہ عمل کیا۔

راجہ مینڈک نے اب حیرت انگیز طور پر نشو ونما پانا شروع کیا۔ بڑہتی عمر کے ساتھ اوسکے جسم مین منون طاقت آتی چلی اور صاف ظاہر ہے کہ جس لڑکے کو اپنا سبق یاد نہ کرنا ہو۔ اور جسے کہانیکی چیزون کے سوا

اور کسی چیز کی فکر نہ ہو وہ کیا کچھ نہ پینپے گا۔

ایک یا دو دفعہ بہیڑیے کی مادہ نے جو اوسکی مان تھی اوس سے کہا کہ دیکھہ شیر خان پر کبھی اعتبار مت کیجو اور ایک نہ ایک دن اوسکو ضرور مار ڈالیو۔ اس نصیحت کو ایک بہیڑیے کا بچہ ہمیشہ یاد رکہتا لیکن راجہ مینڈک جو آخر آدمی زاد ہی تھا۔ (گو کہ اگر اوسکو آدمیون کی بولی آتی تو وہ اپنے آپ کو بہیڑیا ہی کہتا) اس نصیحت کو بھولگیا۔

شیر خان سے جنگل مین اوسکی ہمیشہ مٹ بہیڑ ہوتی رہتی تھی کیونکہ جب اکیلا بڈہا اور کمزور ہوتا چلا تو لنگڑے شیر نے غول کے نوعمر بہیڑیون کے ساتھہ خوب دوستی گانٹھہ لی اور وہ ایک آدھہ بوٹی یا ہڈی کی خاطر اوسکے پیچھے پیچھے جایا کرتے۔ حالانکہ اکیلے کو اگر اپنے پورے اقتدارات حاصل ہوتے تو وہ ہرگز اس بات کا روادار نہ ہوتا۔ اس حالت مین شیر خان اون کی تعریف کیا کرتا اور تعجب کرتا کہ ایسے تنومند اور نوخیز شکاری ایک انسان کے بچے اور ایک ایسے بہیڑیے کی سرداری پر قانع ہین جو قبر مین

پاؤن لٹکائے بیٹھا ہے۔ وہ اون سے کہا کرتا کہ مین نے سُنا ہے کہ مجلس شوریٰ مین تم اس انسان کے بچہ سے آنکھ نہین ملا سکتے۔ اس پر نوجوان بھیڑئے غراتے اور چلاتے۔

چیتے کو بھی جو ہر بات کی خبر رکھتا تھا اس ماجرے کی اطلاع ہو گئی اور اوسنے ایک دو دفعہ راجہ مینڈک سے کہا بھی کہ شیر خان تمکو ایک نہ ایک دن مار ڈالے گا لیکن راجہ مینڈک نے ہنسکر اور یہ جواب دیکر اوسکو ٹال دیا کہ غول میرے ساتھ۔ تم میرے ساتھ۔ ریچھ میرے ساتھ جو باوجود بھدا اور سست ہونے کے میری خاطر میرے مخالفون سے دو دو ہاتھ کر سکتا ہے۔ پھر مجھے کس بات کی پروا۔؟

ایک دن جبکہ گرمی کی بڑی شدت تھی چیتے کو ایک نیا خیال پیدا ہوا جسکی محرک غالباً ایک خبر تھی جو اوسکے سننے مین آئی تھی۔ شاید ریچھ نے اوس سے یہ بات بیان کی ہوگی۔ بہر حال ایک دن جبکہ جنگل کے بیچون بیچ راجہ مینڈک چیتے کے خوبصورت اور سیاہ جسم پر سر رکھے ہوئے

لیتا تھا چیتیا نے اوس سے کہا۔ "بھیا مین نے تم سے کتنی مرتبہ کہا ہے
کہ شیر خان تمہارا جانی دشمن ہے"

راجہ مینڈک نے جسے قدرتی طور پر گننا نہ آتا تھا جواب دیا "جتنے سامنے
کے تاڑ پر ناریل ہین۔ مگر مجھ سے یہ بات بار بار تم کیون کہتے ہو۔ بہائی
مجھکو دق نہ کرو اسوقت مجھے نیند آرہی ہے۔ شیر خان کی مجھکو ایک مچھر جتنی
بھی پروا نہین۔ مور کی طرح اوسکی دم بھی لمبی ہے اور آواز بھی بلند"

چیتیا۔ "یہ وقت سونے کا نہین۔ شیر خان کو تم سے جو عداوت ہے
اوس کا حال ریچھ کو معلوم ہے۔ مجھکو معلوم ہے۔ غول بھر کو معلوم ہے۔
حتّیٰ کہ بھولے بھالے۔ بے تمیز ہرنون تک کو معلوم ہے۔ طباقی نے بھی
تم سے اسکا ذکر کیا ہوگا"

راجہ مینڈک۔ "ہان کچھ دیر ہوئی کہ طباقی میرے پاس آیا تھا۔ مگر میرے
ساتھہ بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ مجھسے کہنے لگا کہ تو ننگا آدمی کا بچہ ہے
اس قابل بھی نہین کہ شکر قند کھود کر کہا سکے۔ لیکن مین نے بھی اوسکو دم

سے پکڑکر دو دفعہ سر کے گرد گھمایا اور ایک ناریل کے درخت کے ساتھ

دے پٹکا کہ فوراً تمیز سے بات کرنی سیکھے۔"

چاپیتا۔ "تم نے بڑی حماقت کی۔ طباقی اگرچہ فتنہ انگیز ہے۔ لیکن اوسنے

تم سے ایسی بات کہی ہوتی جس سے تمہین بڑا فائدہ پہونچتا۔ بھیا اپنی ان

آنکھونکو ذرا کھولو اور عقل کے ناخن لو۔ شیر خان کو تمہین کھلے جنگل مین مارنیکی

جرأت نہین ہوسکتی لیکن یاد رکھو کہ اکیلا بہت ضعیف ہوگیا ہے اور جلد

دن آنیوالا ہے جبکہ وہ ہرن کو تنہا زیر نہین کرسکے گا اور اوسوقت اوسکی

سرداری چھن جاے گی۔ جن بھیڑیون نے اوسوقت جبکہ تم اول اول

مجلس شوریٰ مین لائے گئے تھے تمکو شناخت کیا تھا اون مین سے بھی

بہت سے ضعیف ہوگئے ہین۔ اور نوخیز بھیڑون کو شیر خان کی تعلیم کی

بدولت یہ خیال پیدا ہوگیا ہے کہ ایک انسان کے بچہ کا غول مین کچھ دخل

نہین۔ تھوڑے دنون مین تم پورے مرد ہوجاؤگے۔"

راجہ مینڈک۔" تو مرد ہونے سے یہ کہان لازم آتا ہے کہ مین اپنے

بھائی بندوں کے ساتھ زندگی بسر کروں۔ میں جنگل میں پیدا ہوا۔ یہیں میری پرورش پائی جنگل کے قانون کی میں نے تعمیل کی اور بہت سے بھیڑیے ایسے ہیں جنکے پنجوں میں سے میں نے کانٹے نکالے ہیں۔ یقیناً وہ میرے بہن بھائی ہیں۔"

چیتا زمین پر تن کر لیٹ گیا اور آنکھیں آدھی بند کر کے اور آدھی کھلی چھوڑ کے بولا "بھیا میرے جبڑے کے نیچے کے حصّہ کو ذرا ٹٹولو تو۔"

راجہ مینڈک نے چیتے کی نرم نرم ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ لیجا کر پھیرا تو سیاہ چمکدار بالوں کے تلے اوسے ایک چھوٹا سا داغ محسوس ہوا جہاں کے بال بالکل اوڑ گئے تھے۔

چیتے نے اپنے ساتھی کو مخاطب کر کے کہا "جنگل میں کسی کو معلوم نہیں کہ میرے گلے میں یہ داغ جو کہ طوق کا داغ ہے موجود ہے۔ بھیا میں آدمیوں [illegible] پیدا ہوا [illegible] میں پلا۔ میری ماں نے بھی اپنی عمر آدمیوں ہی میں گذاری اور اودیپور کے راجہ کے محل کے پنجرے

مین اوسکا انتقال ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ مین نے بہیڑیون کی مجلس شوری مین جبکہ تم ایک ننھے سے بیکس بچے تھے تمہاری جان خون بہا دیکر خریدی ہان مین بھی آدمیون ہی مین پیدا ہوا۔ مین نے جنگل کی صورت کبھی نہین دیکھی تہی۔ آہنین سلاخون کے پیچھے سے ایک لوہے کے طباق مین مجھے کہانا ڈالدیا جاتا تہا۔ جب مین بڑا ہوا تو ایک رات یکایک مجھے خیال پیدا ہوا کہ مین تو چیتا ہوگیا ہون اور انسان کا کہلونا نہین ہون۔ اس خیال کے آتے ہی مین نے اپنے پنجے کی ایک ضرب سے تالے کو توڑ ڈالا اور بہاگ آیا۔ اور چونکہ مین آدمیون کی عادات و اطوار سے واقف ہوگیا تہا اسلیئے مین جنگل مین شیر خان سے بھی زیادہ مہیب ہوگیا۔ بولو ہون یا نہین؟"

راجہ مینڈک نے جواب مین کہا "واقعی تمام جنگل والے سوائے میرے تم سے ڈرتے ہین"

کالے چیتے نے نہایت شفقت اور پیار سے جواب دیا "بھلا تم

مجھہ سے کیون ڈرنے لگے۔ تم تو آدمی زاد ہو اور جس طرح مین جنگل مین چلا آیا
ہون اسی طرح تم بھی آخر کار آدمیون مین جو تمہارے بھائی ہین واپس چلے
جاؤ گے۔ بشرطیکہ اس اثنا مین تم مجلس شوریٰ مین مار نہ ڈالے گئے "

اس پر راجہ مینڈک نے پوچھا "کسی کو ایسی کیا غرض پڑی ہے کہ میری
جان کے درپے ہو "

چیتے نے کہا " ذرا میری طرف نگاہ بھر کے تو دیکھو " راجہ مینڈک
نے ایسا ہی کیا اور اوس سے آنکھین ملائین۔ آدھ منٹ نہ گذرنے پایا
تھا کہ چیتے نے اپنا سر پھر لیا اور اپنے رفیق سے کہا۔

"یہی وجہ ہے کہ دوسرے تمہاری جان کے درپے ہین۔ دیکھو بھیا
مین بھی تم سے آنکھہ نہین ملا سکتا باوجودیکہ مین آدمیون مین پیدا ہوا اور پلا
اور تم سے مجکو محبت بھی ہے۔ دوسرونکو تم سے نفرت ہے اور اوس کا
باعث یہ ہے کہ وہ تمسے آنکھہ نہین ملا سکتے۔ تم دانا ہو۔ تم نے اونکے پاؤن
مین سے کانٹے نکالے ہین۔ قصہ کوتاہ یہ کہ تم انسان ہو "

راجہ مینڈک نے منہ لبسور کر اور تیوری چڑہا کر کہا "مجھے ان باتون کی
خبر نہ تھی" اس پر چیتا بولا "تم جانتے ہو کہ جنگل کا قانون کیا ہے؟ یہ ہے
کہ پہلے مارو اور پھر بات کرو - تمہاری بے احتیاطی سے ہی اونکو معلوم ہو گیا
ہے کہ تم انسان ہو لیکن تمہین چاہیئے کہ تم ہوشیار رہو - میرا دل گواہی دیتا
ہے کہ جب اکیلا اگلی دفعہ اپنے شکار کو زیر نہ کر سکا اور واقعی ہر ایک شکار
مین اوسکو ہرن کو مارنے مین پہلے کی نسبت زیادہ دشواری پیش آتی ہے
تو غول اوسکے اور تمہارے خلاف ہو جائیگا - اوسوقت وہ ٹیکرے پر جنگل کی
ایک مجلس منعقد کرینگے اور تب تمہاری جان پر آ بنے گی - لیکن مجھے
ایک ترکیب سوجھی ہے اور وہ یہ کہ تم جلد آدمیونکی اون جھونپڑیون تک جو وادی
مین واقع ہین جاؤ اور کسیقدر سرخ پھول جو وہان اُگتے ہین لیتے آؤ تاکہ
جب وہ وقت آئے تو تمہاری مدد کو ایک ایسا دوست موجود ہو جو میرے
یا ریچھ کے یا غول کے اون بھیڑیون کی نسبت بھی زیادہ زبردست ہے
جنکو تم سے ابھی تک محبت ہے - جاؤ جا کر سرخ پھول لے آؤ"

سُرخ پھول سے چیتے کی مراد آگ تھی۔ جنگل کا کوئی جانور آگ کا صحیح نام نہین لیتا۔ ہر ایک درندہ اوسکا خیال دل مین لاتے ہی مارے خوف کے کانپ اوٹھتا ہے اور سینکڑون ڈہنگ سے اوسکو بیان کرتا ہے۔

راجہ مینڈک نے کہا۔ ”وہی سرخ پھول نہ جو انسانون کی جھونپڑیون کے باہر جھٹ پٹے کے وقت اُگتا ہے۔ مین کسی قدر جاکر لے آؤن گا“

چیتا یہ جواب سُنکر فخر سے بولا۔ ”حقیقت مین یہ بات تو نے آدمی زاد کی سی کہی۔ لیکن یہ یاد رکھہ کہ یہ پھول چھوٹی چھوٹی برتنون مین جنھین چولہا یا انگیٹھی کہتے ہین اُگتا ہے۔ تو جلدی سے جا اور ایک اُٹھا لا اور ضرورت کے وقت کے لئے اپنے پاس رکھہ چھوڑ“

راجہ مینڈک نے اپنا ایک ہاتھ چیتے کی شاندار گردن مین حمایل کیا اور بولا ”بہت اچھا مین جاتا ہون لیکن یہ تو مجھکو بتاؤ کہ تمہین پورا یقین ہے کہ یہ سب پاکھنڈ شیر خان نے پھیلایا ہے“

چیتا۔ ”بھیا قسم ہے مجکو اوس ٹوٹے قفل کی جس نے مجھے آزاد کیا کہ

مجھے اسبات کا پورا یقین ہے۔"

راجہ مینڈک۔" تو مجکو بھی قسم ہے اوسی ہیل کی جو میرا خون بہا تھا کہ

مین شیر خان کو اوس کی اس حرکت کا پورا پورا مزا چکھاؤن گا۔"

یہ کہکر راجہ مینڈک چھلانگین بھرتا ہوا تھوڑی دیر مین چیتے کی نظرون

سے غائب ہو گیا اور چیتا زمین پر لیٹ کر آپ ہی آپ بولا" پورا آدمی زاد

ہے سر سے لیکر پاؤن تک اوس مین انسانی شان ہے۔ بھلا رے شیر خان

کہان جاتا ہے تو دیکھہ تو سہی تجھہ پر کیا آفت آتی ہے۔ وہ دن بھی تیرے

لئے بڑا ہی بدقسمتی کا تھا جبکہ تو دس سال قبل مینڈک کے شکار کے لئے

نکلا تھا۔"

راجہ مینڈک فراٹے بھرتا ہوا جنگل کو جلد جلد طے کر رہا تھا اور مارے

غصہ کے اوسکے تن بدن مین آگ لگ رہی تھی سر شام وہ غار کے منہ پر

پہونچا اور سانس لینے کے لئے رکا۔ اوسکے بھائی شکار کے لئے باہر نکل گئے

تھے لیکن اوسکی ماں غار مین موجود تھی اور اسکے زور زور سے سانس لینے کی

آواز سنکر اوسنے سمجھا کہ میرے مینڈک کے دلکو کوئی صدمہ پہونچا ہے۔
چنانچہ اوسنے اندر سے پکارا اور کہو بیٹا کیسے ہو؟"

راجہ مینڈک نے جواب مین کہا۔" یہ شیر خان بڑا شریر ہے اس
مجھے دق کر دیا ہے۔ مین آجکی رات کھیتون مین جاکر شکار کرون گا" یہ کہکر
اوس نے ایک جست لگائی اور جھاڑیون مین سے دوڑتا ہوا وادی مین ندی
کے کنارہ پہونچا۔ یہان [illegible] کے لئے رکا کیونکہ [illegible] غول کے
[illegible] ارکرنیکا شور و غل سُنا اور اوسکے بعد ایک سانبھر کے ڈکرانے اور زور
[illegible] سے معلوم ہوا کہ سانبھر لیٹ کر اپنے دشمنوںکی

کیونکہ راجہ مینڈک نے اکیلے کے دانتون کے بجنے کی آواز اور پھر اوسکی
ایک چیخ سُنی جس سے معلوم ہوا کہ سانبھر نے اپنا اگلا کُھر مار کر اوسکو گرا دیا ہی
اسکے بعد راجہ مینڈک نے انتظار نہین کیا بلکہ جھپٹتا ہوا بڑھا چلا گیا۔ اور بھیڑیون
کی چیخ پکار کی آواز کم ہوتی گئی۔ آخرکار وہ کھیتون مین جہان کسان لوگ رہتے
تھے جا پہونچا اور چارہ کے ایک ڈھیر مین جو ایک جھونپڑے کے ساتھ لگا ہوا
تھا چھپ کر دل ہی دل مین کہنے لگا "چیتا سچ کہتا تھا کل کے دن جو حال اکیلے
کا ہوگا وہی سب کا ابھی ہوگا" اب وہ کھڑکی مین سے جھانک کر چولہے مین آگ
کو جلتے دیکھتا رہا۔ اوس نے دیکھا کہ کسان کی بی بی کسی کالی چیز
سے کرید کر [illegible]

بھاگنے کیلئے باڑی کیطرف بھاگ رہا ہے۔

یہ دیکھکر راجہ مینڈک نے کہا کہ اگر ایک چھوٹا سا بچہ اس کام کو کرسکتا ہے تو پھر مجھے اسکا کیون ڈر ہو۔ چنانچہ وہ اپنی کمین گاہ سے نکل کر لڑکے کی طرف بڑھا اور اوسکے ہاتھ سے آگ کی انگیٹھی چھین کر چلتا بنا۔ لڑکا بیچارہ ڈر کے مارے چیختا چلاتا رہ گیا۔

جس طرح کسان کی بی بی کو اوسنے کرتے دیکھا تھا اسی طرح راستہ مین راجہ مینڈک آگ کو پھونکین مارتا گیا اور کہنے لگا کہ جھونپڑون کے رہنے والے مشکل صورت مین مجھ سے ملتے جلتے ہین۔ اسکے بعد وہ بولا کہ اگر مین نے اس سرخ چیز کو جو میرے پاس ہے کھانے کو کچھ نہ دیا تو یہ مر جائے گی اور یہ کہہ کر درخت کی سوکھی ہوئی چھال اور کچھ ٹہنیان اوسنے آگ مین ڈال دین اور ڈالنے کے ساتھ ہی آگ سلگ اٹھی۔ پہاڑی پر چڑھتے وقت اوسے چیتا ملا جسکے سیاہ لباس پر صبح کی شبنم کے قطرے موتیون کی طرح چمک رہے تھے۔

چیتا" اکیلے کا وار خطا گیا۔ وہ اوسے کل رات ہی مار ڈالتے لیکن اونھیں تیری بھی ضرورت تھی۔ سب تجھے وہ پہاڑی پر ادہر اودہر ڈھونڈتے رہے"

راجہ مینڈک نے آگ کی انگیٹھی اوپر اوٹھا کر چیتے کو دکھائی اور کہا "مین کل کھیتون مین تھا۔ اب مین ہر طرح سے تیار ہون۔ یہ دیکھ لو"

چیتا "تم نے خوب کیا لیکن مین نے دیکھا کہ آدمی ایک خشک شاخ کو اس چیز مین ڈالتے ہین اور تھوڑے دیر مین شاخ کے کنارہ پر سُرخ پھول کی کلیان کھل جاتی ہین۔ تم ڈرتے تو نہین"

راجہ مینڈک "مین کیون ڈرنے لگا۔ اگر یہ واقعہ خواب نہین ہے تو مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب مین بھیڑیا نہ تھا تو مین سُرخ پھول کے پاس پڑا رہتا تھا اور وہ گرم گرم اور خوش آیند ہوتی تھی۔"

دن بھر راجہ مینڈک غار مین بیٹھا ہوا اپنی آگ کی انگیٹھی کی نگہبانی کرتا رہا اور کچھ کچھ دیر کے بعد اوس مین خشک ایندھن جھونکتا رہا۔ اور ایک موٹی سی سوکھی شاخ اوسنے اپنے پاس رکھ لی کہ آگ کے دہکانے کے

کہ تم اوسے میرے حوالے کردو۔ وہ آدمی زاد ہے اور ہم مین سے کوئی اوس سے آنکھ نہین ملا سکتا۔"

اکیلے نے اپنا سر پھر اٹھایا اور بولا۔" وہ ہمارا ہم نوالہ وہم پیالہ بنا رہا ہے ہمارے ساتھ ملکر وہ سویا ہے۔ ہمارے لئے اوسنے شکار کو جھاڑیون مین سے ہانکا ہے۔ اور جنگل کے قانون کے کسی قاعدہ کو اوسنے نہین توڑا"

اسوقت چیتے نے اپنے شیرین ترین لہجہ مین کہا۔" اسکے علاوہ جب تم نے اوسکو اپنے غول مین شریک کیا تو مین نے ایک بیل اوسکی قیمت کے طور پر تمہاری نذر کیا تھا بیل کی قیمت شاید زیادہ نہ ہو لیکن چیتے کی آبرو ایک ایسی شئے ہے جسکے لئے وہ لڑنے مرنے سے بھی دریغ نہ کرے گا۔"

غول کے نوجوان بھیڑیون نے غرّا کر کہا۔" وہی بیل نہ جسکی ادائی کو دس سال کا زمانہ گذرتا ہے ہمین اون دس سال کی بوسیدہ ہڈیون کی کیا پروا ہے۔"

چیتے نے اپنے سفید دانت دکہا کر جواب دیا۔" اور تمہین اپنے قول

کا بھی پاس نہ ہوگا ؟ آزاد قوم والے تمہارا لقب کس مسخرے نے رکھا تھا"

اسپر شیر چیخ کر بولا۔" جنگل والون کے ساتھ کوئی آدمی زاد نہین رہ سکتا

اس آدمی کے بچے کو میرے حوالے کرو"

اکیلا جو اسوقت تک خاموش تھا پھر بولا۔" ایک ہمارا خون تو اوسکی رگون مین نہین دوڑتا لیکن باقی ہر ایک لحاظ سے وہ ہمارا بھائی ہے باوجود اسکے تم اوسکی جان کے درپے ہو۔ میری جو پوچھو تو مین بہت دن زندہ رہ چکا ہون اور اب مجھے زیادہ جینے کی ہوس نہین۔ تم مین سے بعض ایسے ہین جنھون نے مویشی مار کر کہانا شروع کر دیا ہے اور بعض کی نسبت مین نے یہ سنا ہے کہ شیر خان کے سیکھے سکھائے وہ رات کے وقت جا کر گاؤن والون کے دروازون پر سے بچون کو جھپٹا مار کر لے آتے ہین۔ اسلئے مین جانتا ہون کہ تم بزدل ہو اور بزدلون سے ہی میرا خطاب ہے۔ میرا مرنا تو اب یقینی ہے اور میری زندگی کی قدر وقیمت کچھ نہین ورنہ مین اس آدمی کے بچہ پر اسے نثار کرتا۔ لیکن غول کی عزت وآبرو کے

خیال سے جسکو بے سرے ہو کر تم بھول گئے ہو مین وعدہ کرتا ہون کہ اگر تم آدمی کے بچہ کو اپنے اصلی وطن مین چلا جانے دو گے تو جب میرے مرنے کا وقت آئیگا اوس وقت مین تم سے لڑونگا نہین بلکہ خوشی سے اپنی جان دے دونگا۔ اس سے غول کے کم از کم تین بھیڑیون کی جانین بچ رہینگی اس سے زیادہ مین کچھ نہین کرسکتا۔ لیکن ہان اگر تم چاہو تو اوس شرم کو مٹا سکتا ہون جسکا داغ ایک ایسے بیگناہ بھائی کی جان لے لینے کے باعث تم پر لگے گا جو جنگل کے قانون کی رو سے غول مین شریک ہو چکا ہے"

اکیلے کی اس تقریر کا اثر غول پر کچھہ نہین ہوا کیونکہ بھیڑیون نے غرا کر یہ کہنا شروع کیا۔

"یہ آدمی زاد ہے۔ یہ آدمی زاد ہے بچیو بچیو جانے نہ پائے" اور بہت سے بھیڑیے شیر خان کے گرد جمع ہو گئے جو اپنی دم کو قینچی کی طرح زمین پر مارنے لگا۔

اس وقت چیتے نے راجہ مینڈلک سے کہا "اب آگے تو جانے

اور تیرا کام ہم سے سوائے لڑنے کے اور اب کچھ نہیں ہو سکتا"

راجہ مینڈلک آگ کی انگیٹھی کو ہاتھ مین لیکر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اوس نے

اپنے بازو پھیلائے اور ایک انگڑائی لی۔ غم اور غصہ کا ایک طوفان اوسکے

دل مین اس وقت جوش زن تھا کیونکہ اسوقت تک بھیڑیون نے اوس پر

اپنی نفرت اور عداوت ظاہر نہین کی تھی۔ سچ ہے۔

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود　　اگرچہ با آدمی بزرگ شود

راجہ مینڈلک نے دانت پیسکر اون سے یون خطاب کیا "سنو!

تمہاری اس کتون کی سی بہون بہون کی کوئی ضرورت نہین۔ تم نے آج

رات اتنی مرتبہ مجھ سے یہ بات کہی ہے کہ مین انسان ہون (حالانکہ مین

مرتے دم تک تمہارے ساتھ بھیڑیون کی طرح زندگی بسر کرنے پر راضی تھا)

کہ میرا دل گواہی دینے لگا ہے کہ تمہاری بات سچ ہے۔ اسلئے اب تمکو

اپنے بہن بھائی کہکر نہین پکارتا بلکہ جیسا کہ انسان کیلئے زیبا ہے مین کہتا ہون

کہ تم سکتے ہو۔ یہ تمہارا منصب نہین ہے کہ یہ دعویٰ کرو کہ ہم فلان بات کرینگے اور فلان بات نہین کرینگے۔ یہ کام میرا ہے اور اپنے اس دعوی کو ثابت کرنے کے لئے مین جو کہ انسان ہون تھوڑے سے وہ سرخ پھول لے آیا ہون جس سے تم کتنا مقدار ڈرتے ہو"

یہ کہکر اوس نے انگیٹھی کو زمین پر سے پٹکا اور دہکتے ہوئے انگارون سے کچھ سوکھی گھاس کو جو وہان پڑی تھی آگ لگ اٹھی۔ تھوڑی دیر مین شعلے بلند ہونے شروع ہوئے اور تمام جانور خائف وہراسان ہوکر پیچھے سرک گئے۔

راجہ مینڈک نے کچھ خشک ایندھن جو وہ اپنے ساتھ لایا تھا آگ مین جھونک دیا جس سے آگ اور بھی زیادہ بھڑک اٹھی اور بھیڑیون نے جب شعلون کی لپٹ کو اوسکے سر کے برابر بلند ہوتا دیکھا تو ڈرکر اور بھی پیچھے ہٹگئے۔ چیتے نے چپکے سے کہا۔" اس وقت حکومت تیرے ہاتھ مین ہے اکیلے کو تو مت سے بچا۔ اسکے تیرے ساتھ ہمیشہ حق دوستی ادا کیا ہے"

اوس گرگ باران دیدہ یعنی اکیلے نے جس نے اپنی عمر بھر کبھی کسی سے
رحم کی التجا نہ کی تھی۔ اسوقت راجہ مینڈک پر جو آگ کے کودتے ہوئے
شعلون کی روشنی مین ننگا کھڑا تھا اور جسکے سیاہ لمبے بال اوسکے شانون
پر بکھرے ہوئے تھے ایک عاجزی سے بھری ہوئی نگاہ ڈالی۔

راجہ مینڈک نے چارون طرف نظر دوڑا کر کہا۔" اچھا! مین نے دیکھ لیا
کہ تم کتے ہو اور تمہاری حقیقت اس سے زیادہ نہین۔ مین اب تمکو چھوڑ کر
اپنی قوم کے لوگون مین جاتا ہون بشرطیکہ وہ میری قوم کے لوگ ہون جنگل
کا دروازہ اب میرے لئے بند ہے اور مجھپر لازم ہے کہ مین تمہاری بولی
اور تمہاری رفاقت کا خیال دل سے بھلا دون۔ لیکن مین تمہارے
ساتھہ زیادہ فیاضی کا برتاؤ کرون گا۔ چونکہ خون کے رشتہ کے علاوہ مین
باقی ہر ایک لحاظ سے تمہارا بھائی تھا اسلئے مین وعدہ کرتا ہون کہ جب
مین جا کر آدمیون مین مل جاؤن گا۔ تو جسطرح تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے
اس طرح مین تمہارے ساتھ بیوفائی کر کے تمہارا راز اون پر افشا نہین کرونگا"

یہ کہکر اوس نے آگ پر اپنا پاؤن مارا اور چنگاریان اڑنے لگین پہر وہ بولا "غول والون مین سے کسی کے ساتھ میری لڑائی نہین۔ البتہ قبل اسکے کہ مین یہان سے جاؤن مجھے ایک فرض ادا کرنا ہے"

یہ کہکر وہ شیر خان کی طرف جو الو کی طرح بیٹھا ہوا آنکھین آدہی بند کیے شعلون کی طرف دیکھ رہا تھا بڑہا۔ چیتیا اس خیال سے کہ مبادا معاملہ طول کھینچے اوسکے ساتھ ساتھ تہا شیر کی ٹھوڑی پر کے بالون کو ہاتھ مین پکڑ کر راجہ مینڈک نے غصہ مین اوس سے کہا۔ "اٹھہ اے کتّے اٹھہ جب ایک انسان تجھکو حکم دیتا ہے تو اوس کی تعمیل کر ورنہ ابھی تیری کھال کو آگ لگا دونگا"

شیر خان نے اپنا کان تک نہین ہلایا اور آنکھین بالکل بند کرلین کیونکہ جلتی ہوئی لکڑی اوسکے بالکل قریب تھی۔ پھر راجہ مینڈک نے کہا۔

"اس گایون بھینسون کے کہانے والے نے کہا تہا کہ چونکہ یہ مجھے اوس زمانہ مین جبکہ مین بچہ تہا مار نہین سکا اسلئے اب اس مجلس مین یہ مجھکو ماریگا۔ اسکی صورت تو دیکھو۔ ہم انسان جب کتونکو پیٹتے ہین تو اس طرح

پیٹا کرتے ہین۔ لنگڑے خبردار جو تو نے اپنی مونچھ کا ایک بال ہلایا ورنہ
تیرے حلق مین یہ سرخ پھول ٹھونس دونگا۔"

یہ کہکر اوس نے جلتی ہوئی لکڑی شیر خان کے سر پر زور سے ماری
اور شیر مارے خوف کے چیخنے اور چلانے لگا۔ پھر وہ بولا۔

"نکل اب یہان سے آگ کے جلے ہوے جنگلی بلے۔ لیکن
یہ یاد رکھ کہ جب مین مجلس شوریٰ کے پتھر پر دوبارہ آؤنگا جیسا کہ ایک
انسان کو آنا چاہیے تو مین تیری کھال اپنے سر پر اوڑھ کر آؤنگا۔ اب
رہا اکیلا۔ اوسکو پوری آزادی حاصل ہے کہ جس طرح چاہے زندگی بسر کرے
خبردار جو تم لوگون نے اوس کا بال بیکا کیا۔ تم اوسکو نہین مار سکتے کیونکہ مین
تمکو یہ حکم دیتا ہون۔ اور اب تمہاری بھی یہ بات ضرور نہین زبانین نکالے
ہوے تم اس طرح سے بیٹھے ہو کہ گویا تم بھی کچھ ہو۔ حالانکہ تمہاری حقیقت
کتون سے زیادہ نہین جنکو مین دھتکار کر اسطرح نکال دیتا ہون۔ دور ہو جاؤ میری
آنکھون کے سامنے سے۔" جو جلتی ہوئی لکڑی راجہ مینڈک کے ہاتھ

[illegible] ہوئی اور راجہ مینڈک نے دائین بائین جتنے بہیڑیے تھے سبکو اوس نے ڈرانا شروع کیا۔ بہیڑیے چیختے چلاتے بہاگ گئے اور آگ کی چنگاریون سے اونکے بال جل گئے۔ آخرکار صرف اکیلا۔ چیتا اور شاید دس بہیڑیے جنہون نے راجہ مینڈک کی حمایت کی تہی باقی رہ گئے۔ اسوقت راجہ مینڈک کے دل میں ایک عجیب دردانگیز کیفیت پیدا ہوئی اور اوسے ایسا صدمہ پہونچا جو اوسے پہلے کبھی نہ پہونچا تھا۔ آہ بہرکر اور ہچکیان لیکر وہ رونے لگا اور آنسوؤن سے اوسکے رخسارے تر ہوگئے۔

چیتے سے اوس نے پوچہا۔ "یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ مین تو جنگل کو چہوڑنا نہین چاہتا اور مجھے نہین معلوم کہ مجکو یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا میرا دم نکل رہا ہے؟"

چیتے نے جواب دیا "بہیا دوست۔ یہ صرف آنسو ہین جو آدمی بہایا کرتے ہین۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ تم مرد ہوگئے اور بچہ نہین رہے۔ جنگل کا دروازہ واقع مین اب تمہارے لئے ہمیشہ کیلئے بند ہوگیا۔ بہیا ان کو بہنے دو۔ یہ

صرف آنسو ہین"

غرضکہ راجہ مینڈک بیٹھ کر رونے لگا اور اتنا رویا کہ اوس کی ہچکیون کا تار بندہ گیا۔ اس سے پہلے وہ کبھی نہین رویا تھا۔

آخر کار وہ بولا" مین اب آدمیون کے پاس جاؤنگا۔ لیکن پہلے مین اپنی مان سے تو رخصت ہولون" یہ کہہ کر اوس غار مین جہان وہ بھیڑئے کے ساتھ رہتی تھی گیا اور اوسکی کھال پر منھہ رکھہ کر زار و قطار رونے لگا اور بھیڑئے کے چارون بچے اوسکی یہ حالت دیکھکر چلانے لگے۔

جب راجہ مینڈک کے آنسو ذرا تھمے تو اوس نے اپنی مان باپ اور بھائی بہنون سے مخاطب ہو کر کہا" تم لوگ مجھے بھول تو نہ جاؤ گے"؟

بچون نے جواب دیا۔" ہم ہرگز نہ بھولین گے۔ جب تم آدمی ہو جاؤ تو پہاڑی کے نیچے آنا ہم وہان تم سے باتین کر لیا کرین گے۔ اور رات کے وقت کھیتون مین ہم تمہارے ساتھہ کھیلنے کیلئے آیا کرینگے۔

بھیڑئے نے کہا" بیٹا جلدی آنا کیونکہ مین اور تمہاری مان اب بڈہے

ہو چلے ہین"

بہیڑیے کی مادہ بولی میرے پیارے ننھے سے بیٹے جلدی آنا کیونکہ گو تو اصل مین آدمی زاد ہے لیکن مجھکو تو اپنے بچون سے بھی زیادہ پیارا ہے"

اسکا جواب راجہ مینڈک نے یہ دیا۔ "مین یقیناً آؤن گا۔ اور جب مین آونگا تو شیرخان کی کہال مجلس شوریٰ کے ٹیکرے پر بچھاؤن گا۔ مجھے بہول نہ جانا اور سب جنگل والون سے کہنا کہ مجھے یاد رکھین"

پو پھٹ رہی تھی کہ راجہ مینڈک پہاڑی سے اکیلا اتر کر اون ان بوجھی چیزون سے ملنے گیا جنکو انسان کہتے ہین۔

کوہستان سیانی کے بہیڑیون کے
غول کا راگ

نور کا تڑکا تہا کہ پکارا سانبھر بن مین ڈکرا کر
ایک دفعہ پھر دوسری مرتبہ رہ رہ کر پھر تیسری بار

جنگل مین جو ہر کے کنارے ہرنون کا جو رمنا ہے
بھرتی چھلانگین نکلی وہان سے ہرنی ایک ہوا پہ سوار
چھپ کے کھڑا تھا وان مین اکیلا مین نے اوسکو دیکھ لیا
ایک دفعہ پھر دوسری مرتبہ رہ رہ کر پھر تیسری بار

نور کا تڑکا تھا کہ پکارا سانبھر بن مین ڈکرا کر
ایک دفعہ پھر دوسری مرتبہ رہ رہ کر پھر تیسری بار

بھیڑیا اک دبے پاؤں پلٹ کر پہونچا اپنے غول ۔
بولا اپنے ساتھیوں سے چلو تاک کے مین
کھوج لگا کر سانبھر کا ہم نعرے مارتے دوڑ پڑے
ایک دفعہ پھر دوسری مرتبہ رہ رہ کر پھر تیسری بار

نور کا تڑکا تھا کہ پکارا غول ہمارا غترا کر
ایک دفعہ پھر دوسری مرتبہ رہ رہ کر پھر تیسری بار
دیکھہ نہین سکتا جنگل مین کوئی ہمارا نقش پا
دیکھتے ہین ہم اندھیرے مین سب کچھ ایسا ہی اپنی نگہ کا تار
تو بھی زبان زور اپنا دکھا دے شور مچا کر چلا کر
ایک دفعہ پھر دوسری مرتبہ رہ رہ کر پھر تیسری بار

شکاری اژدہا

ہے نازان اگر اپنے خالون پہ چیتا   تو مغرور ہے اپنے سینگون پہ ارنا
اگر تم مین ہوگی صفائی کی عادت   تو حاصل تمہین ہوگا زور اور قوت
شکاری وہی ہے زیادہ تناور   چمکتا رہے پوستین جسکا اکثر
اگر سانڈ تمکو پٹخ دے اوٹھا کر   ویا تمکو زخمی کرے سخت سانبھر
تو ہمت نہ ہارو نہ جی چھوڑ بیٹھو   مگر لپٹ جاؤ اپنے عدو کو

کرو غیر کے بچّون سے مت برائی | اونھین سمجھو اپنے بہن اور بھائی
یہ ممکن ہے وہ ننھے اور بھدے ہون گو | مگر اون کی مان اصل مین بھیڑنی ہو
جوان ہو کے نوخیز وحشی ہے کہتا | شکار اپنا جب مارتا ہے وہ پہلا
کہ مجھہ سا تنومند کوئی نہین ہے | میرے سامنے دشت گہتا جبین ہے
مگر فخر یہ اوسکا بالکل ہے بیجا | ہے جنگل بڑا اور وہ خود ہے چھوٹا
اوسے چاہیئے ہوش اپنا سنبھالے | بلا سوچے سمجھے نہ بولے نہ چالے

(ریچھہ کے مقولے)

اس فصل مین جو واقعات مندرج ہین وہ اوسوقت سے کچھہ مدت پہلے پیش آئے جبکہ راجہ مینڈک نے سیانی کے بھیڑیون کے غول سے علیحدگی اختیار کی یا شیر خان سے انتقام لیا۔ یہ اوس زمانہ کے واقعات ہین جبکہ ریچھ اوسے جنگل کا قانون سکھاتا تہا۔ اس بھوری رنگت کے ستین و سنجیدہ اور قوی ہیکل جانور کو راجہ مینڈک جیسے ذکی اور فہیم شاگرد کے ملجانے سے بڑی خوشی حاصل ہوئی کیونکہ بھیڑیے کے بچے جنگل کا قانون اوسی

حدتک سیکھتے ہین جس حدتک کہ وہ اونکے غول یا قوم سے متعلق ہے اور وہ یہ سبق یاد کرتے ہی بہاگ جاتے ہین" ایسے دبے پاؤن چلو کہ آہٹ نہ ہونے پائے آنکھین ایسی روشن ہون کہ اندہیرے مین سب کچھ نظر آجاے - کان ایسے تیز ہون کہ بھٹ مین بیٹھے بیٹھے باہر کی ہوا کے جھونکون کی خفیف سے خفیف سانس کی آواز سنائی دے سکے - اور دانت تیز اور سفید ہون - یہ سب علامتین طباقی گیدڑ اور لکڑ بگھے کو چھوڑکر جن سے ہمین نفرت ہے ہمارے بھائیون کی ہین" لیکن راجہ مینڈک چونکہ انسان کا بچہ تھا اس لئے اوسکو اور بھی بہت کچھ سیکھنا تھا - بعض دفعہ کالا چیتا اپنے دلارے کی ترقی کی حالت دیکھنے کے لئے جنگل مین ٹہلتا ہوا آتا اور کسی درخت کے تنے سے سر لگاکر راجہ مینڈک کا دن کا سبق جو وہ ریچھ کو سنا رہا ہوتا تھا - سنتا - راجہ مینڈک نے درخت پر چڑہنے اور تیرنے اور دوڑنے مین پوری مہارت حاصل کرلی تھی اور ریچھ نے جو معلم قوانین تھا اوسے جنگل اور پانی کے قانون سکھائے کہ کسطرح ایک بوسیدہ

شاخ اور ایک مضبوط و صحیح شاخ کا فرق دریافت کرنا چاہیئے کسطرح جنگلی
مکھیون سے اونکے چھتے کے قریب زمین سے پچاس ۵ فیٹ اوپر جاکر
خلق آمیز گفتگو کرنی چاہیئے - چمگادڑ سے دوپہر کے وقت شاخونکے
درمیان اوسکے آرام مین خلل اندازی کرتے وقت کسطریقہ پر معذرت کرنی
چاہیئے اور جوہڑ مین کودتے وقت پانی کے سانپونکو کسطرح خبردار کرنا چاہیئے
یہ باتین ریچھ نے لڑکے کو اسلیئے سکہائین کہ جنگل کا کوئی جانور اس بات کو پسند
نہین کرتا کہ کوئی اوسکے آرام مین خلل اندازی کرے اور سب کے سب
مخل ہونیوالے پر فوراً ہی حملہ کرتے ہین - اسکے علاوہ راجہ مینڈک کو ریچھ نے
اجنبیون کی شکاری دستک سکہائی - جب کبھی کوئی جنگلی درندہ اپنی
شکارگاہ کی حدود سے باہر شکار کرتا ہے تو اوسکے لیئے ضرور ہے کہ یہہ
دستک بآواز بلند دے - حتیٰ کہ اسکا جواب اوسکو ملجائے - وہ دستک
یہ ہے "چونکہ مین بھوکا ہون اس لیئے مجہکو یہان شکار کرنے کی اجازت
دو" اور اسکا جواب یہ ہے "اچھا شکار کرلو - مگر پیٹ بھرنے کیلیئے

نہ کہ شوق اور تفریح کیواسطے"

اس سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ راجہ مینڈک کو کسقدر سبق حفظ یاد
کرنا پڑتا تہا ایک ہی بات کو سو سو دفعہ دہرانے سے وہ بڑا آننگ آگیا تہا اور
اوسکو سخت محنت کرنی پڑتی تہی لیکن آدمی زاد ہونے کے باعث اوسکی لئے
یہ محنت ضروری تھی۔ چنانچہ ریچھ نے ایک دن جبکہ اوسنے لڑکے کو پیٹا اور وہ
ناراض ہوکر بھاگ گیا چیتے سے کہا "آدمی کا بچہ آخر آدمی کا بچہ ہے۔
اوسے جنگل کا پورا قانون سیکہنا چاہیئے"

اسپر کالا چیتا جسنے اگر اوسکے بس مین ہوتا تو راجہ مینڈک کو بگاڑ دیا
ہوتا خفا ہوکر بولا "لیکن یہ تو دیکھ کہ ابہی اوس کی عمر کسقدر کم ہے اوسکے ننھے
سے سر مین تیری یہ یادہ سرائی کیسے سما سکتی ہے"

ریچھ نے جواب دیا۔ "جنگل کا کوئی ایسا جانور نہین جسکا شکار کرنا ایسا ہی آسان
ہو جیسا کہ منہ کا نوالہ۔ مین اسی سے لئے اوسکو یہ تمام باتین سکھاتا ہون اور یہی وجہ
ہے کہ جب وہ اپنا سبق بہول جاتا ہے تو مین اوسکو ایک آدھ ہلکی سی چپت

لگا دیتا ہون"

چیتا غرّا کر بولا " ہلکی سی چپت ! ابے لوہے کے پنجون والے بڈھے تو کیا جانے کہ نرمی کس جانور کا نام ہوتا ہے تیری ہلکی سی چپت نے اوس بیچارے کا چھرہ لہولہان کر دیا ہے "

ریچھ نے نہایت وثوق سے کہا " بہتر ہے کہ مین جو اوسے عزیز کہتا ہون آج اپنے ہاتھ سے اوس کا تمام جسم سر سے لیکر پاؤن تک لہولہان کر دون بجائے اسکے کہ کل لاعلمی کی وجہ سے اوسے کوئی ضرر پہونچے۔ مین اوسے آجکل جنگل کا اسم اعظم سکھا رہا ہون۔ جسکے یاد رکھنے سے وہ تمام پرندون اور سانپون اور اپنے غول کے علاوہ تمام چار پاؤن والے شکاری جانورون سے محفوظ رہے گا۔ اگر وہ اس اسم کو یاد رکھے تو تمام جنگل والون سے وہ امان طلب کر سکتا ہے کیا یہ تھوڑی سی مار کی کافی تلافی نہین ہے "

چیتے نے جواب دیا " خیر تو اس آدمی زاد کو کہین مار نہ ڈالیو وہ کچھہ درخت کا تنا نہین ہے کہ تو اپنے کند چنگال اوسپر تیز کرے۔ لیکن وہ اسم

اعظم کیا ہے؟ مین تو خدا کے فضل سے بجاے مدد مانگنے کے دوسرونکو مدد پہونچانے کا دعویٰ رکھتا ہون" یہ کہہ کر چیتے نے اپنا ایک پنجہ پھیلایا اور اوسکے سرے پر فولاد کی سی نیلگون رنگت کے چنگل کو اطمینان بھری نگاہ سے دیکھا اور بولا" خیر پھر بھی مین سننا چاہتا ہون کہ وہ اسم اعظم کیا ہے"

ریچھ نے کہا" مین راجہ مینڈک کو پکارتا ہون اور اگر وہ آگیا تو وہ یہ اسم تمہین سنائے گا چھوٹے بھیا یہان آؤ"

درخت کی چوٹی پر سے ایک رکھائی اور کدورت سے بھری ہوئی آواز یہ کہتی ہوئی سنائی دی کہ میرا سر کھی کے چھتے کیطرح بھنا رہا ہے اور یہ کہکر راجہ مینڈک ایک درخت سے نہایت خفگی اور ناراضی کی حالت مین نیچے اوترا اور زمین پر پہونچ کر کہنے لگا" مین چیتے کے پاس آیا ہون۔ اے بھدے بڑے ریچھ تیرے بلانے پر مین کبھی نہ آتا"

ریچھ کو اپنے شاگرد کی اس بات سے گو کسی قدر صدمہ پہونچا لیکن اوس نے یہ جواب دیا۔

خواہ تم کسی کے بلانے پر آؤ میرے لئے سب یکساں ہے۔ اچھا اب چیتے کو جنگل کا وہ اسم اعظم تو سنا دو جو بین نے آج تمہیں سکھایا ہے"

راجہ مینڈک نے

کہا ۔"

یہ سنکر ریچھ نے کہا" اچھا اب پرندون کا اسم اعظم سناؤ"

راجہ مینڈک نے اسی فقرہ کو دہرا کر آخر مین چیل کی طرح سیٹی بجائی۔

چیتے نے کہا" یہ تو ہو چکا اب سانپون کا اسم اعظم سناؤ" جواب مین

ماری کہ الفاظ کے ذریعہ سی

آکر تالیان

طرف

تالاب پر لے گیا جہان پانی کے ایک سانپ نے وہ اسم اوسکو سکہا دیا۔

اب راجہ مینڈک جنگل کے تمام حوادث سے محفوظ ہے کیونکہ اب کوئی سانپ

یا پرندہ یا درندہ اوسے ضرر نہین پہونچا سکے گا شئے

کا خوف نہین"

چیتہ

راجہ بینڈک چیتے کی بات سنے بغیر اپنی سے کہے گیا" اور میں درختوں کی ٹہنیاں اور میں پکھیل اوپر سے بڑے سے ریچھ پر ڈالا کرون گا۔ اونہوں نے مجھ سے اس بات کا وعدہ کیا ہے ہا ہا ہا او ہو ہو ہو"

ٗٗ کے کو ایک تھپڑ دیا اور وہ چیتے کی پیٹھ پر سے

ہا۔ آنکھ اوٹھا کر اوسنے

س نے چیتے کی

ریچھ نے پنجہ مار کر میرے سر کو زخمی کیا تو مین چلا گیا اور بہورے رنگ والے بندرون نے درختون پر سے اتر کر میری حالت پر رحم کیا۔ اوس وقت کسی دوسرے کو میری پروانہ تھی۔ وہی تھے جنہون نے میری خبرگیری کی۔

ریچھ غرا کر بولا "بندر اور تجہپر رحم کہائین۔ اون کا ترحم ایسا ہی ہے جیسی پہاڑی نالے کی خاموشی یا گرمی کے موسم مین سورج کی سردی۔ اچہا۔۔۔۔ آدمی زاد پہر کیا ہوا۔"

پہر یہ ہوا کہ اوہنون نے مجھکو میوہ اور دوسری عمدہ عمدہ چیزین کہانیکو دین اور ہاتہون ہاتھ اوٹھا کر مجھکو درختون کی چوٹیون پر لیگئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ تم ہمارے رشتہ کے بھائی ہوتے ہو۔ فرق صرف اتنا ہی ہی کہ تمہارے دم نہین۔ ایک دن ہم تمکو اپنا سردار بنائین گے۔"

اس پر چیتے نے کہا۔ "اُن کا کوئی سردار نہین وہ جہوٹ بکتے ہین اور ہمیشہ سے اونکی یہی عادت چلی آئی ہے۔"

"وہ میرے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آئے اور مجھ سے کہنے

لگے کہ تم پھر ہمارے پاس آنا مجھکو بندرون کے پاس پہلے کیون جانے نہین دیا گیا۔ میری طرح وہ بھی پاؤن کے بل کھڑے ہوتے ہین۔ اپنے سخت پنجون سے وہ مجھکو مارتے نہین۔ دن بھر وہ کھیلتے رہتے ہین۔ مجھکو اُٹھنے دے۔ ظالم ریچھ مجھکو کیون اٹھنے نہین دیتا۔ مین اونکے ساتھ پھر جاکر کھیلون گا۔"

جب ریچھ نے یہ بات سُنی تو اوسکے غصہ کی کوئی حد نہ رہی اور وہ اسطرح کڑک کر بولا جیسا کہ گرمی کی راتون مین بادل گرجتا ہے "سُن اے آدمی زاد! مین نے بندرون کے سواے جو درختون پر رہتے ہین جنگل کے باقی تمام جانورون کا قانون تجھکو سکھایا ہے۔ بندر کسی قانون کے تابع نہین۔ وہ جنگل کی ذات برادری سے خارج ہین۔ اونکی اپنی کوئی بول چال نہین بلکہ شاخون پر بیٹھے ہوے وہ دوسرون کی باتین سنتے ہین اور اونہین کو چرا کر خود استعمال کرتے ہین اونکا دستور ہمارے دستور سے مختلف ہے۔ اونکا کوئی سردار نہین۔ حافظہ اونکا ایسا ہے کہ کوئی بات اونھین یاد نہین رہتی شیخی وہ البتہ

بگھارتے ہین اور کلکلا کر دعویٰ کرتے ہین کہ ہم جنگل مین اپنی سلطنت قایم
کر کے ایک انقلاب عظیم برپا کرنے والے ہین مگر ایک پتے کا کھڑکا ہوا
کہ ادھون نے ہنسنا شروع کر دیا اور سب کچھ بھول گئے۔ ہم جنگل والون سے
اون کا کوئی تعلق نہین جس گھاٹ بندر پانی پیتے ہین وہان ہم نہین پیتے
جہان بندر جاتے ہین وہان ہم نہین جاتے جہان وہ شکار کرتے ہین۔
وہان ہم نہین شکار کرتے حتیٰ کہ اونکے اور ہمارے مرنے کی جگہ ایک نہین
میری زبان سے تو نے آج سے پہلے کبھی بندرون کا ذکر سنا بھی تھا۔"

راجہ مینڈک نے سہمی ہوئی آواز مین آہستہ سے کہا "نہین"

ریچھ پھر بولا "جنگل والے بندرون کو دھیان مین بھی نہین لاتے۔
تعداد مین بندر بہت ہین لیکن سب کے سب نہایت بدمعاش اور ناپاک
اور بے حیا ہین۔ اونکی اگر کوئی مستقل خواہش ہے تو وہ یہ ہے کہ جنگل کے
لوگ اونکی طرف توجہ کرین لیکن وہ ہمارے سرون پر درختون کی ٹہنیان اور
نجاظت تک پھینکتے ہین اور ہم پھر بھی اونکی طرف متوجہ نہین ہوتے"۔

ریچھ نے یہ بات ختم نہ کی تہی کہ اوپر سے اوسکے سر پہ ٹھینیون اور اخروٹون کی ایک بوچھاڑ ہوئی اور بلندی پر اوس نے اور اوسکے ساتھیون نے بندرون کے کہانسنے اور چیخنے اور ایک شاخ پر سے دوسری شاخ پر کودنے کی آواز سُنی۔

پھر ریچھہ نے راجہ مینڈک سے کہا۔ "بندرون کی قوم کو جنگل والون سے ملنے اور اون سے راہ و رسم بڑہانے کی ممانعت ہے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھو"

اس پر چیتا بولا۔ "مین ذرا شک نہین لیکن اے ریچھہ تو نے بچہ کو اس بات سے پہلے ہی آگاہ کیون نہین کردیا تھا"

ریچھہ نے سر کھجا کر جواب دیا "بہلا مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ تمہارا انوکھا بچہ بندرون جیسی گندی اور پلید شئے کے ساتھہ جاکر کھیلے گا۔ لاحول ولا قوۃ"

اس وقت اونکے سرون پر تازہ بوچھاڑ ہوئی اور ریچھ اور چیتا راجہ مینڈک کو ہمراہ لیکر وہان سے اوٹھہ کر بھاگے۔ ریچھہ نے بندرون کے متعلق جو کچھہ کہا تھا وہ بالکل سچ تھا۔ چونکہ وہ درختون کی چوٹیون پر رہتے ہین

اور جنگلی درندے بہت کم آنکھ اوٹھا کر اوپر دیکھتے ہین اس لیئے بندرونکی
جنگل والون سے مٹ بھیڑ نہین ہوتی ۔لیکن بندر جب کبھی کسی بیمار بھیڑیئے
خمی شیر یا ریچھ کو دیکھ پاتے ہین تو اوسے دق کرتے ہین اور ستاتے ہین۔
نت کے نیچے گذرتا ہے اوسپر دل لگی اور تماشہ کے لیئے اور
بھی کہ اوسکی نگاہ اونپر پڑے ٹہنیان اور اخروٹ برساتے
چیختے اور چلاتے ہین اور جنگل والون سے کہتے ہین کہ اگر کچھ
ہے تو آؤ درختون پر چڑھ کر ہم سے لڑو ۔یا آپس مین بلا وجہ لڑنا شروع
تے ہین اور جو بندر ان خونریز لڑائیون مین مارے جاتے ہین اونکو ایسی
ال دیتے ہین جہان جنگل والون کی نگاہ اون پر پڑ سکے ۔وہ ہمیشہ
سے یہ کہتے چلے آئے ہین کہ ہم عنقریب کسی کو اپنا سردار نامزد کرینگے اور
نے لیئے قوانین اور رسم و رواج کا ضابطہ مقرر کرین گے لیکن اونہون
نے کیا ایسا کبھی نہین جسکی وجہ یہ ہے کہ اونکا حافظہ نہایت ہی کمزور ہے
ج جو بات کرتے ہین اوسے کل بھول جاتے ہین ۔ البتہ یہ کہکر وہ دل کو خوش

کر لیا کرتے ہین کہ جو بات ہم کو آج سوجھی ہے وہ دوسرے جنگل والون کو
کہین برسون مین جا کر سوجھے گی۔ کوئی جنگلی درندہ اون تک پہونچ نہین
سکتا لیکن اسکے ساتھ ہی کوئی جنگلی درندہ اون کی پروا بھی نہین کرتا اور یہی
وجہ تھی کہ جب راجہ مینڈک اونکے ساتھ کھیلنے کے لیئے آیا اور اونہون نے
ریچھ کو ناراض ہوتے سُنا تو وہ بڑے خوش ہوئے۔

انمین سے ایک بندر کے دل مین یکایک ایک خیال پیدا ہوا اور اوسنے
اسے نادر سمجھ کر دوسرون کے سامنے پیش کیا کہ اگر یہ بیا
ہماری قوم مین آکر رہے تو ہمارے لئے وہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ وہ
ٹہنیون کو بُننا جانتا ہے جس سے ہم ہوا کے جھونکون سے محفوظ رہ سکتے
ہین اور اگر ہم اوسے پکڑ کر لے آئین تو وہ ہمکو یہ ترکیب سکھا دے گا۔

راجہ مینڈک چونکہ ایک لکڑہارے کے گھر پیدا ہوا تھا اس لئے موروثی
طور پر فطرت نے اوس کی قوم کی عادتین اور خصلتین اوسمین منتقل کر دی تھین
درختون پر سے جو شاخین گرتین وہ بے سمجھے بوجھے اونکو جوڑ کر چھوٹے

چھوٹے مکان بنایا کرتا اور بندر درختون پر سے یہ تماشا دیکھکر اسکو نہایت
حیرت انگیز خیال کرتے چنانچہ اونہون نے آپس مین کہا کہ اس دفعہ تو
ہم اپنا ایک سردار مقرر کرین گے اور ہماری قوم جنگل بھر مین سب سے زیادہ
جائیگی اور دوسرے سب ہم کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھین گے
جنگل مین چپکے چپکے ریچھ چیتے اور راجہ مینڈک کے پیچھے
ب دوپہر ہوئی تو راجہ مینڈک جو نہایت تھک گیا تھا یہ ارادہ کر کے
ن بندرون سے کوئی تعلق نہ رکھونگا ریچھ اور چیتے کے بیچ مین
ایا۔

جب وہ جاگا تو اوسنے اپنے آپکو بندرون کی قید مین پایا جو اوسکے
ر پاؤن کو اپنے تسمہ کے سے ہاتھون مین جکڑے ہوئے
لیکر درختون پر چڑھ گئے تھے اور ٹہنیون کے پتے اوسکے منھہ
ر رہے تھے۔ گھبرا کر جو اوس نے نیچے نظر ڈالی تو ریچھ اور چیتے
نے دیکھا جو اب جاگ اُٹھے تھے اور اُسے بندرون کی قید مین

دیکھکر بیقرار ہو رہے تھے۔ ریچھ نے شور مچا کر تمام جنگل سر پر اٹھا لیا اور چیتا
جست بھر کر اپنا ہر ایک دانت کھو سے لے درخت پر چڑھا۔ بندرون نے کامیابی
کا ایک نعرہ مارا اور درخت کی چوٹی پر چڑہ گئے جہان چیتا اون تک نہین
پہونچ سکتا تہا اور وہان اونہون نے چلا کر یہ کہنا شروع کیا۔ "چیتے نے
ہمکو دیکھ لیا۔ تمام جنگل والے ہماری چالاکی اور عیاری کی داد دے رہے"
اب اونہون نے بہاگنا شروع کیا۔ درختون کی سر زمین مین بندرون کا پھلانگین
مارتے ہوے بہاگنا بھی ایک نہایت ہی حیرت انگیز نظارہ ہے جسے کوئی
بیان نہین کر سکتا۔ درختون مین زمین سے پچاس سے لیکر سو فیٹ تک کی
بلندی تک بندرون کے لئے سڑکین پگہڈنڈیان۔ دورا سے چڑھاؤ
اور اوتار سب کچھ موجود ہے اور ضرورت پڑے تو رات کے وقت بھی وہ
ان راستون سے سفر کر سکتے ہین۔ دو سب سے زیادہ مضبوط بندرون نے
راجہ مینڈک کو بازوؤن سے پکڑ لیا اور سات سات گز کی جست بھرتے ہوئے
درختون کو طے کرنے لگے۔ اگر وہ تنہا ہوتے تو اون کی رفتار اس سے دونی

تیز ہوتی لیکن لڑکے کے بوجھ نے اونکی سرعت رفتار کو کم کر دیا تہا۔ اگرچہ راجہ بینڈک کا سر گھوم رہا تہا لیکن پھر بھی اس بے تحاشا دوڑ اور اچھل کود سے اوسے بیحد لطف حاصل ہوا۔ البتہ جب اتنی بلندی پر سے اوس کی نظر نیچے زمین پر پڑی تھی تو اوسپر خوف چھا جاتا تہا اور ہر چھلانگ کے جھٹکے کے ساتھہ اوسکا کلیجہ منھ کو آتا تھا۔ جو بندر اوسپر متعین تھے وہ اوسے لئے ہوئے پہلے تو درخت کے چوٹی پر چڑہ جاتے حتیٰ کہ پتلی پتلی شاخین انکے بوجھ سے اتنی جہک جاتین کہ اوسے یہ گمان ہونے لگتا کہ یہ اب ٹوٹین اب ٹوٹین لیکن وہ فوراً ہی کہکارا ور للکار کر خلا مین آگے کو نیچے کیطرف اچک پڑتے اور دوسرے درخت کی نیچے کی شاخون مین اپنے ہاتھون یا پاؤن کے بل لٹک جاتے۔ بعض دفعہ اوسکی نگاہ دور تک کام کرتی اور اوسے ہرے جنگل کا سہانا منظر میلون تک اسی طرح پہیلا ہوا نظر آتا جسطرح کہ ایک ملاح کو جہاز کے مستول پر چڑہنے سے سمندر دور تک نظر آتا ہے اور بعض دفعہ ٹہنیان اور پتے سائین سائین کرتے ہوئے اوسکے منھ کو رگڑتے

اور وہ اور اوسکے دونون پہرے والے گویا پھر زمین کی سطح کے قریب پہونچ جاتے۔ غرضنکہ اسطرح چھلانگین مارتے۔ دہماچوکڑی مچاتے للکارتے اور چیختے چلّاتے تمام بندر راجہ مینڈک کو قید کئے درختون کی راہ سے جھپٹے ہوئے چلے گئے کچھ دیر تک اوسکو یہی خوف رہا کہ یہ مجھکو نیچے گرا دین گے۔ تب اوسے بندرون کی اس حرکت پر بے اختیار غصہ آیا لیکن یہ وہ جانتا تھا کہ اسوقت ہاتھ پاؤن مارکر اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرنا بے فائدہ ہے۔ اسکے بعد اوسنے سوچنا شروع کیا کہ اس قید سے نجات پانے کے لئے کیا تدبیر اختیار کرنی چاہیئے۔ پہلی بات جو اوسکے ذہن مین آئی وہ یہ تھی کہ ریچھ اور چیتے کو وہ اپنی حالت سے آگاہ کرے کیونکہ اوسکو خوب معلوم تہا کہ جس رفتار سے بندر جارہے تھے وہ ایسی تیز تھی کہ اوسکے دوست بہت جلد پیچھے رہ جائین گے نیچے دیکھنا عبث تہا کیونکہ شاخون کے پتّے اوسکی نگاہ کے حاجب تھے اسلئے اوسنے آسمان کی طرف دیکھنا شروع کیا اور دیکھا کہ آسمان کے نیلے گنبد کے قریب ایک چیل چکر کاٹتی ہوئی اڑرہی ہے اور اپنی تیز نظر جنگل پر چارون طرف

ڈال رہی ہے تاکہ موقعہ پاتے ہی اپنے شکار پر جھپٹا مارے۔ چیل نے
بھی دیکھا کہ بندر کچھ چیز لئے جا رہے ہین اور اسلئے وہ کئی سوگز نیچے اُتر آئی
تاکہ دیکھے کہ جو چیز وہ لئے جاتے ہین وہ کھانے مین بھی اچھی ہوگی یا نہین۔
لیکن جب اوس نے راجہ مینڈک کو اون کی حراست مین پایا اور راجہ مینڈک
نے پکارکر اوس سے اسطرح پر مدد مانگی کہ

" ہمارا اور تمہارا خون ہے ایک "

تو چیل کو بے انتہا تعجب ہوا۔ اس وقت پتون کی ایک لہر لڑکے کے
سے گذر گئی اور وہ چیل کی نگاہ سے غائب ہوگیا لیکن چیل نے آگے جاکر
ایک دوسرے درخت کے اوپر اپنے آپ کو اپنے پرون پر تولے رکھا اور
تھوڑی دیر مین راجہ مینڈک کا ننھا سا گندمی چہرہ درخت کی چوٹی پر پھر نمودار ہوا
اور اوسنے پکارکر چیل سے کہا " میرا کھوج مت چھوڑنا اور سیانی کے غول
والے ریچھ اور مجلس شوریٰ کے ٹکرے والے چیتے سے یہ ماجرا کہدینا "
چیل نے اگرچہ راجہ مینڈک کا ذکر غائبانہ سُنا تھا لیکن اب تک اوسنے

لڑکے کو دیکھا نہین تھا اس لئے اوس نے پوچھا۔ "بھائی یہ پیغام مین کسکی طرف سے دون"

لڑکے نے جواب مین کہا۔" راجہ مینڈک کی طرف سے مجھے آدمی کا بچہ کہکر پکارتے ہین سراغ کو دہیان مین رکھنا"

آخری لفظ لڑکے کے منھہ سے اوسوقت نکلے جبکہ وہ ہوا مین قلابازی کہا رہا تھا لیکن چیل نے اوسکا پیغام سن لیا اور سر سے اشارہ کرکے اسقدر بلند ہوئی کہ ایک ذرہ کیطرح نظر آنے لگی۔ اس بلندی پر سے اوسنے اپنی دوربین کی سی تیز آنکھین راجہ مینڈک اور بندرون پر جو اوسے لئے جارہے تھے جما دیئں اور قہقہہ لگاکر بولی۔

"زیادہ دور نہین جائین گے۔ بندرونکی ہمیشہ سے یہ عادت ہے کہ کہتے کچھہ ہین اور کرتے کچھہ ہین اور جس کام کو شروع کرتے ہین اوسے کبھی انجام کو نہین پہونچاتے۔ لیکن اگر میری قوت فیصلہ غلطی نہین کرتی تو اس مرتبہ بندرون نے اپنے آپکو جان بوجھہ کر ایک بڑی مصیبت مین پھنسا لیا ہی

کیونکہ ریچھ غصہ مین آکر نہین معلوم کیا آفت لائے گا اور چیتے کو تو مین جانتی ہی ہون کہ وہ نہایت ہی خونخوار ہے"

غرضنکہ چیل اوچ ہوا پر پرون کو پھیلائے معلق رہ کر دیکھتی رہی کہ بندر کہان جاتے ہین -

ادہر ریچھ اور چیتے کی حالت غم اور غصہ سے تباہ ہو رہی تھی - چیتا جہان تک اوس سے درختون پر چڑہا جا سکتا تھا چڑہا لیکن پتلی شاخین اوسکے بوجھ سے جھک کر ٹوٹ گئین اور وہ دہم سے زمین پر آگرا اور بیچارے ریچھ سے جو بندرونکو پکڑ لینے کی امیدین افتان وخیزان جا رہا تھا غرا کر بولا - "اب تو نے آدمی کے بچّے کو اس سے پہلے خبردار کیون نہین کر دیا تھا - تیری مار پیٹ سے کیا حاصل ہوا - افسوس کہ ہماری تمام محنت برباد گئی"

بیچارے ریچھ نے ہانپ کر جواب دیا "بھائی خدا کے واسطے جلدی کرو ممکن ہے کہ اب بھی ہم اونکو جا لین"

چیتا کھسیانا ہو کر بولا - "اے قانون کے سکھانے والے اور

بچونکو زدوکوب کرنے والے! تو شاید یہ نہین جانتا کہ اگر تو ایک بیل اور
اسی طرح سے لڑ ہکا تو تیرا یہ مٹکا سا پیٹ پھٹ جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ
بیٹھہ کر ذہن لڑا اور کوئی تجویز سوچ۔ اونکے تعاقب کرنے کا موقعہ اب نہین
رہا۔ اگر ہم اونکے قریب گئے تو ممکن ہے کہ وہ بچے کو نیچے کو گرا دین۔
یہ سن کر ریچھہ نے کہا۔ "ہائے افسوس! ممکن ہے کہ اوسکے بوجھہ
سے تھک کر اب بھی اوہنون نے اوسے نیچے گرا دیا ہو۔ بندرون پر کسیکو
کیا بھروسا ہوسکتا ہے۔ مین اس کا سزاوار ہون کہ مرے ہوئے چمگادڑ
میرے سر پر رکھے جائین۔ مجھے کالی اور سڑی ہوئی ہڈیان کھانے کو
دی جائین۔ مجھے جنگلی مکھیون کے چھتون مین ٹھونس دیا جائے حتی کہ وہ
ڈنک مار مار کر میرا دم نکال دین اور مجھے لکڑ بگھے کے ساتھہ گاڑا جائے
کیونکہ مین کمبخت ناشدنی سب جانورون سے زیادہ نابکار اور ناہنجار ہون
ہائے افسوس! وائے افسوس! اے راجہ مینڈک مین نے بجائے تھپڑ
مارنے کے تجھکو بندرون کی طرف سے کیون متنبہ نہین کردیا۔ شاید تو اپنا

سبق بہول گیا ہو اور جنگل مین اسم اعظم کی مدد کے بغیر اکیلا رہ جائے "

یہ کہکر ریچھ ذرا اپنے پنجے اپنے کانون پر رکھ لئے اور کراہتا ہوا زمین پر ادہر اودہر لوٹنے لگا۔

چیتے نے اپنے ساتھی کی یہ حالت دیکھکر کہا۔ "مجھے تو کچھ دیر ہوئی کہ اوس نے تمام اسم صحیح صحیح سنا دئے تہے۔ اے ریچھ تجھے خودداری کا خیال بھی ہے۔ آخر پاس وضع بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ اگر مین کالا چیتا میری طرح گیندین کر زمین پر لڑہکنے لگون اور چیخین مارون تو تمام جنگل والے کیا کہین گے اور کیا کہین گے "

ریچھ نے جواب دیا۔ "مجھے جنگل والون کی ذرا پروا نہین۔ ہائے مجھے یہ خیال مارے ڈالتا ہے کہ اوس بیچارہ کا اب تک کہین دم نہ نکل گیا ہو "

چیتا اپنے اگلے پنجہ کو چاٹ کر اور کچھہ سوچکر بولا "اگر وہ اوسے شاخون پر سے نیچے گرا دین یا محض تماشے کیلئے اوسکو مار ڈالین تب

تو دوسری بات ہے ورنہ آدمی کے بچہ کیطرف سے مجھے کوئی خطرہ نہین۔وہ بڑا سیانا ہے اور ہر ایک بات جانتا ہے۔اسکے علاوہ اوسکی آنکھین ایسی ہین کہ جنگل والون مین سے کوئی اونکے مقابلہ کی تاب نہین لاسکتا اور سب کے سب اون سے خوف کہاتے ہین لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ بندرون کے قابو مین ہے جو درختون پر رہنے کے باعث ہم لوگون مین سے کسی سے نہین ڈرتے"

اس وقت ریچھ نے زمین پر سے یکایک اوٹھ کر کہا۔"مین بھی کیسا احمق ہون۔میری عقل پر کیا چربی چھاگئی تہی جو مین نے جنگلی ہاتھی کے اس قول کو نظر انداز کر دیا کہ

"ہر کسے را بہر کارے ساختند"

بندرون کا کام تمام کرنے والا اژدہا ہے جو پہاڑون مین رہتا ہے۔ بندر اگر درختون پر چڑھ سکتے ہین تو وہ بھی چڑھ سکتا ہے۔رات کے وقت بندرون کے بچونکو چرالاتا ہے اور اژدہے کا نام سنتے ہی ان خبیثون

پر لرزہ چھا جاتا ہے - چلو اژدہے کے پاس چلین ''

چیتے نے جواب دیا - '' وہ ہماری کیا مدد کرے گا ؟ چونکہ وہ پاؤن نہین رکھتا اسلیئے اوسکا تعلق ہماری قوم سے تو ہے نہین - اسکے علاوہ اوسکی آنکھون مین خبث کوٹ کوٹ کر بھرا ہے ''

ریچھ بولا - '' وہ بڑا خرانٹ اور مکار ہے اور چونکہ اوسکا پیٹ کبھی نہین بھرتا اس لئے مجھے اُمید ہے کہ اگر اوسے کھانے کا لالچ دیا جائیگا تو وہ ضرور ہمین ملک پہونچا دے گا - تم اوسے بہت سی بکریان دینے کا وعدہ کرنا ''

چیتے نے جسکو اژدہے کے حالات سے زیادہ اطلاع نہ تھی شبہہ کے لہجہ مین جواب دیا - '' وہ ایک دفعہ اپنا پیٹ بھر چکنے کے بعد ایک مہینہ تک سوتا رہتا ہے - ممکن ہے کہ وہ اب بھی سویا ہوا ہو اور خواہ جاگتا بھی ہو تو کیا معلوم وہ اپنے لئے بکریان آپ مار لے ''

اس پر ریچھ نے چیتے کے کندہے سے اپنا بھورا کندہا رگڑ کر کہا '' اگر ایسی صورت ہے تو ہم تم ملکر اوسکو دلیل سے قایل کرنیکی کوشش کرینگے ''

غرضنکہ دونون اژدہے کی تلاش مین پہاڑ کیطرف سے چلے۔ دامن کوہ
مین پہونچکر اونہون نے اوسکو ایک چٹان پر لیٹا ہوا پایا۔ اوس نے پچھلے
دس دنون مین اپنی کینچلی اوتاری تھی اور اسوقت وہ اپنے خوبصورت اور
چمکدار لباس کو جسپر رنگ برنگ کی چتیان جواہرات کیطرح ٹکی تہین سہ پہر کے
آفتاب کی روشنی مین دیکھ دیکھ کر خوش ہورہا تھا۔ اوسکا چوڑا چکلا پھن
زمین سے کسیقدر اوٹھا ہوا تھا اوسکا دس گز لمبا جسم پیچ وخم کہاتا ہوا لہرا
رہا تہا۔ اور کہانے کے انتظار مین وہ اپنے ہونٹون کو چاٹ رہا تہا۔ اوسکی
زرد اور چمکیلی خوشنما کینچلی کو دیکھتے ہی ریچھ اطمینان کے ساتھ غرایا اور بولا۔
"کہانا وانا اوسے کچھ نہین ملا۔ بہائی چیتے ذرا ہوشیار رہنا۔ کینچلی
بدلنے کے بعد اوسکی آنکھون پر ہمیشہ تہوڑی سی چربی چہاجایا کرتی ہے
اور وہ دفعتًا حملہ کر بیٹھتا ہے۔"

یہ اژدہا زہریلا نہین تہا۔ زہریلے سانپون کو بزدل سمجھ کر وہ اور الٹا
حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اوسکی طاقت اوس کی لپیٹ مین تھی جب

ایک دفعہ وہ اپنے شکار کے گرد زنجیر کی طرح لپٹ جاتا تھا تو اوسکی ہڈیان توڑ کر بس اوسکا خاتمہ ہی کر ڈالتا تہا۔ ریچھ اپنے پچھلے پنجون کے بل بیٹھ کر پکارا۔ "بہائی اژدہے شکار مین کامیابی تمہارے ساتھ ہو" اپنی نسل کے دوسرے سانپون کی طرح اژدہا ذرا بہرا تھا۔ ریچھ کی آواز پہلی مرتبہ اوس نے نہین سنی۔ لیکن دوسری مرتبہ جب ریچھ چلا کر بولا تو اژدہے نے سر اوٹھا کر جواب دیا۔

"شکار مین کامیابی ہم سب کے ساتھ ہو آخاہ۔ بہائی ریچھ تم یہان کیا کر رہے ہو؟ بہائی چیتے تم کو بھی خوب سا شکار میسر ہوا۔ غالباً میری طرح تم بہی بہوکے ہو کہو شکار کی کیا خبرین ہین۔ کیا تمہین امید ہے کہ کوئی ہرنی ہمکو یہان قریب ملجائے گی۔ یا ہرنی نہین تو ہرن کا بچہ ہی سہی۔ بہوک کے مارے میری اسوقت بری حالت ہو رہی ہے"

ریچھ نے کہا۔ "ابھی تو ہم شکار کو نکلے ہی ہین"

اس پر اژدہا بولا۔ "اگر تمہاری اجازت ہو تو مین بھی تمہارے ساتھ چلون

تم دونون کے لئے شکار مار لینا کوئی بڑی بات نہین لیکن مجھے تو جنگل مین کئی کئی دن انتظار مین گذر جاتے ہین اور رات رات بھر درختون پر چڑہا رہتا ہون تب کہین جاکر کوئی چھوٹا سا بندر کا بچہ کھانے کو ملتا ہے اور وہ بھی اتفاقیہ طور پر۔ آج کل درختون کی شاخین ایسی مضبوط نہین جیسی کہ اوس زمانہ مین ہوتی تھین جب مین جوان تہا۔ اب تو جتنی ٹہنیان ہین سب کی سب خشک اور بوسیدہ ہین۔

اسکے جواب مین ریچھ نے اوس سے کہا۔ "شاید یہ تمہارے اس تن و توش کا اثر ہو اور شاخین تمہارے غیر معمولی وزن کی متحمل نہ ہوسکتی ہون"

یہ سنکر اژدہا فخر سے تھوڑا سا تن گیا اور بولا "ہان لمبائی مین تو مین کچھ کم نہین ہون لیکن پھر بھی سارا قصور ان نئی شاخون کا ہے۔ پچھلی مرتبہ جب مین شکار کو نکلا تو چونکہ درخت کے گرد میری دم مضبوط نہ لپٹی تھی اسلئے قریب تہا کہ مین نیچے گر پڑون۔ میرے پھسلنے کی آواز سے "بندر لوگ" جاگ پڑے اور مجھکو اونہون نے نہایت بری گالیان دین"

اسپر چیتا بولا کہ وہ تمکو زمین پر رینگنے والا بے پاؤن کلبلا کیڑا کہتے تہے۔

اژدہے نے یہ سنکر ایک پھنکار ماری اور کہا "کیا اُن حرامزادون نے میری نسبت یہ بات بھی کبھی کہی ہے"

چیتے نے اپنے شیرین لہجہ مین جواب دیا۔ "پچھلے مہینے کا ذکر ہے کہ ہم شکار کو جنگل مین جا رہے تھے کہ بندرون کے منھ سے ہم نے یہی بات سُنی وہ چلا چلا کر ہمکو سنا رہے تھے مگر ہم نے اونکی ذرا پروا نہ کی۔ اون کا کیا ہے اونکے منھ جو آئے گا وہ بکین گے۔ وہ تو یہ بھی کہین گے کہ تمہارے منھ مین ایک دانت نہین رہا اور بکری کے بچہ سے جو چیز ذرا بڑی ہو گی تم اوسکا مقابلہ نکرو گے کیونکہ تم بکرے کے سینگون سے ڈرتے ہو۔ یہ بندر بھی کیا ہی بے شرم اور شوخ ہین"

سانپ اور پھر وہ بھی ایک پرانا جہاندیدہ اژدہا اپنے غصّہ کو اکثر ظاہر نہین ہونے دیتا لیکن چیتے نے جو فقرے کہے تہے وہ اشتعال اور برافروختگی کو کچھ ایسی تحریک مین لانے والے تھے کہ چیتے اور ریچھ نے اژدہے کے

دونون طرف کے جبڑون کو فرط غضب سے پہولتا ہوا دیکھا۔ بہرکیف اژدہے نے لہو کا گہونٹ پی کر اپنے غصہ کو ضبط کیا اور بولا۔

"بندرون نے اپنے رہنے کی جگہ بدل دی ہے۔ آج جب مین دوپہر مین باہر نکلا تو مین نے اونکو درختون کی چوٹیون پر چرچر کرتے سنا۔"

اسکے جواب مین ریچھ نے کہا کہ ہم بندرون ہی کا تعاقب کرتے ہین۔ ریچھ کہنے کو تو یہ بات کہہ گیا لیکن بعد مین اوسے بڑی خجالت اور پشیمانی ہوئی کیونکہ اوسے یہ خیال پیدا ہوا کہ جنگل کے درندونکے لئے اس امر کا معترف ہونا کہ اونکو بندرون کی کسی حرکت سے دلچسپی ہے یا وہ اونکی پروا کرتے ہین نہایت ہی ذلت کا مقام ہے۔ اوسکا یہ خیال صحیح نکلا کیونکہ اژدہے نے متعجب ہوکر کہا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بہت ہی بڑی اہم بات ہے جس نے تمہارے جیسے دو شکاریون کو جو میرے خیال مین جنگل مین اپنی اپنی قومون کے سردار ہین۔ بندرون کی سراغ برآری پر آمادہ کیا ہے"

اژدہے کی اس بات نے ریچھ کو تشویش مین ڈالدیا لیکن چیتے نے فوراً

ہی یہ جواب دیا۔

"بھائی اژدے! بات اصل مین یون ہے کہ یہ ناریلون کے چرانے
والے اور تاڑ کے پتون کے چھننے والے ہمارے آدمی کے بچے کو جسکا
شاید تو نے ذکر سنا ہوگا بھگا کر لیگئے ہین"

اژدہا بولا ۔ "مین نے سیہی سے سنا تھا کہ ایک آدمی کا بچہ بھیڑیون
کے غول مین شریک کرلیا گیا ہے مگر مین نے اوسکی بات کو باور نہین کیا
کیونکہ سیہی نہایت ہی ناقص اور غیر معتبر آدمی ہے"

اسکے جواب مین ریچھ نے کہا۔ "سیہی نے جو کچھ تم سے بیان کیا
ٹھیک تھا۔ یہ آدمی کا بچہ ایسا ہے کہ اوس کی نظیر دنیا مین نہ ہوگی۔ نہایت ہی
دانا۔ نہایت ہی دلیر اور نہایت ہی اچھا ہے۔ وہ خود میرا شاگرد ہے اور مجھے
اُمید ہے کہ وہ جنگل مین اپنے اُستاد ریچھ کا نام روشن کرے گا۔ اور اسکی
علاوہ بھائی اژدے مجھکو اور مجھکو ہی نہین بلکہ چیتے کو اور دوسرے جنگل
والون کو اوس سے محبت ہے"

اژدہے نے جھوم کر جواب دیا "عشق و محبت کے راز سے مین بھی
ناآشنا نہین مین بھی تمکو ایسی حکایتین سنا سکتا ہون جو —"

چیتا جلدی سے قطع کلام کر کے بولا "جو اس امر کی محتاج ہین کہ مطلع
صاف ہو۔ رات کا وقت ہو۔ چاندنی چھٹکی ہوئی ہو اور ہم سب کے پیٹ
بھرے ہوئے ہون تاکہ ہم اون کی پوری داد دیسکین۔ اسوقت تو ہم اپنے
آدمی کے بچہ کو بندرون کی قید سے چھڑانا چاہتے ہین اور ہم کو خوب معلوم
ہے کہ جنگل والون مین اگر وہ کسی سے ڈرتے ہین تو اژدہے سے"

اس پر اژدہے نے کہا "مجھسے نہ ڈرین گے تو اور کس سے
ڈرین گے۔ بکی۔ جھکی۔ احمق۔ بیہودہ! بیہودہ احمق۔ جھکی۔ بکی۔ کہین کے!
لیکن آدمی کا بچہ جو اونکے قابو مین آگیا ہے اوسکی خیر نہین۔ اون کی تو یہ
حالت ہے کہ جن ناریلون کو وہ توڑتے ہین اون تک کو اکتا کر نیچے پھینک
دیتے ہین۔ دن دن بھر یہ ارادہ کرکے ایک شاخ لئے پھرتے ہین کہ ہم
اس سے طرح طرح کی چیزین بنائین گے۔ لیکن پھر اوسے توڑ کر دو ٹکڑے کر ڈالتے

ہین۔ اوس بیچارے آدمی زاد کی حالت قابل رشک نہین اونہون نے مجکو پیلی مچھلی بھی کہا تھا نہ؟"

چیتے نے جواب مین کہا "پیلی مچھلی نہین بلکہ زمین پر رینگنے والا کیڑا وہ تمکو کہتے تھے۔ اِسکے علاوہ اونہون نے تمکو اور بھی بہت سی گالیان دین جنکو مین شرم کے مارے دہرا نہین سکتا۔"

اس پر سانپ پھنکار مار کر بولا "مین ان بدتمیزون کو بتا دونگا کہ مالک کا نام ادب کے ساتھہ لیا کرتے ہین۔ دیکھہ لینا مین نے بھی انکو وہ سبق پڑھایا ہو کہ یاد ہی کرین۔ اب مجھے بتاؤ کہ بچے کو لیکر وہ کدہر گئے تھے؟"

ریچھ نے کہا "اسکا حال جنگل ہی کو معلوم ہو۔ ہم کیا جانین۔ جدہر سورج ڈوبتا ہے غالباً وہ اودہر ہی گئے ہین۔ بھائی اژدہے ہمارا تو خیال تہا کہ تمکو یہ بات معلوم ہوگی۔"

اژدہا بولا "مجھے بھلا کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ میرے تو جب وہ راستہ مین آجاتے ہین تو مین اونکو پکڑ لیتا ہون ورنہ قصداً جاکر بندرون یا

مینڈکون کا مین شکار نہین کیا کرتا ہسسس"

اسوقت ایک آواز جس مین سیٹی کی سی گونج تھی یہ کہتی ہوئی سنائی دی

"اٹھو! اٹھو! سیانی کے بھیڑیون کے غول والے ریچھ۔ اُٹھہ۔ اُٹھہ۔ اُٹھہ

۔اُٹھہ۔اوپر دیکھہ۔"

ریچھ نے اوپر دیکھا تو اوس نے چیل کو جسکے پھیلے ہوئے پرون پر

غروب ہونے والے آفتاب کی لاجوردی کرنین چمک رہی تہین اوج ہوا پر منڈلاتے

پایا چیل کے سونے کا وقت قریب آگیا تہا لیکن ریچھ کی تلاش مین جو گھنے

درختون کے پتون مین چھپ جانے کے باعث اوسے نظر نہ آیا تہا اوس نے

تمام جنگل چہان مارا تہا۔

ریچھ اوسے دیکھہ کر بولا۔"کھو کیا ہے"

چیل نے کہا۔"مین راجہ مینڈک کو بندرون کی قید مین دیکھہ آئی ہون

اوس نے مجہہ سے کہا تہا کہ مین یہ پیغام تمکو جا کر دون۔ چنانچہ مین دیکھتی رہی

کہ بندر اوسے کہان لے جاتے ہین۔ بندر اوسے دریا پار اپنے شہر مین

جسکا نام ٹھنڈا بہت ہے لیگئے ہین ممکن ہے کہ وہان وہ ایک رات رہین یا دس رات یا ایک گھنٹہ بھی نہ ٹھہرین- بہر حال مین چمگاڈر سے کہتی آئی ہون کہ اندہیرے مین دیکھتا رہے بس میرا پیغام اسی قدر ہے تم زمین کے رہنے والونکو شکار مین کامیابی حاصل ہو"

یہ سنکر چیتا بولا "اے چیل تجھے پیٹ بھر کر کہانا ملے اور اچھی نیند آئے اب کی دفعہ مین جو شکار مارون گا تو تجکو بھی یاد رکھونگا اور کا ہے سے لئے علیحدہ رکھ چھوڑون گا- تو نے کیسی اچھی خبر ہمکو سنائی"

چیل نے جواب مین کہا "مین نے کوئی بڑا کام نہین کیا لڑکے کے پاس اسم اعظم موجود تہا اور اس لیے میرا فرض تہا کہ مین اوسکے حکم کی تعمیل کرون اور اوسے مدد پہونچاؤن" یہ کہکر وہ بلند ہوئی اور اپنے گہونسلے کیطرف چلی گئی-

جب چیل اپنا پیغام سنا کر چلی گئی تو ریچھ فخر سے پکارا "دیکھا وہ اپنی زبان نہین بہولا- اس چھوٹی سی عمر مین اوس کا پرندون کے اسم اعظم کو یاد رکھنا اور وہ بھی ایسی حالت مین جبکہ بندر اوسے درختون مین گھسیٹے لئے جا رہے تھے کتنی

بڑی بات ہے۔"

"چیتا بولا" اسم اعظم پوری طرح سے اوسکے ذہن نشین ہو چکا تھا۔ واقع مین مجھکو اوسپر ناز ہے۔ اب چلو ٹھنڈے بھٹ کو چلین۔"

اس مقام کو یہ سب جانتے تھے لیکن جنگل والون مین سے کبھی کوئی وہان نہ جاتا تھا کیونکہ جس مقام کا نام اونہون نے ٹھنڈا بھٹ رکھا تھا وہ ایک قدیم اجڑا ہوا شہر تہا جسکے کھنڈر جنگل مین رہ گئے تھے اور جہان انسان ایک دفعہ رہ چکا ہو وہان درندے کم جاتے ہین جنگلی سور تو البتہ چلا جاتا ہے لیکن شکاری جانور نہین جاتے۔ اِسکے علاوہ یہ مقام بندرون کی بھی جائے سکونت نہ تھا وہ جسطرح دوسری جگہ رہتے تھے اوسی طرح یہان بھی چلے آتے تھے اور اس لئے کوئی جانور جسکو ذرا بھی خود داری کا خیال تھا اِن کھنڈرون مین قحط کے موسم کے سوا جبکہ وہان کے ویران اور ٹوٹے ہوئے تالابون اور حوضون مین کسیقدر پانی موجود ہوتا تھا نہین آتے تھے۔

چیتے نے کہا۔" اگر ہم پوری رفتار سے گئے تو آدھی رات مین سفر طے ہوگا۔

ریچھ نے متفکر ہو کر جواب دیا۔ "مجھ سے جسقدر تیز ممکن ہوا چلونگا۔"

چیتا بولا۔ "ہم تیرا انتظار نہین کر سکتے۔ تو ہمارے پیچھے پیچھے چلا آ۔ مین اور اژدہا قدم بڑہاے ہوئے جائین گے۔"

اسکے جواب مین اژدہے نے پھنکار مار کر کہا۔ "قدم و دم تو مین جانتا نہین مگر باوجودیکہ تیرے چار پاؤن ہین پھر بھی مین تجھکو پیچھے چھوڑ سکتا ہون۔"

یہ کہکر وہ روانہ ہوئے۔ ریچھ نے تیز تیز چلنے کی کوشش کی مگر کچھ دور جاکر وہ ہانپتا ہوا بیٹھ گیا۔ اور وہ اوسے چھوڑ کر آگے بڑہے۔ چیتے نے لمبی لمبی پھلانگین مارنی شروع کین۔ مگر باوجود اوسکی اس تمام تیزی کے پہاڑی اژدہا برابر اوسکے ساتھ ساتھ رہا۔ ایک ندی پر پہونچکر چیتا اژدہے سے کچھ آگے بڑہ گیا کیونکہ وہ تو جست بھر کر اوس پر سے کود گیا اور اژدہے کو تیرنا پڑا۔ لیکن ہموار زمین پر اژدہے نے اس فرق کی تلافی کر لی۔ جھٹ پٹے کیوقت اژدہے کی یہ تیز رفتاری دیکھ کر چیتا بولا۔ "قسم ہے مجھکو اوسی ٹوٹے تالے کی جسکی بدولت مجھے آزادی ملی کہ تیری چال کچھ کم نہین ہے۔"

اس پر اژدہا بولا "مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ اِسکے علاوہ اوسنے مجھکو چتی دار مینڈک کہا تہا"

چیتے نے کہا۔ "اور زمین پر رینگنے والا پیلا کیڑا بھی کہتے تھے"

اژدہے نے جواب دیا "ایک ہی بات ہے۔ چلو قدم اُٹھاؤ" یہ کہکر اوسنے اور بھی زیادہ تیزی سے آگے کیطرف جھپٹنا شروع کیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک سیل ہے کہ بہی چلی جارہی ہے۔

ٹھنڈے بھٹ مین بندرون کو راجہ مینڈک دوستون کا خیال تک نہ تہا وہ لڑکے کو اس ویران شہر مین لے آئے تہے اور اپنے اس نمایان کارنامہ پر فخر کر رہے تھے راجہ مینڈک نے اس سے پہلے ہندوستان کا کوئی شہر کبھی نہ دیکھا تھا اور اگرچہ ٹھنڈے بھٹ کے کھنڈر ہی کھنڈر باقی تہے پھر بھی اوسکے لئے یہ ایک حیرت انگیز اور عالیشان نظارہ تہا۔ مدتا ہوئی کہ کسی راجہ نے ایک چھوٹی سی پہاڑی پر اس شہر کی بنا ڈالی تہی۔ ابھی تک پتھر کی سڑکین شہر کے پھاٹکون تک جنکے بوسیدہ چوبی پٹ زنگ آلودہ قبضون

مین اٹکے ہوئے تھے بنی ہوئی نظر آرہی تھین۔ دیوارون کی درزون اور دراڑون مین درخت اگ آئے تھے فصیل گر کر ٹوٹ گئی تھی اور جنگلی بیلین برجون کی کھڑکیون مین سے نکل کر دیوارون پر سرنگونٹک رہی تہین۔

پہاڑی کی چوٹی پر ایک بہت بڑا محل کھڑا تھا جسکی چھت گر گئی تھی۔ صحن اور اوسمین جو حوض تھے اونکا سنگ مرمر ٹوٹ گیا تھا اور جس چوک مین راجہ کے ہاتھی کھڑے رہتے تھے اوسکے پتھر بھی اکھڑ گئے تھے اور وہان گھاس اور درخت اگ آئے تھے۔ محل پر کھڑے ہوکر بے چھت کے مکانونکی قطارین دور تک نظر آتی تہین اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ شہد کے خالی چھتے مین جنمین سیاہی بھری ہے جو راستے کے چوک مین پتھر کا ایک تودہ جو کسی زمانہ مین ترشی ہوئی مورت ہوگی رکھا تھا۔ گلیون کے کنارون پر جابجا گڑھے

[illegible]

ہوئے تھے اونکی درزون مین سی جنگلی انجیر کے پودے نکلے ہوئے تھے۔ بندر اس مقام کو اپنا شہر کہتے تھے اور دوسرے جنگل والون کو یہ کہہ کر حقارت کی

نگاہ سے دیکھتے تہے کہ وہ بن کے رہنے والے ہین۔ لیکن خود وہ یہ نہ
جانتے تہے کہ ان عمارتون کے بنائے جانیکا مقصد کیا تہا یا اونہین کسطرح
استعمال کرنا چاہیئے" کبھی تو وہ راجہ کے دیوان خانہ مین بیٹھ کر اپنے بدنکو
اسطرح کھجاتے کہ گویا کسی پسو یا کھٹمل نے اونھین کاٹا ہے اور اسطرح کی
حرکتین کرتے کہ گویا وہ آدمی ہین۔ اور کبھی چونے اور پتھر کے ٹکڑے اور
کوئی قدیم چیز جو اونہین مکانون مین پڑی ملجاتی تہی اوٹھا کر کسی جگہ چھپا دیتے
لیکن جسجگہ ان چیزونکو چھپایا تہا اوسے بھولکر آپس مین شور مچاتے اور چرچڑ کرتی
ہوئے لڑنے لگتے اور پھر بھاگتے ہوئے راجہ کے باغ مین جاتے اور وہان
گلاب اور نارنگیون کے پودونکو زور سے پکڑ کر ہلاتے اور پھولون کی پنکھڑیون
اور میوونکو زمین پر گرتا ہوا دیکھکر خوش ہوتے اور ناچتے۔ وہ محل کی غلام گردشون
اور چھوٹی چھوٹی کوٹھڑیون مین جن کی تعداد کئی سو ہوگی پھرتے لیکن اونکو یہ
کبھی نہ یاد رہتا کہ ہمنے کیا دیکھا ہے اور کیا نہین دیکھا۔ غرض اسی طرح وہ ایک
ایک دو دو کر کے چکر لگاتے اور آپس مین کہتے کہ ہمارے اوضاع و اطوار اور

حرکات وسکنات بھی انسانون کے سے ہین۔ حوضون اور تالابون کے کنارے جاکر وہ پانی پیتے اور اوسے کھنگال کر گدلا کرتے اور پھر اوسپر لڑتے جھگڑتے اور یہ چلاتے ہوئے دیوارون پر چڑھ جاتے کہ جنگل والون مین عقلمندی۔ نیکی پھرتی وچالاکی۔ طاقت اور شرافت کے لحاظ سے کوئی بندرون کا ہمسر نہین۔ پھر وہ پہلے کی طرح دھماچوکڑی مچاتے یہان تک کہ اونکی طبیعت شہر سے اکتاجاتی اور اس امید مین کہ جنگل والے اونکی طرف متوجہ ہونگے وہ درختون کی چوٹیون پر چڑھ جاتے۔

راجہ مینڈک کو جس نے جنگل کے قانون کے مطابق تربیت پائی تھی یہ طرز زندگی پسند نہین آیا اور نہ وہ یہ سمجھ سکا کہ اسکا مطلب کیا ہے۔ آفتاب کے غروب کا وقت قریب تھا کہ بندر اوسے گھسیٹ کر کھنڈر سے بھٹ مین لے آئے اور اتنے بڑے لمبے سفر کی تکان کے بعد سوجانے کے بجائے جیسا کہ راجہ مینڈک نے کیا ہوتا وہ ایک دوسرے کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر ناچنے اور اپنے مہمل گیت گانے لگے۔ ایک بندر نے اوٹھکر تقریر کی اور اپنے ساتھیون

کو مخاطب کر کے کہا۔ "اس آدمی زاد کا گرفتار کرنا ہماری قوم کی تاریخ مین ایک نیا واقعہ ہے کیونکہ یہ آدمی کا بچہ ہمین ٹہنیون اور شاخون کو جوڑنا اور بنانا سکہائیگا جس سے ہم مینھہ اور سردی سے محفوظ رہین گے" یہ سنکر راجہ بینڈلک نے کچھ بیلون کے لمبے لمبے ڈنٹھل اٹہائے اور اونکو گوندہنا شروع کیا بندرون نے بہی اوسکی دیکہا دیکہی کچھ پتلی پتلی شاخین اوٹھالین اور اوسکی نقل کرنے لگے لیکن ایک منٹ بہی نہ گذرنے پایا تہا کہ اس کام سے جو دلچسپی اونکو تہی وہ کا[illegible]ور ہوی اور اونہون نے ایک دوسرے کی دم کو کہینچنا اور قلابازیان لگانا اور کہنکارنا شروع کر دیا۔

اسوقت راجہ بینڈلک نے اون سے کہا "مجہے بہوک لگ رہی ہے جنگل کے اس حصہ مین مین بالکل اجنبی ہون۔ اس لئے یا تو مجہکو کہانا لا دو اور یا مجہکو اجازت دو کہ خود اپنے لئے شکار مار لاؤن"

یہ سنتے ہی بیس تیس بندر دوڑ پڑے تاکہ جنگل کے پہل اپنے نووارد مہمان کے لئے لائین لیکن اونہون نے راستہ مین ایک دوسرے

سے لڑنا شروع کردیا اور جو میوہ اونکی باہمی چپقلش سے بچ رہا تھا اوسے بہ مشکل
تمام وہ ٹہنڈے بہٹ تک لائے۔ راجہ بینڈک غصہ کے مارے دانت پیس
رہا تہا اور بہوک کی شدت اوسے بیتاب کیے ڈالتی تھی مگر اوس سے کچھ
بن نہ پڑتا تہا ویران شہر مین کچھ کچھ دیر کے بعد اجنبیوں کی شکاری دستک دیتا ہوا وہ
ادہر اودہر پڑا بہٹکتا تہا مگر جواب کہین سے نہ آتا تہا۔ یہ حالت دیکھکر لڑکا دل مین
کہنے لگا" واقعی مین بری جگہہ پہنسا۔ بندرون کی نسبت ریچھ نے مجھ سے
جو کچھ کہا تہا اوسکا حرف حرف سچ ہے۔ یہ نالایق نہ کسی قانون کے تابع ہین
نہ ان کی کوئی شکاری دستک ہے اور نہ ان کا کوئی سردار ہے۔ بیہودہ
بکواس کرنے اور چیزین چرانے کے سوائے اور انہین کچھ نہین آتا۔ پس اگر
فاقون کے مارے میرا یہان دم نکل گیا یا خود انہون نے مجھکو مار ڈالا تو اسمین
سراسر میرا ہی قصور ہے اور کسی کی کچھ خطا نہین۔ لیکن مجھے اپنے جنگل مین واپس
جانیکے لیے ہاتھ پاؤن تو مارنے چاہیین اسمین شک نہین کہ وہان پہونچتے ہی
ریچھ مجکو خوب پیٹیگا مگر اوس کی مار اس سے بہتر ہے کہ مین یہان بندرون

کی صحبت مین رہ کر اڑتی گلاب کی پتیون کے پیچھے دوڑا کرون۔

یہ قصد کرکے وہ اوٹھا اور شہر پناہ کی طرف بڑھا لیکن زیادہ دور نہ جانے پایا تھا کہ بندراوسے کشان کشان واپس لے آئے اور چٹکیان لیکر اوس سے کہنے لگے کہ تم جسقدر خوش وخرم یہان رہ سکتے ہو۔ اتنے کہین اور نہین رہ سکتے بیچارہ راجہ مینڈک غم وغصہ کھاکر چپ رہ گیا اور طوعًا وکرہًا بندرون کے ساتھ ہولیا جو اوسے ایک چبوترہ پر لیگئے یہ چبوترہ سنگ سرخ کے اون حوضون کے قریب واقع تہا جو مینہہ کے پانی سے آدہے بھرے ہوئے تھے اور اوسکے بیچون بیچ سفید سنگ مرمر کا ایک شہ نشین جس مین صدہا سال پہلے رانیان آکر بیٹھتی ہونگی بنا تہا۔ اس شہ نشین کی چھت آدھی گر پڑی تھی جسکی وجہ سے وہ زمین دوز رستہ جس سے ہوکر رانیان محل مین سے یہان آتی تھین پٹ گیا تہا۔ لیکن دیوارین ابھی تک پوری کھڑی تہین۔ ان مین دودھ کے سے سفید سنگ مرمر کی جالی کا کام تہا اور ان جالیون مین یشب۔ عقیق۔ زبرجد اور لاجورد کی دلفریب پچیکاری ہو رہی تہی جالیون مین سے جب چاند

پہونچکر زمین پر پڑتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تہا کہ گویا سیاہ مخمل کا فرش بچہا ہے جسپر سفید ریشم کی گلکاری ہورہی ہے اگرچہ راجہ مینڈک پر تکان نیند اور بہوک کا غلبہ تہا لیکن اوس سے ہنسے بغیر نہ رہا گیا جب بندرون نے ایک ساتھہ مل کر اوسے مخاطب کرکے یون چلانا شروع کیا۔ "ہم بڑے باپ کے بیٹے ہین۔ ہم آزاد و خود مختار ہین۔ ہمارے کارنامے حیرت انگیز ہین۔ جنگل بھر مین ہم فرد ہین۔ اور چونکہ ہم سب کا یہ دعویٰ ہے اسلئے ہمارا دعویٰ لامحالہ سچ ہونا چاہیئے۔ چونکہ تمنے ہماری باتین پہلے پہل سنی ہین اور تم جنگل کے لوگون کو یہ باتین جاکر سنا سکتے ہو جس سے وہ آیندہ ہماری طرف متوجہ ہونگے اس لئے ماہدولت تمکو اپنے سب حالات سے اطلاع دینگے۔"

راجہ مینڈک نے اسکا کچھ جواب نہین دیا۔ اب سینکڑون بندرون نے چبوترہ پر جمع ہوکر اپنے خطیبون کی تقریرون کو سننا شروع کیا جو اپنی قوم کی تعریف مین نہایت جوش سے رطب اللسان تھے۔ جب کوئی مقرر دم لینے کیلئے ذرا رکتا تو وہ سب کے سب چلا اوٹھتے۔ "درست ہے۔ صحیح ہے۔ چونکہ ہم سب

سب کا یہی دعویٰ ہے اسلئے یہ دعویٰ سچّا ہے"۔ راجہ مینڈک سے جب وہ کوئی سوال کرتے تو وہ سر ہلا کر "ہان" کہدیتا۔ مگر بندرون نے بھی اتنا شور مچایا اور اتنا چلائے کہ بیچارے راجہ مینڈک کا سر بھنّا اٹھا۔ دق ہو کر وہ آپ ہی آپ بولا "معلوم ہوتا ہے کہ طباقی نے ان سب کو کاٹ کھایا ہے۔ انکی دیوانہ ہونے مین کیا شک ہے؟ کبھی یہ سوتے بھی ہین؟ اہلو! چاند بادل کے ایک ٹکڑے مین چھپ گیا۔ اگر یہ ٹکڑا ذرا بڑا ہوتا تو مین اندھیرے مین بھاگ جانے کی کوشش کرتا"۔

اسی بادل کو راجہ مینڈک کے دو وفادار دوست اوس کہائی مین جو شہرپناہ کے گرداگرد تھی چھپے ہوئے دیکھ رہے تھے کیونکہ چیتے اور اژدہے کو یہ بات معلوم تھی کہ جب بندرون کی تعداد زیادہ ہو تو وہ بڑے خطرناک ہوتے ہین اور اس سلئے وہ نہین چاہتے تھے کہ اپنے آپ کو خواہ مخواہ کے خطرہ مین ڈالین۔ بندر اوس وقت تک نہین لڑتے جب تک کہ ایک کے مقابلہ مین اونکی تعداد سو نہ ہو اور جنگل والون مین سے کسی کا یہ حوصلہ نہین پڑتا کہ ایسے کثیر التعداد

غنیم سے نبرد آزمائی کرے۔

اژدہے نے چپکے سے کہا "مین مغربی دیوار کی طرف جاتا ہون۔ اُدھر سے زمین ڈہلوان ہے اور مین جھپٹ کر بندرون کو آلونگا۔ ایسی حالت مین اون کا سو سو کا جتھا میری پیٹھہ پر چڑھ کر مجھے ضرر نہین پہونچا سکے گا"۔

چیتے نے جواب دیا "تم نے بالکل ٹہیک بات کہی۔ کاش ریچھہ اس وقت یہان ہوتا۔ مگر خیر ہم سے جو کچھ ہو سکتا ہے ہم کرین گے۔ جب وہ بادل کا ٹکڑا چاند پر چھا جایگا تو مین چبوترہ کی طرف جاؤنگا۔ وہان وہ لڑکے کو لیے ہوئے کوئی مشورہ کر رہے ہین"۔

اژدہا لہراتا ہوا مغربی دیوار کی طرف بڑہا راستہ مین کھنڈر جا بجا بکھرے پڑے تھے اور اسلیئے دیوار پر چڑہنے مین اوسکو کچھ دیر لگ گئی۔ اسوقت چاند بادل مین چھپ گیا اور راجہ مینڈک نے چبوترہ پر چیتے کے پاؤن کی آہٹ سُنی۔ کالے چیتے نے جو پھرتی سے دبے پاؤن چبوترہ پر آپہونچا تھا بندرون کو جو پچاس پچاس ساٹھہ ساٹھہ کے جھنڈ مین راجہ مینڈک کے گرد

بیٹھے ہوئے تھے دائین بائین تھپڑ مار مار کر گرانا شروع کیا۔ فرط خوف و غضب سے بندرون نے ایک شور بپا کیا لیکن جب چیتا زخمی اور سسکتے ہوئے بندرون پر سے کودتا ہوا آگے بڑھا تو ایک بندر چلایا "صرف ایک ہے۔ صرف ایک سب ہے۔ مارو! لیجو! پکڑیو! جانے نہ پائے" یہ سنتے ہی بندرون کا ایک جم غفیر چیتے کو لپٹ گیا اور دکن کے ایک شاعر کے قول کے مطابق اونھون نے

"کا ئیدن و نوچیدن و بر آنگ پڑیدن"

شروع کیا۔ ادھر پانچ چھ بندرون نے ملکر راجہ مینڈک کو پکڑ لیا اور اوسے گھسیٹتے ہوئے شہ نشین کی دیوار پر لے چڑھے اور اوسکے ٹوٹے ہوئے قبے کے روزن مین سے اوسے نیچے گرا دیا۔ اگر کسی لڑکے کی انسانون مین تربیت ہوئی ہوتی تو اوسے بڑی چوٹ لگتی کیونکہ جس مقام پر سے وہ گرایا گیا تھا وہ زمین سے پانچ گز بلند تھا لیکن راجہ مینڈک اوسطرح گرا جیسے ریچھ نے اوسے سکھایا تھا اور زمین پر پاؤن کے بل آ رہا۔ بندرون نے چلا کر کہا۔

"یہین ٹھہرارہ۔ ہم جاکر تیرے دوستونکا صفایا کرتے ہین اور اگر اوسوقت تک سانپون نے تجھے زندہ چھوڑا تو پھر ہم تجھسے آکر کھیلین گے"

راجہ مینڈک نے سانپون کا اسم اعظم فوراً یہ کہکر پڑہا۔

"ہمارا اور تمہارا خون ہے ایک"

اسکے ساتھ ہی سانپون کے پھنکارنے کی آواز اوس نے سُنی اور دوبارہ اپنی دستک دی۔ ہندوستان مین ہر ویرانہ سانپون کا مسکن بن جاتا ہے چنانچہ قدیم ستہ نشین مین بھی اسی لحاظ سے بہت وار سانپون کی بانبیان جابجا موجود تہین۔ راجہ مینڈک کی دستک سنتے ہی چھہ سات سانپون نے جواب مین کہا "بہتیا ایک جگہ چپ چاپ کھڑے ہو جاؤ کہین ہمکو اپنے پاؤن سے مسل نہ دینا"

راجہ مینڈک ایک جگہ جم کر کھڑا ہو گیا اور باہر سے بندرونکے چیخنے اور چلانے اور چیتے کے ڈکارنے کی جو آوازین آرہی تہین اونکو کان لگا کر سننے لگا چبوترے پر واقع مین ایک عجیب ہنگامہ برپا تہا۔ بندرون کا ایک دل بادل

اُمنڈ اُمنڈ کر آتا تہا اور چیتے پر پل پڑتا تہا۔ مگر چیتا بھی بجلی کی طرح کوندتا تہا اور ہر تڑپ مین پانچ چھہ بندرون کو زمین پر لٹا دیتا تہا۔ لیکن آخر کہان تک لڑتا اِس کشمکش عظیم کے بعد اوس نے ہانپنا شروع کیا۔ چیتے کے لئے اپنی زندگی مین یہ پہلا موقعہ تہا کہ وہ اپنی جان عزیز کی خاطر جان توڑ کر لڑ رہا تھا۔

راجہ مینڈک نے دل مین خیال کیا کہ ریچھہ بھی قریب ہی ہوگا۔ کیونکہ چیتا اکیلا کبھی نہ آیا ہوگا یہ سوچکر وہ بآواز بلند پکارا۔" بہائی چیتے تالاب کا رخ کر کسی نہ کسی طرح وہان پہونچ اور پانی مین کود پڑ۔ فوراً پانی کے حوضون کی طرف جھپٹ چیتے نے اس آواز کو سُنا اور جب اوسے یہ معلوم ہوا کہ راجہ مینڈک صحیح وسلامت موجود ہے تو اوسکی ہمت اور بڑہ گئی۔ وہ لڑتا بھڑتا اور جد و جہد کرتا سیدہا تالاب کیطرف گیا۔ اسوقت ویران شہر پناہ کے اوس حصہ سے جہان سے جنگل سب سے زیادہ قریب تہا ریچھہ کے نعرے کا شور بلند ہوا۔ بدھے ریچھ نے منزل کے طے کرنے مین جان لڑا دی تھی مگر باوجود اس تگ ودو کے وہ پہلے نہ پہونچ سکا۔ وہ کڑک کر بولا۔" چیتے حوصلہ رکھہ مین آن پہونچا۔ مین

دیوار پر چڑھ رہا ہون - پتھر میرے پاؤن تلے پھسلے جارہے ہین - کھڑے رہو اے خبیث لنگور بچو دیکھو تو سہی تمہین آکر کیا مزا چکھاتا ہون " ریچھ ہانپتا ہوا چبوترہ پر آموجود ہوا اور بندرون کی ایک " موج گوناگون " نے اوسے سر تک چھپا دیا لیکن وہ بھی اپنے پچھلے پنجونکے بل جم کر کھڑا ہو گیا اور اپنے اگلے پنجے پھیلا کر اوس نے جسقدر بندرونکو ہوسکا اپنی بغل مین ایسا دبایا کہ اونکا کچوم نکل گیا - پھر اوس نے اپنے حریفون پر تڑاتڑ تھپیڑ برسانے شروع کئے اور دائین بائین مردہ اور زخمی بندرون کا ڈھیر لگ گیا - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کوئی لوہار سندان پر پیاپے ہتوڑے مار رہا ہے - اسوقت راجہ مینڈک کو کسی شئے کی دھڑام سے پانی مین گرنے کی آواز آئی اور اوسسے معلوم ہوا کہ چیتیا لڑتا بھڑتا تالاب کے کنارہ پہونچکر پانی مین کود پڑا ہے جہان بندر اوس کے پاس نہین آسکتے - چیتے کی سانس پھول رہی تھی اور اوسکا سر پانی کی سطح سے ذرا اوپر تھا - بندر تین قطارون مین تالاب کے کنارہ سرخ پتھرون پر کھڑے ہوئے جھلا رہے تھے اور اس بات کے منتظر تھے کہ اگر وہ ریچھ کی مدد کیلئے

پانی سے باہر نکلے تو اوسپر فوراً ہی حملہ کرین - اسوقت چیتے نے اپنی ٹہوڑی

کو جو پانی مین ترتہی اوپر اوٹھاکر مایوسی کے عالم مین اژدہے سے اوس کی

قوم کا یہ اسم اعظم پڑہ کر کہ

"ہمارا اور تمہارا خون ہے ایک"

امان طلب کی - چیتے کو یہ گمان تہا کہ اس آخری وقت مین اژدہے نے اوسکا

ساتھ چھوڑ دیا ہے -

اژدہا مغربی دیوار کو طے کر کے ابھی ابھی نیچے اوترا تہا - اوس نے

ایک دو دفعہ کنڈلی ماری اور پھر اپنے جسم کو سیدہا کیا تاکہ اس بات کا اوسے

اطمینان ہو جاے کہ اوسکے جسم کا ہر ایک پرزہ صحیح و مستعد حالت مین ہے

اس اثنا مین ریچھ اور بندرون کی لڑائی بدستور جاری تھی - دوسری طرف بندر

تالاب کے کنارہ چیتے کے گرد کھڑے ہوے چیخ اور چلا رہے تھے

اور چمگادڑ اس عظیم الشان جنگ کی خبر تمام جنگل مین جاکر مشتہر کر رہا تھا یہان

تک کہ جنگلی ہاتھی بھی اسکو سنکر چنگھاڑ اٹھا - بندرون کے جو غول جنگل مین جابجا

منتشر تھے وہ یہ خبر پاتے ہی اپنے ساتھیون کی امداد کے لیے ٹھنڈے بھٹ کو دوڑے آئے۔ غرضکہ اس قیامت کا شور ہوا کہ دن کے پرندے بھی میلون تک جاگ اوٹھے۔

اسوقت اژدہا لپکتا ہوا سیدھا بندرون کی طرف آیا۔ اژدہا جب لڑتا ہی تو اپنے حریف کو اپنے تمام جسم کا تلا ہوا زور لگا کر سر کی ٹکر مارتا ہے۔ اگر تم اس بات کو اپنے تصور مین لاسکو کہ ایک برچھا یا ہتوڑا جسکا وزن قریب پودہ من کے ہو اور اوسکا دستہ ذی روح ہو اور پھر وہ دستہ اپنی قوت ارادی کو تحریک مین لاکر اپنے پھل کی ضرب بزور تمام کسی شے پر لگائے تو تم سرسری ساتخمینہ اژدہے کے لڑنے کی قوت کا کر سکو گے۔ چار یا پانچ فٹ لمبا اژدہا اگر آدمی کی چھاتی پر ٹکر مارے تو اوسے گرا سکتا ہے۔ لیکن ناظرین کو معلوم ہے کہ جس اژدہے کا ہم ذکر کر رہے ہین وہ تیس فٹ لمبا تھا۔ اوسنے آکر پہلی ٹکر بندرون کے اوس گروہ پر ماری جو ریچھ کو گھیرے ہوئے تھا۔ دوسری ٹکر کی ضرورت نہ تھی۔ بندر یہ کہتے ہوئے تتر بتر ہوگئے "اژدہا آیا! اژدہا آیا! دوڑو! بھاگو!"

بندر نسلاً بعد نسلٍ اپنے بڑون سے اژدہے کے جو قصے سنتے چلے آئے
تھے اون کی وجہ سے اون کے دلون مین اژدہے کی طرف سے ایسا خوف
بیٹھ گیا تھا کہ بیان نہین ہو سکتا۔ اونکے سننے مین آیا تھا کہ اژدہا رات کیوقت
چپکے سے شاخون پر چڑہ کر مضبوط سے مضبوط بندر کو چرا لیجاتا ہے اور
اپنی شکل ایک بوسیدہ شاخ سے کچھ ایسی ملا دیتا ہے کہ دانا سے دانا بندر کو دہوکا
ہو جاتا ہے۔ جنگل مین بندر اگر کسی سے ڈرتے تھے تو اژدہے سے کیونکہ
اونمین سے کوئی اوس کی طاقت کا اندازہ نہین کر سکتا تھا۔ کسی کی یہ مجال نہ تھی
کہ اوس سے آنکھہ ملا سکے اور کوئی بندر جسکے گرد اژدہا ایک دفعہ لپٹ گیا زندہ
نہین بچا۔ غرضکہ مارے خوف کے لرزتے اور کانپتے ہوئے وہ بھاگ کر دیوارون
اور مکانون کی چہتون پر جا چڑہے اور بیچارے پیچہے سے لنے اطمینان کی ایک
سانس لی۔ اگرچہ اوسکی کہال چیتے کی کہال کے مقابلہ مین زیادہ سخت
اور موٹی تھی لیکن پھر بھی زخمون سے اوسکی پیٹھ چور ہو رہی تھی۔ اس وقت
اژدہے نے پہلی مرتبہ اپنا منہ کھولا اور اس زور سے پھنکار ماری کہ دور دراز

سے جو بندر ٹھنڈے بھٹ کو غنیم کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنے رفیقون کی مدد کو چلے آرہے تھے خائف ہوکر جہان تھے وہین رہ گئے یہان تک کہ درختون کی لدی ہوئی شاخین اونکے بوجھ سے جھک کر دوہری ہوگئین اور ٹوٹنے لگین - دیوارون اور خالی مکانون کی چھتون پر جو بندر تھے دم بخود ہوکر رہ گئے اور خاموشی کے عالم مین جو اس وقت طاری ہوا راجہ مینڈک نے چیتے کے تالاب سے نکلنے اور اپنے بھیگے ہوئے جسم کو جھٹکنے کی آواز سنی - اسوقت پھر شور وارد گیر بلند ہوا - بندر پھلانگین مارتے ہوئے دیوارون اور فصیلون اور برجون کے بلند ترین مقامات پر چڑھ گئے اور چیخنے چلانے لگے اور راجہ مینڈک نے جو شہ نشین مین اطمینان سے ناچ رہا تھا جالیدار جھرکون مین سے بندرون کی حالت زار کو دیکھکر اپنے سامنے کے دانتون مین سے الو کی طرح بولی بول کر اپنی حقارت و نفرت کے اظہار کے طور پر شور مچانا شروع کیا چیتا ہانپ کر بولا۔ "آدمی کے بچے کو اس پھندے مین سے کسی طرح باہر نکالو مجھہ مین اب زیادہ لڑنے کی تاب نہین بہتر ہوگا کہ بچہ کو لیکر ہم یہان سے

چلدین ممکن ہے کہ وہ ہم پر پھر حملہ کرین۔"

اژدہے نے پھنکار مار کر کہا" جب تک مین انکو حکم نہ دون وہ اپنی جگہ سے ہل نہین سکتے۔"

اژدہے کے یہ بات کرتے ہی شہر پر پھر خاموشی چھاگئی اور ریچھ بولا۔

"بھائی اژدہے تم نے میری اور چیتے کی جان بچائی"

اژدہے نے جواب دیا" اسوقت اس کا ذکر جانے دو۔ یہ بتاؤ کہ وہ آدمی کا بچہ کہان ہے"؟

یہ سنتے ہی راجہ مینڈک پکارا" مین یہان اس پھندے مین پھنسا ہون نکل نہین سکتا"

اس پر پھن دار سانپ اندر سے پکارے" اسے یہان سے لے جاؤ۔ یہ مور کی طرح ناچ رہا ہے۔ ہمارے بچونکو پاؤن مین مسل ڈالے گا"

اژدہے نے ہنسکر کہا" واہ وا۔ یہ آدمی زاد تو خوب ہے۔ جدہر دیکھو اسکی دوست ہی دوست ہین۔ اے آدمی زاد پرے ہٹ کر کھڑا ہو جا اور اے زہریلی

قوم والو تم بھی چھپ جاؤ۔ مین اس دیوار کو توڑتا ہون۔"

اژدہے نے بغور دیکھا تو سنگ مرمر کے جالیدار جھروکے مین اوسے ایک ٹوٹا ہوا مقام نظر آیا۔ اوس نے زمین کی سطح سے اپنے جسم کو دو گز بلند کر کے اس دراڑ پر چھہ سات ٹکرین زور زور سے مارین۔ جالیدار جھروکا ٹوٹ کر نیچے گر پڑا اور راجہ مینڈک کود کر باہر نکلا اور ریچھ اور چیتے کو لپٹ گیا۔ ریچھ نے بہ شفقت تمام اوسے چھاتی سے لگایا اور کہا۔

"نہین چوٹ تو نہین آئی ؟"

راجہ مینڈک نے جواب دیا۔ "بھوک اور تکان کے مارے میری بُری حالت ہو رہی ہے اور چوٹ بھی لگی ہے لیکن میرے بھائیو مین تمہاری یہ کیا حالت دیکھتا ہون۔ تمہارا تمام بدن لہولہان ہو رہا ہے۔"

اس پر چیتے نے اپنے "وز"

طرف سب جنگلے ڈھیر چھو"

"ہمارا بدن تو لہو ا

ریچھ نے پیار سے کہا "میرے ننھے پیارے مینڈک اگر تو صحیح سلامت ہے تو مجھے اپنی کچھ پروا نہین"

چیتا بولا "بھیا مینڈک یہ دیکھو یہان اژدہا موجود ہے جسکی وجہ سے ہم لڑائی جیتے اور تمہاری جان بچی - ہمارا جو طریقہ ہے اوسکے مطابق اوس کا شکریہ ادا کرو"

راجہ مینڈک نے پلٹ کر دیکھا تو اژدہے کا سر اپنے سر سے ایک فٹ بلند اوس نے لہراتا پایا - لڑکے کو اچھی طرح دیکھکر اژدہے نے کہا -

"تو یہ ہے وہ آدمی کا بچہ جسکی خاطر ہم نے یہ سفر اور لڑائی اختیار کی - اسکی جلد کیسی ملایم ہے اور بندرون سے یہ کسقدر مشابہ ہے اے آدمی زاد [illegible] کہیں [illegible] کسقدر بدلے لینے کے بعد جھپٹا پٹے کے وقت تجھکو بندر سمجھ کر

لگی تو جو شکار مین مارون گا وہ تیرا ہو گا“

اژدہے کی آنکھین اگرچہ چمک رہی تہین لیکن راجہ مینڈک کا دلخوش کن جواب سنکر وہ بولا ”بھیا مین تمہارا بڑا مشکور ہون لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم شکار کیا مارو گے یہ مین اس لئے پوچھتا ہون کہ جب تم شکار کرنے نکلو تو مین تمہارے پیچھے پیچھے آؤن“

لڑکے نے کہا ”مین خود تو شکار کچھ نہین مارتا۔ کیونکہ مین اس قدر چھوٹا ہون۔ لیکن مین اونکی طرف بکریان ہانک لاتا ہون جو او نہین مار سکتے ہین۔ جب تو بھوکا ہو تو میرے پاس آئیو اور دیکھ لیجیو کہ مین نے سچ کہا تھا یا جھوٹ“

یہ کہکر اوس نے اپنے ہاتھ اوٹھائے اور بولا ”مین ان سے بہت کچھ کام لے سکتا ہون۔ اگر تو کبھی پھندے مین پھنس جائے تو مین اوس قرض کو اوتار دونگا جو میرے ذمہ تیرے چیتے اور ریچھ کی طرف سے واجب الادا ہے۔ اے میرے دوستو تم سب کو شکار مین خوب کامیابی حاصل ہو“

راجہ مینڈک کی اس خوش بیانی پر ریچھ خوش ہو کر بولا ”شاباش میرے

سنا گرد شاباش تو نے خوب تقریر کی اور خوش آئندہ طور پر اپنے محسن کا شکریہ ادا کیا" اژدہے نے اپنا سر آہستہ سے راجہ مینڈک کے کاندہے پر تھوڑی دیر کے لئے رکھ دیا اور کہا "تیرا دل مضبوط ہے اور تیری زبان شیرین ہے۔ اے آدمی زاد تو اب جلد اپنے دوستون کے ساتھ جنگل کو سدہار۔ چاند ڈوب رہا ہے اور تجھے سونا بھی ہوگا اسکے علاوہ تیرے لیے بہتر ہے کہ جو کچھ اب ہونے والا ہے اوسے تو نہ دیکھے"۔

چاند پہاڑیون کے پیچھے غروب ہو رہا تھا اور کانپتے ہوئے بندرون کی قطارین دیوارون اور فصیلون پر ہلتی ہوئی جھالرون کی طرح نظر آ رہی تھین۔ ریچھ پانی پینے کے لئے تالاب کے کنارے گیا اور چیتا اپنی پچی ہوئی کھال کے سنوارنے مین مصروف ہوا۔ ادہر اژدہا لہراتا ہوا چبوترہ کے وسط مین آیا اور اپنے دونون جبڑون کو اوس نے اس زور سے بجایا کہ تمام بندرون کی نگاہین بے اختیار اوس پر جم گئین۔

اسوقت اژدہا پکارا "چاند غروب ہو رہا ہے۔ کیا اتنی روشنی ابھی باقی ہے

کہ تم دیکھ سکو ؟"

ہوا جسطرح درختون مین اپنی غمناک راگنیان گاتی ہوئی گذرتی ہے۔ اسیطرح دیوارون پر ایک دھیما سا نوحہ بلند ہوا اور بندرون نے کہا "اے اژدہے ہم دیکھ رہے ہین"

اسپر اژدہا بولا۔"اچھا اب ناچ شروع ہوتا ہے۔ وہ ناچ جسے میری بہوک کا ناچ کہتے ہین اے بندرو خاموش ہوکر دیکھتے رہو"

یہ کہکر اژدہے نے چکر کاٹنے شروع کئے اور ادہر سے اودہر جہومنے لگا کبھی وہ لہراتا ہو اسطرح کی شکل بناتا جیسے آٹھ کا انگریزی ہندسہ (8) ہوتا ہے اور کبھی اوسکے گہومنے سے مثلث اور مثلث سے بتدریج مربع اور مربع سے مخمس کی عجیب وغریب شکلین پیدا ہوتین اوسکی گردش مسلسل اور متصل تھی اور اوسکے منہ سے برابر ایک دھیمی سی گونجتی ہوئی آواز نکل رہی تھی گویا کہ وہ کوئی افسون پڑھ رہا تہا۔ چاند کی روشنی اب غائب ہوتی چلی اور اندہیرا بڑھتا چلا اور آخرکار اژدہے نے پیچ وخم کہانا اور جہومنا موقوف

کر دیا لیکن ابھی تک اوسکے جسم کے کپڑون کی سرسراہٹ سنائی دے رہی تھی۔

ریچھ اور چیتا پتھر کی مورت کی طرح بیحس وحرکت کھڑے تھے اور راجہ بیندکٹ اس عجیب وغریب تماشے کو دیکھ کر محو حیرت ہو رہا تھا۔

آخرکار اژدہا یہ کہتا ہوا سنائی دیا: "اے بندرو کیا تم میرے حکم کے بغیر اپنے ہاتھ پاؤن ہلا سکتے ہو۔ بولو!"

بندرون نے جواب دیا۔ "اے اژدہے بغیر تیرے حکم کے ہم نہ پاؤن ہلا سکتے ہین نہ ہاتھ"

اس پر اژدہے نے کہا "اچھا سب کے سب ایک قدم میری طرف بڑہو"

یہ سنتے ہی بندرون کی قطارین بے اختیار اژدہے کیطرف بڑہین ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ اور ریچھ اور چیتے نے بھی بےخودی کے عالم مین ایک قدم بندرون کے ساتھ آگے بڑہایا۔

اژدہا پھنکار مار کر بولا "اور نزدیک آؤ" - اس حکم کے سنتے ہی سب کے سب پھر آگے بڑھے -

راجہ مینڈک نے ریچھ اور چیتے کی گردن پر ہاتھ رکھ کر اونھین ہٹانے کی کوشش کی اور یہ دونون عظیم الجثہ جانور اسطرح چونک اوٹھے گویا کہ کسی نے اونھین یکایک سوتے سے جگا دیا -

چیتے نے دبی آواز مین راجہ مینڈک سے کہا " اپنا ہاتھ میرے کندھے پر سے نہ اٹھانا ورنہ مین پلٹ کر کھنچا ہوا اژدہے کیطرف چلا جاؤنگا "

راجہ مینڈک بولا " کچھ بھی نہین - بڈہا اژدہا صرف خاک پر گول لکیرین کھینچ رہا ہے - چلو چلدین " غرضکہ تینون نے دبے پاؤن - نکل شہر سے راہ جنگل کی لی -

جنگل کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے لگنے سے جب ریچھ ذرا تازہ دم ہوا تو اوس نے کہا " اب میری توبہ ہے جو مین اژدہے کی رفاقت کا کبھی طلبگار ہون - میرا اوسے دور ہی سے سلام ہے "

چیتا کانپ کر بولا۔ "اوسکا علم ہم سے زیادہ بڑھا ہوا ہے اگر مین ذرا اور ٹھہرتا تو کھنچا ہوا سیدھے اژدہے کے حلق مین چلا جاتا"

ریچھ نے کہا "چاند کے دوبارہ نکلنے سے پہلے اوس سڑک کو بہت سی مسافر طے کر چکے ہونگے۔ اپنے طریقے کے مطابق اژدہے کو خوب شکار میسر ہوگا"

راجہ مینڈک جسکو اژدہے کی افسون گری کا حال کچھ معلوم نہ تھا بولا "مگر جو کچھ ہم نے دیکھا آخر کار اسکا مطلب کیا تھا؟ میرے دیکھنے مین تو صرف اتنا آیا کہ ایک بڑا سانپ لہرا رہا ہے اور مہمل دائرے لوح خاک پر کھینچ رہا ہے۔ اوسکی ناک بھی تمام زخمی ہو رہی تھی۔ ہاہاہا! اوہو ہو ہو!"

چیتے نے غصہ کی آواز مین راجہ مینڈک کو ڈانٹا اور کہا۔ "اے ناشکر گذار بچے جسطرح میرے کان اور پہلو اور پنجے اور ریچھ کی گردن اور کاندھے تیری خاطر زخمی ہوئے اسی طرح اژدہے نے بھی اپنی ناک کو تیری خاطر خون سے رنگا۔ اب کئی دن تک تو ریچھ کو اور نہ مجھے شکار مین کوئی لطف آئے گا"

ریچھ بولا "زخمون کا ذکر چھوڑو۔ ہمین آدمی کا بچہ تو پھر ملگیا"

چیتے نے جواب دیا۔ ” یہ سچ ہے لیکن جو وقت ہم نے مزے سے
شکار مین گذارا ہوتا وہ اوس کی وجہ سے ہمین اب مرہم پٹی مین گذارنا پڑیگا۔
میری تو آدھی پونچھ بچ گئی ہے اور زخمون سے مین چور ہو رہا ہون۔ اِسکے
علاوہ یہ کتنی بڑی بات ہے کہ میری آبرو خاک مین ملگئی۔ اے راجہ مینڈک
یاد رکھ کہ مجھے جسکا نام کالا چیتا ہے اور جسکی گردن کبھی کسی کے سامنے
خم نہین ہوئی مجبور ہو کر اژدہے سے امان طلب کرنی پڑی اور اوس کی بھوک
کے ناچ نے مجھے اور ریچھ دونون کو الو کی طرح مبہوت بنا دیا۔ اے آدمی
کے بچے یہ سب اس بات کا نتیجہ تہا کہ تو بندرون کے ساتھ کھیلا“
راجہ مینڈک نے غمزدہ ہو کر کہا۔ ” یہ سب سچ ہے۔ مین ایک شریر
آدمی زاد ہون مگر بھوک کے مارے میری حالت اس وقت بڑی بُری ہے“
چیتا غرا کر بولا ” اے ریچھ جنگل کا قانون اس بارہ مین کیا کہتا ہے۔؟“
ریچھ نہین چاہتا تہا کہ راجہ مینڈک پر کوئی تازہ مصیبت لائے لیکن وہ
جنگل کے قانون کو بھی توڑ نہین سکتا تہا اس لئے اوس نے بجبر و اکراہ یہہ

جواب دیا۔ "جو دوسرون کو تکلیف مین مبتلا کرے وہ ہمیشہ سزا کا مستوجب ہوتا ہے لیکن اے چیتے اس بات کا تجھے لحاظ رکھنا چاہیئے کہ وہ ابھی چھوٹا سا بچہ ہے"

اس پر چیتے نے کہا۔ "جو کچھ تم نے کہا مجھکو اوس کا خود خیال ہے لیکن چونکہ بچے نے شرارت کی ہے اس لئے ضرور ہے کہ اوسکو سزا دیجائے۔ راجہ مینڈک اگر تو اپنی صفائی مین کوئی ثبوت پیش کر سکتا ہے تو کر"

راجہ مینڈک بولا۔ "مجھے کچھ نہین کہنا ہے۔ مجھ سے فی الحقیقت غلطی ہوئی۔ ریچھ کو اور تجھکو میری خاطر زخمی ہونا پڑا۔ مین مستوجب سزا ہون"

اسپر چیتے نے راجہ مینڈک کو ہلکے سے پانچ چھ دھولین لگائین۔ کوئی چیتے کا بچہ ان دھولون کو کھا کر نیند سے بھی بیدار نہ ہوتا لیکن آدمی کے بچے کیلئے یہ سخت سے سخت سزا تھی۔ مار کھا چکنے پر راجہ مینڈک بے کچھ کہے سنے زمین پر سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

اب چیتے نے راجہ مینڈک کو مخاطب کر کے کہا۔ بھیا میری پیٹھ پر سوار

ہو جاؤ۔ ہم گھر چلتے ہین"

جنگل کے قانون کی ایک خوبی یہ ہے کہ سزا سے تمام کدورتین رفع ہو جاتی ہین اور دل مین کوئی گرہ نہین رہتی۔

راجہ مینڈک چیتے کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھا اور تینون بھیڑے کے غار کی طرف روانہ ہوے راستہ مین ریچھ نے راجہ مینڈک کو بہت سی نصیحتین کین اور کہا "ایک دفعہ اتفاق سے میرا گذر انسانون مین ہوا اور مین نے ایک انسان کی زبان سے کچھ منظوم نصیحتین سنین۔ بہت سی باتین تو میری سمجھ مین نہین آئین کیونکہ وہ کچھ انسانون کے سمجھنے ہی کی باتین تھین لیکن اکثر باتین ایسی تھین جو مجھے بے اختیار پسند آئین۔ وہ نظم مجھے اب تک یاد ہے اور چونکہ میرا خیال ہے کہ تمھین آخرکار انسانون ہی مین جا کر رہنا ہی اور اونہین سے تمھین سابقہ پڑے گا اس لیے مین وہ نظم تمکو سناتا ہون تم اوسے یاد کر لو۔ وہ نظم یہ ہے"

سرود حیات

غلط ہے حضرت ناصح کا فرمان
کہ ہے یہ زندگی خواب پریشان

نہین شاید اونہین یہ نکتہ معلوم
کہ سویا اور مرا ہوتا ہے یکسان

سراب آسا ہے اشیا کی حقیقت
عیان کچھ اور ہے کچھ اور پنہان

متاع واقفیت سے بھرا ہے
ہماری زندگی کا جیب و دامان

رکے کیون کر لحد پر ناقۂ زیست
ملے جب روح سا اوسکو ہدی خوان

کہان تھی روح اس فتوے مین شامل
"ملے گا خاک مین ہے خاک انسان"

نہ غایت ہے ہماری عیش و راحت
نہ مقصد ہے ہمارا رنج و حرمان

جو مقصد ہے تو یہ ہے آج سے کل
گرانتر ہو ہمارا کفِ میزان

یہ نظم امریکہ کے مشہور شاعر لانگ فیلو کی ایک مقبول عام انگریزی نظم کا ترجمہ ہے جو مین نے کیا ہے اس مقام پر مین نے اس نظم کو اس خیال سے درج کر دیا کہ

"خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران"

ظفر علیخان

سمند وقت سرپٹ جا رہا ہے
ہے بے پایان ترقی کا بیابان

بپا ہے گرچہ دل مین اور جگر مین
اولوالعزمی کا اور ہمت کا طوفان

مگر مجبور مرقد کی طرف ہم
چلے جاتے ہین افتان و خیزان

جہان کے عرصۂ پیکار مین تم
رہو بن کر ہمیشہ مرد میدان

رہے گر چیونٹی بن کر تو کیا لطف
ہے لطف اسمین کہ کم از کم ہو سلیمان

نہ مستقبل سے ہرگز میوہ چین ہو
ہو سرسبز اوس کا گو کیسا ہی بستان

غم ماضی کے سر پر خاک ڈالو
تم اوسکی یاد سے مت ہو پریشان

ہمیشہ حال سے رکھو سروکار
ہو پہلو مین دل اور سر پہ ہو یزدان

سوانح عمریات اون کی جنہون نے
کیے ہین کام دنیا مین نمایان

بتاتی ہین کہ ہو سکتے ہین ہم بھی
شموس آسمان عظمت و شان

سکہاتی ہین سبق ہمکو یہ نادر
کہ چون کشتی عمر آید بہ پایان

نشان نقش پای خود گذارید
بہ ریگ ساحل دریاے دوران

کہ از دیدنش ہر کشتی شکستہ
کہ باشد ہائم و نومید و حیران

سراغ منزل مقصود یا بد | سپئے در سیش شوواین نقش دربان
بس اب اوٹھ بیٹھو اور کوشش مین لگجاو | نہ ہو نیرنگی قسمت سے ترسان

ہمیشہ صبر اور محنت سے لو کام
کہ ان سے مشکلین ہوتی ہین آسان

ریچھ نے اس دلاویز نصیحت کو ختم کیا ہی تہا کہ بہیڑے کا غار آپہنچا اور راجہ مینڈک اپنے گہر مین ایسا بے خبر پڑکر سویا کہ جب اوس کی آنکھ کہلی تو آفتاب نصف النہار پر بصد آب وتاب چمک رہا تھا۔

لنگورون کا گیت

جو دیکھے ہماری قلا بازیان — ہلال فلک شرم سے ہو نہان
اچھلتے اچکتے پھدکتے ہوئے — خلا مین لگاتے ہین ہم سیڑہیان
تمہین بندرون پر نہ کیون کر ہو رشک — یہ ہوگی تمنا تمہین بےگمان
تمہارے ہمارے سے ہون ہاتھ پیر — تمہاری ہماری سی دم ہو کمان
کس انداز سے جہولتے ہین پڑے — پکڑ کر درختون کی ہم ٹہنیان
تصور ہے ایسا کہ اورون پہ جو — نہان ہے وہ اپنے لئے ہو عیان
عمل کی کفالت کرے علم گر — ہون ہم طرفۃ العین مین کامران
درندون چرندون پرندون کا غل — سنی ہم نے اب تک ہین جو بولیان
ادا ہم نے اک ساتھ انہین کر دیا — ہے جادو کا ٹکڑا ہماری زبان
اہا ہا اہا ہا اہو ہو اہو — ہے انسان کا سا ہمارا بیان
ہمین ہم سے ملتے ہو پھر کس لئے — تم اون دیودارون پہ چڑہکر جہان

ہین انگور کے خوشے لٹکے ہوئے — جنہین تاکتا ہے پڑا کہکشان
قسم ہمکو اوس غل کی اور شور کی — ہے جنگل مین جو بندرون کا نشان
ہم اب کام ایسا کرین گے کوئی — کہ رہ جائے گا جس سے حیران جہان

راجہ مینڈک کی شیر افگنی

یہ مین نے پوچھا میان شکاری شکار کیا تم نے جا کے مارا
کہا یہ اوس نے کہ بہائی گردش مین آجکل ہے میرا ستارا
یہ مین نے پوچھا کہان وہ سانبھر ہے جسکو تم مارنے گئے تھے
کہا یہ اوس نے کہ کہار ہا ہے مزے سے اب تک وہ بن مین چارا
یہ مین نے پوچھا کہ کیا ہوا اب وہ زور جس پر تہا ناز تمکو
کہا یہ اوس نے کہ میرے پہلو سے وہ ہمیشہ کو اب سدہارا

یہ مین نے پوچھا کہ تیز تیز ایسے تم کدہر جا رہے ہو آخر

کہا یہ اوس نے کہ بھٹ جاتے ہین وقت آخر ہوا ہمارا

جب مجلس شوریٰ کے ٹیکرے پر بھیڑیون کے غول سے لڑائی کرنے کے بعد راجہ مینڈک اپنے گرگ منش والدین کے مکان سے جو غار مین واقع تہا رخصت ہوا تو اوس نے سیدہا اون کہیتون کا رخ کیا جہان گاؤن والے رہتے تھے۔ لیکن چونکہ وہ اس بات کو خوب جانتا تہا کہ مجلس والون مین سے ایک اوسکا جانی دشمن ہوگیا ہے۔ اس لئے اوس نے ان کھیتون مین جہان سے جنگل پھربھی نہایت قریب تہا ٹھہرنا پسند نہ کیا۔ قدم بڑہاے ہوئے اوس پگڈنڈی پر جو وادی کے بیچون بیچ جاتی تھی برابر بیس میل تک چلا گیا یہان تک کہ وہ ایک ایسے خطہ مین پہونچا جسے اوسنے پہلے کبھی نہ دیکھا تہا وادی کے اختتام پر ایک بہت بڑا میدان اوسے نظر آیا جس پر جابجا پہاڑیان سر اوٹھائے کھڑی تھین اور نالے بہ رہے تھے۔ ایک طرف ایک چھوٹا سا گاؤن آباد تھا اور دوسری طرف گھنا جنگل چراگاہون اور

علف زاروں کی سرحد تک پہونچکر دفعتہً اسطرح ختم ہو گیا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ کس نے اوسے تیشہ سے کاٹ کر یہ حد فاصل قایم کردی ہے تمام میدان پر گائین بھینسین چر رہی تھین اور جب لڑکون نے جوان گاؤن کو چرا رہے تھے راجہ مینڈک کو دیکھا تو وہ چلاتے ہوئے بھاگ گئے اور زرد رنگت کے لینڈی کتون نے جو ہندوستان کے ہر گاؤن کے آس پاس دیکھنے مین آتے ہین اوسکو دیکھکر بھونکنا شروع کیا۔ راجہ مینڈک سیدھا گاؤن کیطرف بڑھا چلا گیا کیونکہ اوسے بھوک لگ رہی تھی اور جب وہ گاؤن کے پھاٹک پر پہونچا تو اوس نے دیکھا کہ کانٹے دار جھاڑیون کی وہ ٹٹی جس سے شام کے وقت پھاٹک بند کیا جاتا تھا ایک طرف کو سرکی ہوئی ہے۔

اس قسم کی باڑین راجہ مینڈک اپنی شبانہ گشتون مین پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ اس ٹٹی کو دیکھکر وہ بولا:"معلوم ہوتا ہے کہ یہان کے انسان بھی جنگل والون سے ڈرتے ہین" یہ کہکر وہ پھاٹک کے پاس بیٹھ گیا اور جب ایک آدمی کا اودھر سے گذر ہوا تو اوس نے کھڑے ہوکر اپنا منھ کھولا

اور اونگلی اوسکے اندر لے گیا گویا کہ وہ یہ کہتا تھا کہ مجھے کچھ کہانے کو دو۔

اس آدمی نے خوف اور حیرت بھری نگاہون سے لڑکے کو دیکھا اور پھر چلاتا ہوا الٹے پاؤن گاؤن کے مہنت کو بلانے کے لئے بہاگا۔ مہنت ایک سڈول القامت اور فربہ اندام شخص تہا جو سفید کپڑے پہنے تہا اور جسکے لمبے بال اور پیلے رنگ کا ٹیکا لگا تہا۔ کچھ دیر کے بعد وہ پہاٹک پر پہونچا اوسکے پیچھے پیچھے گاؤن کے سو سوا سو آدمی ہو لئے جو راجہ ہینڈک کو گھور گھور کر دیکھتے تھے اور شور مچا کر اونگلیان اوٹھا کر اوس کی طرف اشارہ کرتے تھے

راجہ ہینڈک نے اپنے دل مین کہا" یہ آدمی بھی کیسے بے تمیز ہین جو حرکتین یہ اسوقت کر رہے وہ صرف خاکی رنگ والے لنگور کرتے ہین چنانچہ اوس نے اپنے لمبے بال اپنے چہرہ پر سے پیچھے ہٹا کر تیوری چڑہائی اور غصہ آلود نگاہ سے آدمیون کے مجمع کو دیکھا۔

مہنت نے لوگون سے کہا۔" ڈر کس بات کا ہے۔ اس لڑکے کے بازوؤن اور ٹانگون پر جو نشان ہین انکو غور سے دیکھو۔ یہ بھیڑیون کے کاٹنے

کے نشان ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بچہ بھیڑیون مین پلا ہے اور بڑا ہوکر جنگل سے بھاگ آیا ہے۔"

مہنت نے جو بات کہی وہ سچ تھی۔ راجہ مینڈک جب بھیڑیے کے بچونکے ساتھ کھیلا کرتا تھا تو وہ بعض دفعہ اوسے ذرا زیادہ زور سے منھ مار بیٹھتے تھے اور اس لئے اوسکے تمام جسم پر دانتون کے نشان پڑے ہوئے تھے لیکن خود راجہ مینڈک سے اگر سوال کیا جاتا تو وہ کبھی نہ کہتا کہ یہ کاٹنے کے نشان ہین کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اصلی کاٹنا کسکو کہتے ہین۔

دو تین عورتین مل کر پکار اٹھین۔ "ارے رے رے! اس بیچارے بچہ کو بھیڑیون نے کاٹا ہے۔ کیسے افسوس کی بات ہے۔ اور اس لڑکے نے شکل کیا پیاری پائی ہے۔ اس کی آنکھین سرخ انگار کی طرح ہین۔ اری میسوا مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی تیرا لڑکا ہے جسے شیر اوٹھا لیگیا تھا۔"

یہ سنکر ایک عورت نے جسکے ہاتھون مین تانبے کے کڑے اور پاؤن مین تانبے کی جھانجھین پڑی تھین راجہ مینڈک کو بغور دیکھا اور بولی۔

"مجھے تو نہین معلوم ہوتا - میرا بچہ ایسا دبلا پتلا نہ تھا - لیکن اتنا ضرور ہے کہ اسکی عام شکل شباہت میرے لڑکے سے ملتی جلتی ہے"

مہنت ایک بڑا ہوشیار اور چلتا ہوا آدمی تھا اوسے خوب معلوم تھا کہ بیسوا گاؤن کے سب سے زیادہ مالدار شخص کی بی بی ہے چنانچہ اوس نے آنکھ اوٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور کچھ دیر کے بعد ایک ایسے لہجہ مین جس سے غیب دانی کی بو آتی تھی پکارا "جنگل نے جو کچھ لیا تھا اوسکو بجنسہ واپس کرتا ہے اسے بہن اس لڑکے کو جو تیرے ہی کلیجے کا ٹکڑا ہے اپنے گھر لے جا اور اوس مہنت کی سیوا کر جس نے ان بوجھی باتونکو دریافت کرکے تیرے بیٹے کو تجھ سے پھر ملا دیا ہے"

اس وقت راجہ مینڈک نے دل ہی دل مین کہا "قسم ہے اوس چیل کی جس نے میری جان خریدی تھی کہ اس تمام گفتگو سے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا بھیڑیون کا غول دوسری دفعہ مجھے شناخت کر رہا ہے - خیر اگر مین آدمی ہون تو مجھے لامحالہ آدمی ہی بننا پڑے گا"

عورت راجہ مینڈک کو اشارہ سے اپنے جھونپڑے مین لے گئی
جہان ایک طرف ایک کہاٹ بچھی ہوئی تھی۔ اور ایک طرف اناج کی ایک
بہت بڑی مٹی کی کوٹھیا جسپر عجیب و غریب مورتین بنی ہوئی تھین رکھی تھی۔ پانچ
چھہ تانبے کی پتیلیان اور کچھ برتن چنے ہوئے تھے۔ ایک طاقچہ مین کسی
دیوتا کی مورت رکھی ہوئی تھی اور دیوار پر ایک آئینہ جو دیہات کے میلون مین
ڈیڑہ دو آنہ کو ملتا ہے لٹکا ہوا تھا۔ راجہ مینڈک کو اوسنے بہت سا دودھ
اور کچھ روٹی پیٹ بھر کے کہانے کو دی اور جب وہ کھا چکا تو اوس نے
اوسکے سر پر ہاتھ رکھا اور اوسکی آنکھونکو بغور دیکھا۔ کیونکہ اوسے یہ خیال تہا کہ
ممکن ہے کہ یہ میرا ہی بیٹا ہو اور جنگل سے جہان شیر اوسے لے گیا تھا بڑا ہو
چلا آیا ہو۔ یہ سوچکر اوس نے راجہ مینڈک کو ناتھو کے نام سے اپنی طرف
مخاطب کرنا چاہا۔ لیکن لڑکے نے اس نام کو نہین پہچانا۔ پھر وہ بولی "کیا
تجھے وہ دن یاد ہے جب مین نے تجھے نیا جوتا پہننے کو دیا تھا" یہ کہہ کر
اوس نے لڑکے کے پاؤن کو ہاتھ سے چھوکر دیکھا مگر اونکو کھرون کی طرح

سخت پاکر غمگین آواز مین وہ بولی۔ "یہ پاؤن ایسے نہین جنہون نے کبھی جوتا پہنا ہو۔ مگر تیری شکل میرے لڑکے ناتھو سے بہت ملتی ہے اور اس لئے مین تجھکو اپنا بیٹا سمجھون گی"

راجہ مینڈک بے چینی کی حالت مین تھا کیونکہ اس سے پہلے اوس نے اپنے آپکو چھت کے نیچے نہین پایا تھا۔ لیکن جب اوس نے دیکھا کہ چھت پھوس کی ہے اور کھڑکی مین بھی کوئی کھٹکا نہین لگا ہے تو اوسے اطمینان ہوا کیونکہ اوس نے سمجھ لیا کہ جب چاہونگا چھت پھاڑ کر یا کھڑکی مین سے پھلانگ کر باہر نکل جاؤن گا۔ آخر کار اوس نے آپ ہی آپ یہ باتین کرنی شروع کین۔ "جب مین انسان کی بولی نہین سمجھ سکتا تو میرے انسان ہونے سے کیا فائدہ۔ جنگل مین اگر کوئی آدمی ہمارے ساتھ رہے تو جیسا گونگا اور مبہوت بنکر وہ رہتا ویسا ہی مین بھی یہان ہون۔ اب سوائے اسکے کوئی چارہ نہین کہ مین بھی آدمیون کی بولی بولنی سیکھون"

جنگل مین بھیڑیون کے ساتھ رہ کر ہرن اور جنگلی سور کی آواز کی نقل

آتا ہے ۔ نیند مین اوس نے جو مشق بہم پہونچائی تھی وہ اسوقت اوسکے کام آئی ۔ بیسوا کی زبان سے جو لفظ نکلتا اوسے راجہ مینڈک اپنی زبان سے لبعینہٖ ادا کردیتا اور سوچ چھپنے سے پہلے اوس نے بہت سی چیزون کا نام جو جھونپڑے مین تھین سیکھ لیا ۔

جب سونے کا وقت آیا تو مشکل پیش آئی کیونکہ بیسوا اور اوس کے خاوند نے راجہ مینڈک کو سلانے کی ہزار کوشش کی مگر وہ جھونپڑے مین جسکو وہ ایک طرح کا پھندا سمجھتا تھا سونے پر راضی نہ ہوا ۔ اور جب اونھون نے دروازہ بند کردیا تو وہ کھڑکی مین سے باہر نکل گیا ۔ یہ دیکھ کر بیسوا کا خاوند بولا ۔ "اوسکو اپنی مرضی پر چھوڑ دے آجتک اوسے بستر پر سونا کہان نصیب ہوا ہوگا ۔ اگر دیوتاؤن نے اوسے ہمارے گم گشتہ بیٹے کی جگہ بھیجا ہے تو وہ بھاگے گا نہین ۔"

غرضکہ راجہ مینڈک کچھ صاف پاک لمبی لمبی گھاس مین جو کھیت کے کنارے اُگی ہوئی تھی سونے کے لیے لیٹ گیا لیکن ابھی اوسکی آنکھ

نہ لگی تہی کہ ایک خاکی رنگ کی ملایم تھوتہنی اوسکی ٹھوڑی سے آلگی ۔

یہ خاکی بھائی تہا جو بہیڑئے کی مادہ کا پہلوٹا بچہ تہا ۔ اوس نے راجہ مینڈک سے یون خطاب کیا ۔ " بیس میل تیرے پیچھے پیچھے آنے کا یہ مجھے اچھا صلہ ملا ۔ تیرے پاس سے ابھی سے انسان کی طرح دہوئین اور مویشیون کی بو آرہی ہے ۔ بھیا جاگ مین تیرے لئے پیغام لایا ہون "

راجہ مینڈک نے اوس سے بغلگیر ہو کر کہا ۔ " کہو جنگل والے سب خیریت سے ہین ؟

خاکی بہائی نے جواب دیا ۔ " جو بہیڑئے سرخ پہول سے جل گئے تھے اونکے سوائے اور سب اچھے ہین ۔ شیر خان کی کھال بھی بہت جلگئی تھی اور اس لئے تندرست ہوئے تک وہ دوسری شکارگاہون مین دن گذارنے کے لئے چلا گیا ہے لیکن اوس نے یہ قسم کہائی ہے کہ جب مین جنگل کے اس حصہ مین واپس آؤن گا تو راجہ مینڈک کی ہڈیان وہین گنگا مین بہاؤن گا "

راجہ مینڈک ۔" اس کا جواب یہ ہے کہ مین بھی دل مین ٹہان چکا ہون کہ اب کی مرتبہ جو مین مجلس شوریٰ کے ٹیکرے پر گیا تو شیر خان کی کہال ہی سر پر اوڑھ کر جاؤن گا ۔ خیر تو نے یہ خبر مجھے اچھی سنائی ۔ آجکی رات تو مین نہایت تھکا ہوا ہون ۔ مجھے سونے دے ۔ لیکن بھائی جو نیا واقعہ جنگل مین پیش آیا کرے اوسکی مجھے اطلاع کرتا رہا کرے"

خاکی بہائی ۔ "تم اس بات کو تو نہین بہول جاؤ گے کہ تم بھیڑیے ہو؟ کہین ایسا نہو کہ انسانون مین رہ کر تم ہمین بھول جاؤ ؟"

راجہ مینڈک ۔" مین کبھی نہین بہولون گا ۔ مجھے یہ بات ہمیشہ یاد رہیگی کہ مجھے تجھ سے اور تمام غار والون سے محبت ہے لیکن اسکے ساتھ ہی مجھے یہ بات بھی ہمیشہ یاد رہے گی کہ غول نے مجھکو اپنی جماعت سے نکالدیا"

خاکی بہائی ۔" کہین تم آدمیون کے غول مین سے بھی نہ نکال دیے جاؤ ۔ بہیا آدمی آخر آدمی ہین ۔ اور اون کی وہی حالت ہے جو تالاب مین مینڈک کی ہوتی ہے ۔ جب مین یہان پھر آؤن گا تو اون بانسون کے جھنڈ

مین جو چراگاہ کے کنارے کھڑا ہے تمہارا انتظار کرون گا۔"

اس رات کے بعد تین مہینے تک راجہ بینڈک آدمیون کے اوضاع واطوار اور رسوم و عادات کے سیکھنے مین ایسا مصروف رہا کہ گاؤن کے پھاٹک سے ایک دفعہ بھی باہر نکلنے کا اوسے بمشکل موقعہ ملا۔ اوّل اوّل اوس نے لنگوٹی باندہنی سیکھی جس سے اوسے نہایت سخت تکلیف ہوئی۔ پھر اوسے روپیہ پیسہ کا استعمال سکھایا گیا جو خاک اوسکی سمجھ مین نہ آیا اور اسکے بعد اوسے ہل سے زمین جوتنے کا سبق دیا گیا لیکن اوسے یہ نہ معلوم ہوا کہ اس سے کیا فائدہ ہے۔ گاؤن کے چھوٹے چھوٹے بچے اوسے ستاتے اور دق کرتے تھے لیکن خوش قسمتی سے جنگل کے قانون نے اوسے غصہ ضبط کرنا سکھا دیا تھا کیونکہ جنگل مین زندگی کا قایم رکھنا اور خوراک کا حاصل کرنا اس بات پر منحصر ہے کہ تم غصہ کو ضبط کرسکو۔ جب وہ اوسکے ساتھ کھیلنے یا پتنگ اڑانے مین شریک نہ ہوتا یا کسی لفظ کو غلط بولتا اور لڑکے اوس سے ٹھٹھا کرتے تو صرف یہ خیال کہ ننھے بیکس بچون کا مارنا بزدلی

کی دلیل ہے اوسے اسبات سے باز رکھتا تھا کہ وہ اونھین دونون ہاتھون
سے پکڑ کر چیر ڈالے۔ اوسے اپنی جسمانی طاقت کی کیفیت ذرا معلوم نہ تھی۔
جس زمانہ مین وہ جنگل مین رہتا تھا تو وہ جانتا تھا کہ مین درندون کے مقابلہ
مین کمزور ہون۔ لیکن گاؤن مین لوگ اوس کی طاقت پر حیرت کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ اوس مین سانڈ جتنا زور ہے۔ اور ڈر کو تو وہ جانتا ہی نہ تہا
کہ کیا چیز ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ گانون کے مہنت نے اوس سے
کہا کہ اگر تو میرے آم کہائے گا تو دیوتا تجہہ سے ناراض ہو جائیگا۔ راجہ مینڈک یہ سنکر دیوتا کی
مورت اٹھا لایا اور مہنت کے سامنے اوسے رکھہ کر کہنے لگا کہ اس سے کہہ کہ ناراض ہو۔
اگر مینے اسکو بہینٹ نہ دی ہو تو جبہی کہیو۔ راجہ مینڈک کی یہ حرکت نہایت ہی ملحدانہ تہی اور گاؤن
مین اسکی وجہ سے ایک کہلبلی سی پڑگئی لیکن مہنت نے معاملہ کو رفع دفع کر دیا اور دیوتا کا غصہ
فرو کرنیکے لئے میوا کے خاوند کو بہت سی نقدی کا چڑہاوا مندر مین لیجا کر چڑہانا پڑا۔
راجہ مینڈک کو ذات یا برن کا ذرا بہی خیال نہ تہا۔ ایک دفعہ گاؤن کے کمہار کا گدہا
گڑہے مین گر پڑا۔ راجہ مینڈک نے اوسے دم سے پکڑ کر باہر کہینچ لیا۔

اور گنہئی واڑہ سے بازار تک کمہار کو برتنون کے لیجانے مین مدد دی- یہ واقعہ بھی بدنامی کے لحاظ سے پہلے سے کچھ کم نہ تھا کیونکہ کمہار نیچ قوم کا آدمی ہوتا ہے اور اوس کا گدہا اوس سے بھی زیادہ ذلیل اور رذیل ہے- جب مہنت نے راجہ مینڈک کو اُسکی اس حرکت پر ملامت کی تو اوس نے مہنت کو دہمکی دیکر کہا کہ اگر تو زیادہ بڑبڑایا تو تجھے بھی گدہے پر سوار کر دون گا- غرضکہ مہنت نے میسوا کے خاوند سے کہا کہ لڑکا اب بہت آوارہ ہو چلا ہے- بہتر ہے کہ اسکو کسی کام پر لگایا جائے اوسی شام کو گاؤن کے نمبردار نے راجہ مینڈک سے کہا کہ کل سے تو جنگل مین بھینسین لیجا کر چرایا کر- راجہ مینڈک یہ سنکر بڑا خوش ہوا اور اس حیثیت سے کہ گاؤن کی ایک خدمت اوس کے سپرد ہوئی تھی وہ اوسی رات ایک جماعت مین جو روز رات کے وقت ایک پکے چبوترے پر ایک بڑے انجیر کے درخت کے نیچے جمع ہوا کرتی تھی جا شریک ہوا یہ جگہ گاؤن کی چوپال تھی اور نمبردار اور چوکیدار اور نائی اور بلدیو شکاری جسکے پاس ایک منہ سے بھرنے کی بندوق تھی یہان ملکر گپ شپ

اڑایا اور حقہ پیا کرتے تھے۔ درخت کی شاخوں پر بندروں کا بسیرا تھا اور چبوترے کے نیچے ایک بانبی میں ایک ناگ رہتا تھا جس پر شام ہوتے ہی گاؤں کے لوگ مقدس سمجھ کر دودھ کا چڑھاوا چڑھایا کرتے تھے۔ گاؤں کے بڑے بوڑھے اس درخت کے گرد اگرد بیٹھ کر بہت رات گئی تک حقہ کے دم لگایا اور باتیں کیا کرتے تھے دیوتاؤں اور آدمیوں اور بھوتوں پریتوں کے عجیب و غریب قصے یہ لوگ آپس میں بیان کرتے اور بلدیو انکو اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز قصے جنگل کے درندوں کے اوضاع و اطوار اور طریقہ بود و باش کے سناتا۔

راجہ مینڈک کو بسے قدرتی طور پر اس مضمون سے دلچسپی تھی اور جو گویا جنگل والوں کے گھر کا بھیدی تھا بلدیو کی لن ترانیاں سن کر بے اختیار ہنسی آتی اور جب وہ مسلسل بے سر و پا روایتیں اپنے حیرت زدہ سامعین کو اپنی یکضربی بندوق گھٹنے پر رکھ کر سناتا تو راجہ مینڈک منھ چھپا کر اتنا ہنستا کہ اوسکے پیٹ میں بل پڑ پڑ جاتے۔

بلدیو یہ بیان کر رہا تھا کہ بیسوا کے بیٹے کو جو شیر لیگیا تھا اوسکے بدن
مین ایک بڑے خبیث مہاجن کی روح جو چند سال قبل مر گیا تھا حلول کر گئی ہی
اور اب وہ شیر بہوت بنکر جنگل مین پھرتا ہے۔ بلدیو کہنے لگا کہ "مجھے خوب
معلوم ہے کہ یہ بات سچ ہے کیونکہ پورن داس مہاجن اوس چوٹ کی وجہ سے
جو اوسے اوس دنگے مین لگی تھی۔ جبکہ اوس کی تمام بہیان جلا دی گئی تہین
لنگڑا کر چلتا تھا اور جس شیر کا مین ذکر کر رہا ہون وہ بھی لنگڑا کر چلتا ہے کیونکہ
اوسکے پنجون کے نشان یکسان نہین "

اس پر سب بڑے سر ہلا کر بولے "بلدیو کی بات سچ ہے۔ اس مین
ذرا شک نہین "

راجہ مینڈک سے اب نہ رہا گیا اور اوس نے مجمع کی طرف خطاب
کر کے کہا۔ "تم لوگ پاگل تو نہین ہو گئے جو ایسی لغو اور مہمل باتون کو سچ سمجھتے
ہو۔ جس شیر کا بلدیو نے ذکر کیا ہے وہ اس لئے لنگڑاتا ہے کہ وہ پیدا ہی
لنگڑا ہوا تھا۔ ایک مہاجن کی روح کو ایک ایسے درندہ کے جسم کے اندر بتانا

جس مین گیدڑ جتنی ہمت بھی نہ ہو بچون کی بکواس ہے"

راجہ مینڈک کی یہ بات سنکر بلدیو سے مارے حیرت کے کچھ دیر تک بولا نہ گیا اور بھونچکا ہو کر لڑکے کا منھ دیکھنے لگا۔

آخر کار بلدیو پکارا "اخاہ! یہ وہی جنگل کا لونڈا ہے۔ اگر تو ایسا دانشمند ہے تو کیون اس شیر کو مار کر اوسکی کھال کنہی واڑہ نہین لے جاتا کیونکہ اس شیر کے مارنے والے کیلئے سرکار نے ایک سو روپیہ کا انعام مقرر کیا ہے دیکھ مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ جو لوگ عمین تجھ سے بڑے ہون جب وہ بات کرتے ہون تو اون کی باتون مین دخل مت دیا کر۔

راجہ مینڈک اٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہکر چلدیا۔ "جنگل کے جانورون کے متعلق بلدیو نے جتنی باتین کہی ہین اون مین سے ایک دو کے سوائے اور سب جھوٹی ہین۔ حالانکہ جنگل گویا اوسکے گھر کا دروازہ ہے۔ پھر بھلا مین کیسے یقین کرون کہ دیوتاؤن اور بھوتون پریتون کے قصے جنہین وہ آپ بیتی بتاتا ہے سچ ہین"

راجہ مینڈک کی اس گستاخانہ تقریر کو سنکر بلدیو بیحد جھلایا اور نمبردار بولا کہ یہ لڑکا واقعی اب بہت شریر ہوگیا ہے - اب ضرور بھینسون کا چرانا اِسکے سپرد کرنا چاہیئے -

ہندوستان کے اکثر گاؤن کی یہ رسم ہے کہ کچھ لڑکے صبح ہوتے ہی گایون بھینسون کو چرانے کے لئے جنگل مین لے جاتے ہین - اور رات کے وقت واپس لے آتے ہین کوئی انگریزان جانورون کے پاس اگر آئے تو یہ اوس پر حملہ کرکے اوسے پاؤن مین روند ڈالین - لیکن ان لڑکون سے جو قد مین اون کی ٹانگ برابر ہون گے یہ جانور کچھ ایسے مانوس ہین کہ لڑکے اونکو ڈنڈے مارتے ہین اور ستاتے ہین لیکن یہ کان تک نہین ہلاتے - لڑکے جب تک گلون کے ساتھ رہین اوس وقت تک اونہین کوئی خطرہ نہین کیونکہ گایون بھینسون کی ایک جماعت پر شیر کو بھی حملہ کرنے کی ہمت نہین پڑتی - لیکن اگر وہ پھول چننے یا گرگٹ مارنے مین مصروف ہوکر گلہ سے علیحدہ ہو جائین تو بعض دفعہ شیر پا کر ی اور درندہ اونہین اوٹھا کر

لیجاتا ہے۔ راجہ مینڈک گلہ کے بڑے سانڈ راما کی پیٹھ پر سوار ہوکر پو پھٹتے ہی گاؤن کی گلی مین سے گذرا اور بھینسین باڑون مین سے نکل نکل کر اوسکی پیچھے ہولین۔ راجہ مینڈک نے اپنے طرز عمل سے دوسرے لڑکون پر جلد اس بات کو ثابت کردیا کہ اونھین اوس کا حکم ماننا پڑے گا۔ اوس نے بھینسون کو بانس کی ایک لمبی چھڑی سے ہانکنا شروع کیا اور ایک دوسرے لڑکے کامیا سے جو اوسکے ساتھ تھا کہا کہ تو گایون کو لے جا کر چرا مین بھینسون کو چراتا ہون لیکن گلہ سے تو ایک پل بھر کیلیے بھی علیحدہ مت ہونا۔

ہندوستان کی چراگاہین پہاڑیون ٹیکرون نالون اور جہاڑیون کا ایک پریشان مجموعہ ہوتی ہین جن مین ڈہورون کے گلے چہپنے کیلیے پہلکر نظر سے غائب ہوجاتے ہین۔ بھینسین بالعموم جوہڑون اور کیچڑ والی جگہ کو پسند کرتی ہین جہان وہ چہوٹے پانی یا کیچڑ مین گھنٹون لوٹا کرتی ہین۔ راجہ مینڈک اونھین اوس میدان کے کنارہ کیطرف ہانکتا ہوا لے گیا جس مین وین گنگا کی ندی جنگل سے نکل کر بہتی تھی۔ یہان پہونچ کر وہ راما کی پیٹھ پر سے اتر پڑا

اور بہاگا ہوا بانسون کے ایک جھنڈ کی طرف گیا۔ یہان اوس نے خاکی بہائی کو کھڑا پایا۔ خاکی بہائی نے اوسے دیکھتے ہی کہا۔

"اخاہ! بہیّا تم ہو۔ مین نے مدتون یہان تمہارا انتظار کیا ہے۔ آج خدا خدا کرکے تم آئے۔ لیکن ان گایون بھینسون کے چرانیکے کیا معنی؟

راجہ مینڈک۔" مجھے گاؤن والون نے کچھ عرصہ کے لئے چرواہا مقرر کیا ہے۔ کہو شیرخان کی کیا خبر ہے"

خاکی بہائی۔" شیرخان اس نواح مین واپس آگیا ہے اور کئی دن تک تمہاری تاک مین رہا ہے۔ لیکن چونکہ شکار آج کل کمیاب ہے اس لیے وہ کچھ دنون کے لئے پھر چلا گیا ہے۔ بہرحال وہ تمہاری جان کے درپے ہے"

راجہ مینڈک۔" کیا مضایقہ ہے۔ یہ تو مین پہلے ہی سے جانتا ہون کہ وہ میرا دشمن ہے۔ اب مین تم سے ایک بات کہتا ہون کان لگا کر سنو۔ جب تک کہ شیرخان اس جنگل مین نہ آئے اوس وقت تک تم یا تم چارون بہائیون مین سے کوئی ایک اوس سامنے کی چٹان پر بیٹھا کرے تاکہ جب مین

گاؤن سے نکلون تو تمہین دیکھ لیا کرون - جب شیرخان واپس آجاے تو تم اوس نالے مین جو اس میدان کے بیچون بیچ واقع ہے ڈہاک کے درخت کے نیچے میرا انتظار کرنا - احتیاط لازم ہے - یہ کوئی ضرورت نہین کہ ہم آپ سے آپ شیرخان کے منہ مین چلے جائین"

یہ کہہ کر راجہ مینڈک ایک سایہ دار جگہ پسند کر کے لیٹ گیا - بھینسین اوسکے قریب چرتی رہین - اور وہ سو گیا - ہندوستان مین ایک چرواہے کا جتنا وقت بیکاری مین گذرتا ہے اتنا دنیا مین کسی پیشہ ور کا نہ گذرتا ہوگا - گائین بھینسین آہستہ آہستہ چراگاہ مین پھرتی ہین اور تہوڑی دیر چر کر بیٹھ جاتی ہین - اونکے ڈکارنے کی آواز بھی اکثر سننے مین نہین آتی - گاے بیل البتہ بعض دفعہ کسیقدر پکارتے ہین لیکن بھینسین تو بالکل نہین بولتین انکا یہ کام ہے کہ جہان اونھون نے کوئی ڈابر دیکھا جھٹ اوس مین ایک ایک کر کے اتر پڑین اور اپنا تمام جسم پانی اور کیچڑ مین چھپا لیا یہان تک کہ اون کی ناک اور آنکھین پانی کی سطح پر نظر آتی ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے

کہ گویا سیاہ رنگ کے لٹھے پڑے ہوئے ہین۔ سورج کی گرمی سے چٹانین جل اٹھتی ہین۔ اور نوخیز چرواہے کسی چیل کی سیٹی کی سی آواز اوج ہوا پر سنتے ہین اور جانتے ہین کہ اگر گلہ کی کوئی گائے بھینس مرگئی تو یہ چیل جواب قریب قریب نگاہ سے غایب ہے چشم زدن مین جھپٹا مارکر تیر کی طرح نیچے آئے گی اور اوسے نیچے اوترتا ہوا دیکھکر دوسری چیل جو کئی میل کے فاصلہ پر ہو گی آجلے گی اور ان کی دیکھا دیکھی اور بہت سی چیلین آنی شروع ہونگی حتی کہ جانور کے دم نکلنے سے پہلے بیسیون ہو کی چیلین آکر موجود ہو جائینگی اور جمع ہوکر اوسکے گرد اس انتظار مین منڈلانے لگین گی کہ کب یہ مرے اور ہمارا پیٹ بھرے۔ غرضکہ اس طپش کے عالم مین چرانے والے لڑکے کبھی کسی درخت کی چھاؤن مین پڑکر سو جاتے ہین اور کچھ دیر کے بعد جاگ اوٹھتے ہین اور اپنے جانورونکو سستی کی حالت مین لیٹا ہوا پاکر پھر سو جاتے ہین اور خوب نیند لے چکنے کے بعد اوٹھکر سوکھی ہوئی گھاس اور پتلی پتلی ٹہنیون کی ٹوکریاں بن کر اپنا دل بہلاتے ہین۔ یا دو ٹڈون کو پکڑکر اونہین

آپس مین لڑاتے ہین یا جنگلی پہولون کو جمع کرکے اونکا ہار پروتے ہین۔ یا کسی گرگٹ کو چٹان پر لیٹا ہوا دیکھتے ہین یا جوہڑ کے کنارے کوئی سانپ کسی مینڈک کا شکار کررہا ہوتا ہے تو اوس کا تماشا دیکھہ دیکھہ کرخوش ہوتے ہین۔ پھر وہ لمبے لمبے گیت اپنے عجیب سرون مین گاتے ہین۔ دن اتنا بڑا ہوجاتا ہے کہ کسی طرح کٹنے ہی مین نہین آتا۔ اس لئے وہ مٹی کا قلعہ تیار کرکے اوس مین مٹی کے آدمی اور گہوڑے اور بھینسین بناکر رکھتے ہین اور آدم کے ہاتھ مین سرکنڈون کی تلوارین دیتے ہین۔

اور یہ ہمارا لاؤ لشکر ہے۔ کہین خدا خدا کر

کے پکارنے پر بھینسین کیچڑ مین

کو طے کرتے ہوئے گاؤ

دہوان اُٹھتا ہوا دکھائی دیتا

کرتے ہین۔

راجہ مینڈک ہر

سے جایا کرتا اور ہر روز اوسے خاکی بھائی میدان مین میل ڈیڑھ میل کے
فاصلہ پر نظر آتا جس سے اوسکو معلوم ہو جاتا کہ شیر خان ابھی تک واپس نہین
آیا۔ بھینسون کے چرتے وقت راجہ بینڈک گھاس پر لیٹ کر ہر روز کو ہ و
صحرا کی انواع واقسام کی صداؤن کو سنا کرتا اور اوس گذرے ہوئے
زمانہ کو یاد کیا کرتا جبکہ وہ جنگل مین رہا کرتا تھا۔ ان دنون وین گنگا کے کنارے
... اگر شیر خان کے لنگڑے پاؤن کی ذرا بھی آہٹ ہوئی ہوتی تو

...ڈک نے خاکی بھائی کو مقام مقررہ پر
...کر کہ شیر خان واپس آگیا ہے راجہ
...نالے گیا جس کے کنارے
...دا ہوا کھڑا تھا اور جہان خاکی
...انچہ اوسنے خاکی بھائی کو
ایک بال کھڑا تھا۔

اور اوسکی وضع سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ کوئی نہایت متوحش بات کہنے والا ہے۔ ہانپ کر اوس نے راجہ مینڈک سے کہا۔

"تجھے غافل کرنے کے لئے وہ ایک مہینے تک چھپا رہا ہے۔ گئی رات وہ پہاڑیون کے سلسلہ کے اس پار تیرا سراغ لگانے کو اترا اور طباقی اوسکے ہمراہ تہا۔"

راجہ مینڈک نے ماتھے پر بل ڈالکر جواب دیا۔ "مین شیر خان سے تو نہین ڈرتا مگر طباقی کی مکاری سے ڈرتا ہون۔"

خاکی بہائی ہونٹ چاٹ کر بولا۔ "بہیا درست اندیشہ کی کوئی بات نہین طباقی سے مین آج گجر دم ملا تھا مجھے اوس کی زبانی سب کیفیت معلوم ہوگئی۔ شیر خان کا ارادہ یہ ہے کہ گاؤن کے پھاٹک کے قریب آج شام کو تاک لگائے بیٹھا رہے اور جب تو وہان پہونچے تو تجھے اوٹھا کر لیجائے۔ اس وقت وہ اون درہ نما گہاٹیون کے بیچ جن مین سے وین گنگا گذرتی ہے ندی کی خشک تہ مین لیٹا

ہوا ہے"

راجہ بینڈک نے متفکر ہو کر پوچھا - "آج اوس نے کچھ کہایا بھی ہے یا بھوکا ہی ہے" اس سوال کے جواب پر اوسکی زندگی یا موت کا دار و مدار تھا۔

خاکی بھائی نے کہا "آج صبح اوس نے ایک سور کا شکار کیا اور پیٹ بھر کر اوس کا گوشت کھایا اور اسکے بعد خوب پانی پیا۔ کیا تم اس پٹیو شیر خان سے واقف نہین ہو۔ اوسکے مذہب مین انتقام کی خاطر بھی بھوکا رہنا روا نہین"

یہ سنتے ہی راجہ بینڈک کی باچھین کھل گئین اور وہ خوش ہو کر بولا۔ "کیا احمق ہے دنیا مین ایسے بیوقوف بھی کم ہونگے پیٹ بھر کر کھا پی لیا اور اسپر اوسکو یہ خیال ہے کہ مین اوس وقت تک ٹھہرا رہونگا جب تک کہ وہ سو کر چاق چوبند نہ ہو جائے! اگر ہم دس بھی ہوتے تو جہان وہ لیٹا ہوا ہے وہان پہونچکر اوسکے اوٹھتے اوٹھتے اوس کے تکے بوٹیان کر ڈالتے یہ بھینسین اوسوقت تک اوس پر حملہ نہ کرینگی جب تک کہ اوس کی بو اون نہین نہ آجائے۔ افسوس کہ مین بھینسون کی بولی نہین جانتا۔ ورنہ انھین سب کچھ

سمجھا دیتا۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ شیر جس راستہ سے گیا ہے مین اوسی راستے سے ان بھینسون کو بچاؤن تاکہ وہ اوس کی بو پا جائین؟"

خاکی بھائی نے جواب دیا "اسی خیال سے وہ خشکی کے راستے نہین گیا بلکہ دور تک وین گنگا مین تیرتا ہوا چلا گیا اور پھر کنارہ پر اتر پڑا۔"

اس پر راجہ بینڈک اونگلی دانتون مین دبا کر کچھ دیر تک سوچتا رہا اور پھر بولا "مجھے یقین ہے کہ یہ بات اوسے طباقی نے بتائی ہے ورنہ خود وہ ایسا کہان کا عقلمند تھا کہ ایسی ترکیب اوسے بے سجھائے سوجھ جاتی۔ تم نے یہی کہا ہے نہ کہ وہ اس وقت اوس درہ مین موجود ہے جس مین سے وین گنگا گذرتی ہے؟ یہ درہ یہان سے کوئی نصف میل کے فاصلہ پر میدان سے جا ملتا ہے۔ مین گلہ کو ہانکتا ہوا درہ کے مونہ پر لے جاتا ہون اور وہان سے اوس پر حملہ کرتا ہون لیکن وہ دوسری طرف سے نکل جائے گا ہمین یہ راستہ بھی روکنا چاہیئے۔ خاکی بھائی کیا تم اتنا کر سکتے ہو کہ بھینسون کے اس گلے کو دو حصون مین تقسیم کر دو۔"

خاکی بھائی نے کہا "شاید مین اکیلا تو اس کام کو انجام نہ دے سکون
لیکن مین ایک تجربہ کار معاون کو ساتھ لایا ہون" یہ کہہ کر وہ بھاگتا ہوا گیا اور
ایک بھٹ کے اندر داخل ہوا۔ تھوڑی دیر مین ایک دوسرے بہت بڑے
بھیڑئے نے جس سے راجہ مینڈک بخوبی واقف تھا سوراخ مین سے سر
نکالا اور جنگل دوپہر کے وقت اوس کی شکار کی چیخ سے گونج اوٹھا۔

راجہ مینڈک نے تالیان بجا کر کہا "اخاہ بھائی اکیلے تم خوب آئے
مین جانتا تھا کہ تم مجھے وقت پر نہ بھولوگے۔ ہمین آج ایک بہت بڑی مہم
سر کرنی ہے۔ بھائی اکیلے تم اس گلے کو دو حصون مین تقسیم کر دو بھینسین اور
اور اونکے کٹہرے تو ایک طرف ہون اور بھینسے ایک طرف"

دونون بھیڑیون نے اس وقت اس طرح دوڑنا شروع کیا کہ جھپٹتے
ہوئے گلہ کے بیچ مین گھس جاتے اور دوسری طرف نکلکر ایک چکر کاٹنے
کے بعد گلہ کو پھر چیرتے ہو گذرتے۔ گلہ کے جانورون نے اپنے سر اوپر
اوٹھائے اور خرّاٹے بھر کر وہ دفعتہً دو ٹکڑیون مین تقسیم ہوگئے۔ ایک ٹکڑی

مین بھینسین اپنے کٹڑون کو بیچ مین لیکر کھڑی ہو گئین اور آنکھین نکال کر
بھیڑیون کی طرف دیکھنے لگے کہ ان مین سے کوئی وار کرے تو اپنے
کھرون کے نیچے روند کر اوسکا دم نکالدین۔ دوسری ٹکڑی مین بھینسے غصے
سے نتھنو نکو پھلانے اور کھرون کو زمین پر مارنے لگے۔ اور اگرچہ دوسری
ٹکڑی دیکھنے مین زیادہ شاندار اور زبردست معلوم ہوتی تھی لیکن دراصل وہ
اسقدر خوفناک نہ تھی جتنی کہ بھینسون والی ٹکڑی کیونکہ اوس کے ذمہ کسی کٹڑے
کی حفاظت نہ تھی۔ چھ آدمیون نے بھی ملکر گلہ کو اس صفائی سے
دو حصتو مین تقسیم نہ کیا ہوتا۔

اکیلا ہانپ کر بولا "اب کیا حکم ہوتا ہے؟ دونون ٹکڑیان پھر ملجانے
کی کوشش [illegible]

راجہ مینڈک ایک جست بھر کر راما کی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور کہنے لگا "اکیلے
تو نر ونکو ہانکتا ہوا بائین طرف لے جا۔ اور خاکی بھائی تیرا یہ کام ہے کہ
جب ہم جا چکین تو بھینسون کو درہ کے دامن کے اندر داخل کر دے۔"

خاکی بہائی نے ہانپ کر اور دانت بجا کر پوچھا۔ "درہ کے اندر انہین کتنی دور تک لیجاؤن"

راجہ مینڈک نے پکار کر جواب دیا۔ "وہان تک لیجا جہان گہاٹیون کے کرارے اسقدر بلند ہون کہ شیر خان اون پر سے کود کر باہر نہ نکل سکے اور جب تک ہم نہ پہونچین اوس وقت تک اونہین وہان روکے رکہو"

اس وقت اکیلا للکارا اور بہینسون نے حیرت انگیز سرعت کے ساتھ جہپٹنا شروع کیا۔ خاکی بہائی بہینسون کا آگا روک کر کہڑا ہو گیا اور جب اونہون نے اوس پر حملہ کیا تو وہ اونکے آگے بہاگتا ہوا درہ کے دامن کی طرف چلا گیا۔ دوسری طرف اکیلا نر و نکو ہانکتا ہوا بائین طرف درہ کے منہ کی سمت مین لیجا رہا تہا۔

راجہ مینڈک نے چلا کر کہا۔ "واہ اکیلے کیا کہنے ہین تیرے بہینسے کیا تیزی سے جہپٹے ہوئے جا رہے ہین۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کا ہانکنا کالے ہرن کے ہانکنے سے بہی زیادہ مشکل ہے۔ اکیلے تجہے پتہ

خیال بھی ہوسکتا تہا کہ یہ جانور ایسی تیزی سے دوڑ سکتے ہین۔؟"

اڑتی ہوئی خاک مین اکیلا ہانپ کر بولا "اپنی جوانی کے دنون مین مین نے

ان کا بھی شکار کیا ہے۔ کیا مین انکا رخ اب جنگل کی طرف کردون ؟"

راجہ مینڈک نے پکار کر جواب دیا "ہان جسقدر جلد ممکن ہو انکا رخ جنگل

کی طرف کر دے۔ راما مارے غصہ کے بیتاب ہو رہا ہے کاش مین اوسکی

بولی مین اوسکو یہ بتا سکتا کہ مجھے تجھ سے آج یہ کام لینا ہے"

اس وقت بہیڑیے نے بھینسون کا رخ دہنی طرف کر دیا اور وہ جہاڑیون

کو پامال کرتے ہوئے ایک رو کی طرح آگے کو جھپٹے۔ راجہ مینڈک کے

ہمراہ جو دوسرے لڑکے بھینسین چرانے کے لئے آئے تھے۔ وہ گاؤن

کو یہ چلاتے ہوئے دوڑے گئے کہ بھینسین دیوانی ہوکر کسی طرف بھاگ

گئی ہین۔ لیکن راجہ مینڈک کی ترکیب نہایت سادہ تھی اور وہ یہ کہ ایک بڑا

چکر کاٹ کر اوس مقام پر پہونچ جائے جہان سے درہ شروع ہوتا ہے

پھر بھینسون کو اوس مین لیجا کر شیر خان کو اسطرح گھیرے کہ ا۔

مفر نہ ملے۔ کیونکہ اوس کو یہ بات خوب معلوم تھی کہ پیٹ بھر کر کھاپی چکنے کے
بعد شیر خان کی حالت ایسی ہوگی کہ نہ وہ لڑ سکے گا اور نہ گھاٹی کے پہلو پر
چڑھ سکے گا۔ اسقدر بڑا چکر کاٹنے سے راجہ مینڈک کا یہ مقصد تھا کہ شیر خان
کو کہین اس امر کی اطلاع نہ ہوجاے کہ اوسکے برخلاف یہ سازش ہورہی ہے
کیونکہ اگر بھینسون کی اس غیر معمولی دوڑ بھاگ کا شور شیر سن لیتا تو وہ بچ کر نکلجاتا۔
آخر کار تین چار میل کا چکر لگانے کے بعد راجہ مینڈک بھینسونکو چمکارتا پچکارتا
ہوا منزل مقصود پر لایا جہان سے دو گھاٹیان کچھ کچھ فاصلہ سے ایک دوسرے
کے متوازی شروع ہوکر کچھ دور تک چلی گئی تھین۔ اس درہ کی دوسری طرف
خاکی بھائی بھینسون اور کٹڑون کی دوسری ٹکڑی کو روکے کھڑا تھا۔ راجہ
مینڈک نے نہایت اطمینان کی نگاہ سے دیکھا کہ گھاٹیون کے پہلو قریب
قریب دیوار کی طرح عمود دار ہین اور اون پر جو بیلین اور پودے اُگے ہوے
ہین کہ کوئی شیر جو اونکے سہارے اِن گھاٹیون پر چڑھ کر دوسری
طرف نہین نکل سکتا

اس وقت راجہ مینڈک نے ہاتھ اوٹھا کر بھیڑے سے کہا" اکیلے

ان کو ذرا دم لے لینے دے - ابھی تک انہین شیرخان کی بو نہین آئی -

مین شیرخان سے اب کہے دیتا ہون کہ خبردار ہو جائے ہم آتے ہین -

اس پھندے سے اوسکا نکلنا اب محال ہے"

یہ کہہ کر وہ بآواز بلند پکارا - کسی سرنگ مین پکارنے سے جو کیفیت پیدا

ہوتی ہے وہی کیفیت اس وقت بھی پیدا ہوا ہوئی اور ٹیکرے اور گھاٹیان

گونج اٹھین - اس پر کچھ دیر گذر گئی اور شیرخان نے اپنی گہری نیند سے

جاگ کر ایک ایسی آواز مین جس سے صاف پایا جاتا تھا کہ اوسکے معدہ مین

اب تل بھر کی اور گنجایش نہین - غرا کر جواب دیا کہ یہ کون پکار رہا ہے اسکے

ساتھ ہی ایک مور اپنے لاجوردی پرونکو پھڑ پھڑا کر شور مچاتا ہوا اوپر اڑا -

راجہ مینڈک نے جواب مین کہا" کیا میری آواز کو تو نہین پہچانتا مین

ہون راجہ مینڈک! اے نابکار اب وہ وقت آن پہونچا ہے کہ تیری کہال

مجلس شوری کے ٹیکرے پر بچھے - بہائی اکیلے بڑہا ان بھینسونکو"

بھینسون کا گلہ کچھ دیر کے لئے درہ کے منھ پر رکا۔ لیکن اکیلے نے
اس زور سے اپنا شکاری نعرہ مارا کہ بھینسے خوف کہا کر یکے بعد دیگرے بے تحاشا
دوڑ پڑے۔ ایک دفعہ دوڑ پڑنے کے بعد اون کا رکنا آسان نہ تہا اور وہ زیادہ
دور نہ گئے تھے کہ راما کو شیر خان کی بو آئی اور وہ زور سے ڈکارا۔

راجہ مینڈک جو راما کی پیٹھ پر بیٹھا ہوا تہا بولا "اہاہا! اب تو سمجھا"۔ غرضکہ
بھینسے آنکھین نکالے اور منھ مین کف لائے ہوئے سیل بلا کی طرح آگے
کو جھپٹے۔ یہ وہ خوفناک حملہ تہا جسکی تاب لانے کی کسی شیر کو امید نہین ہوسکتی
شیر خان نے بھینسون کے کھرون کی ڈپٹ کی گرج سنی اور گہبرا کر اوٹھ کھڑا
ہوا۔ بہاری بہاری پاؤن رکہتا ہوا وہ داہنے بائین راہ فرار ڈہونڈہتا آگے
بڑہا لیکن دونون طرف کی گہاٹیان دیوار کی طرح سیدہی کھڑی تھین اور بھرے
ہوئے پیٹ کی گرانی کے باعث وہ یہی چاہتا تھا کہ اسوقت کسی طرح مجھے
لڑنا نہ پڑے۔ جس ڈابر کے کنارے سے وہ ابھی اوٹھ کر گیا تھا بھینسے
اوسکو کہنگالتے ہوئے طوفان کی طرح گذرے اور اونہون نے اس زور سے

ڈکارین لین کہ درہ کی تنگنا سے گونج اوٹھی - راجہ بینڈک نے جواب مین درہ کے دوسری طرف سے بھینسونکو ڈکارتے سنا اور شیر خان کو پلٹتے دیکھا شیر کو خوب معلوم تہا کہ اگر جان پرہی آبنی تو بھینسون اور اونکے کٹہڑون کا مقابلہ کرنے کے بجاے بہتر تھا کہ نرون کا مقابلہ کیا جاے - اسوقت راما نے ٹہوکر کہائی اور کچھ دیر کے لئے لڑکھڑایا لیکن پھر سنبھلا اور کسی نرم سی چیز کے اوپر سے گذرا اور کچھ دیر مین باقی نرون کے ساتھہ جو اوسکے پیچھے پیچھے آرہے تھے اون بھینسون مین جا ملا جو درے کے دوسرے کنارے پر کھڑی تھین - یہ حملہ دونون گلون کو میدان مین لے گیا -

راجہ بینڈک جو موقعہ کا منتظر تھا فوراً راما کی پیٹھہ پر سے کود پڑا اور اپنی لاٹھی بھینسون پر دائین بائین برسانے لگا اور چلا کر پکارا " اکیلے جلد انکو منتشر کردے ورنہ آپس مین ان کی لڑائی شروع ہوجاے گی "

اکیلا اور خا کی بھائی دوڑ دوڑ کر بھینسون کی ٹانگون کو کاٹنے لگے اور گو درہ کا رخ کرکے گلہ ایک دفعہ پھر حملہ کرنے کے لئے پلٹا لیکن راجہ بینڈک

سے نے راما کا منھ دوسری طرف پھیر دیا اور باقی کے جانور بھی اوس کے پیچھے پیچھے ڈابرون مین لوٹ لگانے کو ہو لیے۔

شیرخان کو اب زیادہ پامال ہونے کی احتیاج نہ تھی۔ اوس کا دم نکل چکا تھا اور چیلین ابھی سے اوس کی لاش پر منڈلا رہی تہین۔

راجہ مینڈک انسانون مین ہو دو باتین اختیار کرنے کے زمانہ سے ایک چاقو ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا جو اوسکے گلے مین لٹکا رہتا تہا۔ اس چاقو کو اسوقت غلاف مین سے نکالکر وہ بولا "بہا یو یہ شیرخان بھی کیا کتے کی موت مرا ہے۔ لیکن خواہ کچھ بھی ہوتا مجھے اوسکی بزدلی سے یہ اُمید ہرگز نہ تھی کہ وہ برابر مقابلہ آسکے گا۔ اوس کی کہال مجلس شوریٰ کے ٹیکرے پر بچھی ہوئی کیا ہی بھلی معلوم ہوگی۔ اب ہمین اپنا کام جلد کرنا چاہیئے"۔

کسی آدمیون مین پلے ہوئے لڑکے کو ایک دس فٹ لمبے شیر کی کہال کے تن تنہا کہینچنے کا خیال بھی دل مین نہ گزرتا لیکن راجہ مینڈک کیلیے اس قسم کا کام کچھ نیا نہ تھا۔ تاہم کام مشکل تھا اور راجہ مینڈک ایک

گھنٹہ تک اپنے چاقو سے چیر پھاڑ کرتا اور ہانپتا رہا۔ بھیڑیے زبانین نکالے ہوے اوسکے پاس بیٹھے تھے اور وقتاً فوقتاً اوس کے حکم پر آگے بڑھ کر کھال کو کھینچتے تھے۔ کچھ دیر نہ گذری تھی کہ اوسے اپنے کندہے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا اور جب اوس نے پلٹ کر دیکھا تو بلدیو کو ہاتھ مین بندوق لئے اپنے سر پر کھڑا پایا۔ لڑکون نے گاؤن مین جاکر بھینسون کے بھاگ جانے کا ماجرا بیان کیا تھا اور بلدیو ناراض ہو کر اس خیال سے باہر نکلا تھا کہ راجہ مینڈک کو جاکر اس بات کی تنبیہ کرے کہ آیندہ وہ گلہ کی زیادہ احتیاط رکھے۔ بھیڑیون نے جب اوسے آتے دیکھا تو دور سرک گئے۔

بلدیو نے خفا ہو کر کہا "یہ کیا حماقت ہے؟ کیا تو سمجھتا ہے کہ دوسرے کی مدد کے بغیر تو اکیلا ایک شیر کی کھال کھینچ لے گا؟ سچ سچ بتا کہ بھینسون نے اسے کہان مارا تھا۔؟ اور یہ تو ہے بھی وہ لنگڑا شیر جسکے مارنے والے کیلئے سرکار سے ایک سو روپیہ کا انعام مقرر ہے۔ خیر مین تیری خطا معاف کردونگا کہ تو نے بھینسونکو بھاگ جانے دیا اور کبھی وارطہ مین جب مین

اس کی کھال لیجاؤنگا تو جو انعام مجھے ملیگا اوس مین سے تجھے بھی ایک روپیہ دون گا۔" یہ کہہ کر اوسنے اپنے فتوی مین سے چقماق نکالی اور شیر خان کی مونچھون کے بال جلانے کیلئے نیچے جھکا۔ ہندوستان کے اکثر شکاری شیر مارنے کے بعد اوسکی مونچھین اس خیال سے جھلس دیا کرتے ہین کہ کہین اوس کی روح اونھین بعد مین آکر نہ ستاے۔

راجہ مینڈک نے بلدیو کی ان باتون کی طرف کچھ التفات نہ کیا اور برابر اپنے کام مین مشغول رہا لیکن طنز کے لہجہ مین بلدیو سے اوسنے اتنا ضرور کہا۔" ہان تو تیرا یہ قصد ہے کہ اس کھال کو تو کنبھی وارہ لے جاے اور جو انعام تجھے ملے اوس مین سے مجھے بھی ایک روپیہ دے۔ لیکن مین تجھ سے کہتا ہون کہ میرا قصد یہ ہے کہ اس کھال کو اپنے کام لاؤن اور بڈھے اس آگ کو ہٹا لے۔"

اسپر بلدیو نے جھلا کر کہا۔" تو کل کا لونڈا ہو کر مجھ سے تین پانچ کرتا ہے اشیر کیا مار لیا کہ اب ہم جیسے شکاریون سے بڑھ چڑھ کر باتین کرنے لگا۔

اور مارا ابھی شیر کو تو نے نہین بلکہ تیری خوش قسمتی اور تیری بھینسون کی بدتمیزی
سے۔ شیر نے ابھی گارا کیا تھا ورنہ وہ اب تک بیٹس میل نکل گیا ہوتا۔ تجھے
اوس کی کھال کھینچنی تک تو ٹھیک سے نہین آتی اور مجھ سے کہتا ہے کہ
اسکی مونچھو نکو مت جلا۔ اب مین تجھے انعام مین سے ایک آنہ بھی نہین دونگا
دون گا تو صرف پانچ چھہ تھپڑ۔ چل پرے ہٹ اور اس لاش کو چھوڑ!"
راجہ بینڈک نے جواب دیا۔ "قسم ہے مجھکو اوس بیل کی جس کی وجہ
سے میری جان بچی کہ مین اس بات کی تاب نہین لاسکتا کہ ایک بڈھے
کھوسٹ کی لنگورونکی سی چڑ چڑ پھرون سنا کرون۔ اسکیلیے یہ آدمی مجھے ستا رہا
ہے۔ وزرا اس کی خبر تو لے ڈال"

یہ بات راجہ بینڈک کے منھ سے نکلی ہی تھی کہ بلدیو سے جو ابھی تک
شیر خان کے سر پر جھکا ہوا تھا اپنے آپکو گھاس پر چارون شانے چت
پڑا اور ایک خاکی رنگ کے بھیڑیے کو اپنے سینے پر کھڑا پایا۔ ادھر راجہ بینڈک
اپنے کھال کھینچنے کے شغل مین بدستور اسطرح سے مصروف رہا گویا کہ تمام

ہندوستان مین اوسوقت سواے اوسکے اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔ طنز کے طور پر اس وقت اوسنے یہ کہا۔

"بلدیو تیری بات بالکل ٹھیک ہے۔ تجھے ہرگز یہ موقعہ نہین ملیگا کہ انعام مین سے ایک آنہ بھی مجھے تو دے۔ اس لنگڑے شیر مین اور مجھہ مین مدت سے عداوت چلی آرہی ہے اور آخر کار فتح مجھی کو حاصل ہوئی۔"

انصاف کی بات یہ ہے کہ بلدیو اگر دس سال اور چھوٹا ہوتا اور اکیلے کی اوس سے جنگل مین مٹ بھیڑ ہوئی ہوتی تو وہ بھی اپنا وار ضرور کرتا لیکن ایک ایسا بھیڑیا جو اس مردم خوار شیرون سے عداوت رکھنے اور جنگ کرنیوالے لڑکے کے اشارہ پر چلتا تھا کوئی معمولی جانور نہین ہو سکتا تھا۔ بلدیو نے خیال کیا کہ یہ ضرور جادو ہے اور اپنی جان کے اسوقت اوسے ایسی لالے پڑ گئے کہ جو تعویذ اوسکے گلے مین پڑا تھا اوسکی نسبت بھی اوسے شبہ ہونے لگا کہ اس آڑے وقت مین مجھے یہ بچاتا ہے یا نہین۔ وہ دم بخود ہو کر زمین پر پڑا رہا اور یہی خیال اوسکے دماغ مین سمایا ہوا تھا کہ راجہ مینڈک بھی

مسخ ہو کر شیر کے قالب مین اب ظاہر ہوا۔ اب ظاہر ہوا۔

آخر کار اوس نے بھرائی ہوئی آواز مین آہستہ سے کہا۔ "مہاراج!"

راجہ مینڈک نے نہایت بے اعتنائی سے بغیر سر اوٹھائے کہا۔

"کہہ کیا کہتا ہے۔"

بلدیو نے گڑگڑا کر جواب دیا۔ "مین ایک بڈھا آدمی ہون۔ مین نہ جانتا تھا کہ مہاراج ایسے بلوان ہین۔ مہاراج اگر آگیا دین تو مین اٹھہ کر چلا جاؤن ورنہ مہاراج کا نوکر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیگا۔"

راجہ مینڈک نے کہا۔ "اچھا جا مگر خبردار جو تو نے پھر میری کسی بات مین دخل دیا۔ اکیلے اسے جانے دے۔"

بلدیو اٹھہ کر گرتا پڑتا گاؤن کی طرف بھاگا اور کبھی کبھی مڑکر اس خیال سے پیچھے بھی دیکھتا جاتا تھا کہ کہین راجہ مینڈک کسی غضبناک شکل مین تبدیل نہ ہو جائے جب وہ گاؤن مین پہونچا تو اوس نے لڑکے کی جادوگری اور فسون سازی کا ایک ایسا حیرت انگیز قصہ بیان کیا کہ مہنت ششدر رہ گیا۔

راجہ مینڈک نے اپنا کام بدستور جاری رکھا مگر بھیڑیوں کی مدد سے وہ جب شیر کی پوری کھال کھینچ چکا تو آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ اس وقت راجہ مینڈک نے بڑے بھیڑیے سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اب مجھے اس کھال کو کہین چھپا کر بھینسون کو گھر لے جانا چاہیئے۔ اکیلے مجھے اس مین ذرا مدد دے۔"

بھینسون کا گلہ آہستہ آہستہ گاؤن کی طرف بڑہا اور جب وہ گاؤن کے قریب پہونچا تو راجہ مینڈک نے دیکھا کہ لوگون کے ہاتھون مین مشعلین ہین اور مندر مین گھنٹے اور سنکھ بج رہے ہین۔ پھاٹک کے پاس آدہا گاؤن اوسکے انتظار مین کھڑا ہتا۔ راجہ مینڈک نے اپنے دل مین کہا کہ چونکہ مین نے شیر مارا ہے اس لیئے گاؤن مین خوشیان ہو رہی ہین اور لوگ میری پیشوائی کے لیئے کھڑے ہین۔ مگر جب وہ پھاٹک کے پاس پہونچا تو اوس پر پتھرون کی ایک بوچھار ہوئی اور گاؤن والون نے چلا کر کہا "او جادوگر! بھیڑیے کے پتلے! اجنگل کے بھوت! چلا جا یہان سے۔ خبردار جو ہمارے

ہمارے گاؤں مین گھسا ورنہ ہمارا مہنت تجھکو پھر تیری اصلی بھیڑیئے کی شکل مین بدل دے گا۔ بلدیو مارا سے بندوق سے !"

اس وقت بندوق کے چلنے سے ایک تڑاقا ہوا اور ایک جوان بھینس درد سے ڈکرا اٹھی۔

گاؤں والے چلا کر بولے۔ "دیکھا اس کا جادو۔ گولی بھی اسپر اثر نہین کرتی۔ جادو کے زور سے گولی دوسریطرف پھیر دیتا ہے۔ بلدیو جس بھینس کو گولی لگی وہ تیری ہی بھینس تھی"

اب پتھر اور بھی زیادہ چلنے لگے اور راجہ مینڈک حیران و پریشان ہوکر بولا۔ "یہ کیا ماجرا ہے؟"

لکیلے نے اطمینان کے ساتھ جواب دیا "یہ تیرے بھائی بند بھی ہمارے غول کی سی خصلتین رکھتے ہین۔ اگر ان گوئیون کے کچھ معنی ہین تو میرا خیال ہے کہ وہ تجھکو اپنی ذات برادری سے خارج کیا چاہتے ہین۔"

اسوقت پھر ایک شور برپا ہوا اور مہنت نے تلسی کے مقدس پودے

کی ایک شاخ ہلاکر بلند آواز سے کہا "اے بھیڑئے کے بچے! چلا جا یہان سے"

راجہ مینڈک بولا "پچھلی مرتبہ مین اس لئے نکالا گیا کہ مین آدمی تھا اور اب اس لئے نکالا جا رہا ہون کہ مین بھیڑیا ہون۔ اچھا بھائی اکیلے آؤ یہان سے چلدین"

اس وقت ایک عورت (یہ میسوا تھی) مجمع مین سے بھینسون کے گلہ کی طرف بھاگتی ہوئی آئی اور بیتاب ہوکر پکاری "اے میرے بیٹے لوگ کہہ رہے ہین کہ تو جادوگر ہے اور جب چاہے درندہ کی شکل مین تبدیل ہو سکتا ہے۔ مجھے اونکا کہنا باور نہین آتا۔ مگر پھر بھی تو یہان سے چلا جا ورنہ یہ لوگ تجھے جان سے مار ڈالینگے۔ بلدیو کہتا ہے کہ تو جادوگر ہے مگر مین جانتی ہون کہ تو نے ناتھو کی موت کا بدلا لیا ہے"

لوگون نے چلاکر کہا "میسوا واپس چلی جا ورنہ ہم پتھرون سے تجھے مار ڈالینگے"

ایک پتھر آکر راجہ مینڈک کے منہ پر لگا اور اوس نے میسوا سے یون کہا

"میسوا بہاگ۔ شام کے وقت بڑے درخت کے نیچے بیٹھ کر جو بیہودہ قصہ لوگ کہا کرتے ہین میری جادوگری کا قصہ بھی ویسا ہی ہے۔ مین نے تیرے بیٹے کا بدلا شیر سے لے لیا ہے۔ اب تو جلدی واپس جا کیونکہ مین بہینسونکو گاؤن مین اتنی تیزی سے بہیجون گا کہ اون کے پیچھے بھی ایسے تیز نہین آسکتے میسوا مین جادوگر نہین ہون۔ اب جا۔ الوداع"

یہ کہہ کر وہ اکیلے سے مخاطب ہوا اور بولا "اکیلے ایک دفعہ پھر وہی ہلہ ہو۔ بہینسون کے گلے کو لا"

بھینسین خود گاؤن مین داخل ہونا چاہتی تہین اور اونھین اکیلے کے نعرہ کی کوئی ضرورت نہ تہی۔ بگولے کی طرح وہ پھاٹک کے بیچ مین سے گذرین اور بہیڑ پھٹ کر دائین بائین ہو گئی۔

راجہ مینڈک نے حقارت کے لہجہ مین چلا کر کہا۔ "اپنی بھینسون کو گن لو۔ ممکن ہے کہ مین نے ان مین سے ایک آدھ چرا لی ہو۔ خوب دیکھ بہال لو کیونکہ اب مین تمہاری بہینسونکو نہین چراؤن گا۔ اسے آدمی زاد و خوش رہو

آباد رہو۔ مین تم سے رخصت ہوتا ہون لیکن تمکو میسوا کا مشکور ہونا چاہیئے
یہ اوسی کا طفیل ہے کہ مین تم سے کچھ نہین کہتا ورنہ اور کوئی چیز مانع نہین
کہ اپنے بھیڑیون کو ساتھہ لاکر مین تم سب کے تکے بوٹیان کر ڈالون "

یہ کہہ کر وہ پلٹا اور اکیلے کے ساتھ ساتھ وہان سے چلدیا اور جب
اوسنے سر اوپر اوٹھا کر ستارون کی طرف دیکھا تو اوسکے دلکو اطمینان ہوا اور
اوسنے خوشی سے کہا۔ "اکیلے اب مین پھر آزاد ہوگیا۔ راتون کو پھندونکے
اندر سونے سے مجھے نجات ملی۔ چلو شیر خان کی کھال لیکر یہان سے چلدین
مین نہین چاہتا کہ اس گاؤن کو کوئی ضرر پہونچے۔ کیونکہ جب تک مین یہان
رہا میسوا ہمیشہ مجھہ سے مہربانی کا برتاؤ کرتی رہی "

جب چاند نکلا اور میدان مین ایسا اجالا ہوا کہ ہر ایک چیز صاف نظر آنے
لگی تو گاؤن والون نے خوفزدہ ہوکر دیکھا کہ راجہ بینڈک اپنے سر پر ایک
گٹھڑی اوٹھائے بھاگا ہوا جا رہا ہے اور دو بھیڑیے اوسکے پیچھے ہین۔ انہین
اوبھون نے مندر کے گھنٹون اور ناقوسون کو اور بھی زیادہ زور سے بجانا

شروع کیا اور بیچاری میسوا رونے لگی اور بلدیو نے اپنے جنگل کی سرگذشت پر حاشیئے چڑہانے شروع کئے یہانتک کہ اوس نے لوگون سے اپنے قصہ کے آخر مین یہ بیان کیا کہ اکیلا اپنے پچھلے پاؤن کے بل کھڑا ہو کر آدمی کی طرح باتین کرتا تھا۔

چاند ڈوبنے کے قریب تھا جب کہ راجہ مینڈک اور دونون بھیڑئے مجلس شوری کے ٹیکرے پر پہونچے اور بھیڑئے کی مادہ کے غار پر رکے راجہ مینڈک نے چلا کر کہا " آدمیون کے غول نے مجھے اپنے مین سے خارج کر دیا ہے لیکن مین اپنے وعدہ کے مطابق شیرخان کی کہال لیکر آیا ہون "

بھیڑئے کی مادہ غار مین سے اپنے بچونکو لئے باہر نکلی اور جب اوس نے شیر کی کہال کو دیکھا تو اوسکی آنکھ چمک اوٹھین اور وہ اسطرح بولی " میرے ننھے مینڈک جس دن کہ شیرخان نے اپنا سر اور کندہ اس غار مین تیری جان لینے کے لئے ٹھونسے تھے مین نے اوسی دن اوس سے

کہدیا تھا کہ شکار افگن خود شکار ہوگا۔ شاباش بیٹا شاباش"

اس وقت جہاڑی مین سے کسی نے غرا کر کہا۔" بہیا کیا کہنے ہین تمہارے شیر کو تم نے خوب مارا۔ اور اچھا ہوا کہ تم آ گئے کیونکہ تم بن ہم جنگل مین اکیلے تھے" یہ چیتے کی آواز تھی جو بہاگا ہوا آیا اور راجہ مینڈک کے پاؤن چاٹنے لگا۔ پھر وہ سب کے سب ملکر مجلس شوری کے ٹیکرے پر گئے اور راجہ مینڈک نے شیر کی کہال کو اوس بڑے پتھر پر بچھا دیا جس پر اکیلا بیٹھا کرتا تھا۔ اکیلا کہال پر لیٹ گیا اور جیسا کہ وہ راجہ مینڈک کے چٹان پر پہلی مرتبہ لائے جانکی رات کو پکارا تھا اوسی طرح اس وقت پکار کر بولا" اے بہیڑیو خوب دیکھ بہال لو" اکیلے کے معزول کئے جانے کے دن سے بہیڑیون کے غول کا کوئی دوسرا سردار مقرر نہ ہوا تھا اور بہیڑئے اپنی مرضی کے مطابق شکار اور لڑائی پر جہان اور جسوقت چاہتے تھے جاتے تھے۔ لیکن بمقتضائی عادت وہ اکیلے کے پکارنے پر آموجود ہوئے۔ ان مین سے بعض کے پاؤن مین تو پہندون مین پہنس جانے کے باعث لنگ آگیا تھا اور بعض

گولی کا زخم کھانے کی وجہ سے لنگڑا کر چلتے تھے

جنکے بال بُری خوراک کھا کھا کر جھڑ گئے تھے، اور بعض دہ

پتہ ہی نہ تھا۔ بہر حال وہ جس قدر بھی تھے مجلس شوریٰ کے ٹیکرے پر

کی آواز سنکر آئے اور شیر خان کی دھاری دار کھال کو اونہون نے چٹان پر بچھا

ہوا پایا۔

راجہ مینڈک نے کہا۔ "اے بھیڑیو خوب دیکھ بھال لو۔ مین اپنے

قول پر قایم رہا ہون یا نہین؟"

اس کے جواب مین بھیڑیون نے یکزبان ہوکر کہا کہ ہان تم نے

جو کچھ کہا تھا اوسے کر دکھایا۔ اور ایک تباہ حال بھیڑیے نے چیخ کر یہ کہا۔

"اے اکیلے ہم تیری سرداری پھر تسلیم کرتے ہین۔ اے آدمی زاد تو اکیلو

کے ساتھ ہمارا سردار بننا قبول کر کیونکہ قانون کی خلاف ورزی کر کے ہمارا

حال نہایت تباہ و پریشان ہوگیا ہے اور ہم چاہتے ہین کہ ہم ایک دفعہ

پھر ویسی ہی آزاد قوم بن جائین جیسے کہ پہلے تھے"

رہا" بھلا اب یہ کیسے ہو سکتا ہے جب تمہین

دمیکا تو پھر تم سرکش ہو جاوگے۔ آزاد قوم والے جو تم کھلاتے

دیہ کچھ بوجھ نہین ہے۔ تم مطلق العنان ہونے اور آزادی حاصل کرنے

کیلئے لڑے تھے۔ اب تمہین وہ آزادی حاصل ہے۔ اسے بھیڑیو فوراً اس

آزادی کا مزا چکھو"

راجہ مینڈک نے کہا " انسانون کے غول اور بھیڑیون کے غول دونون

نے مجھکو اپنی جماعت سے نکالدیا۔ اب مین جنگل مین اکیلا شکار کرونگا"

بھیڑیے کی مادہ کے چارون بچے بولے " اور ہم تیرے ساتھ ملکر

شکار کرین گے"

غرضکہ راجہ مینڈک اس دن سے جنگل مین بھیڑیے کے چارون بچے

کے ساتھ ملکر شکار کرنے لگا لیکن اوس کی تمام عمر اکیلے نہین گذری کیونکہ کئی

سال بعد جب وہ سن بلوغ کو پہونچکر مرد ہو گیا تو اوس نے شادی کرلی۔

مگر وہ کہانی بڑونکے سننے کی ہے بچون کو اوس سے دلچسپی نہین ہو سکتی۔

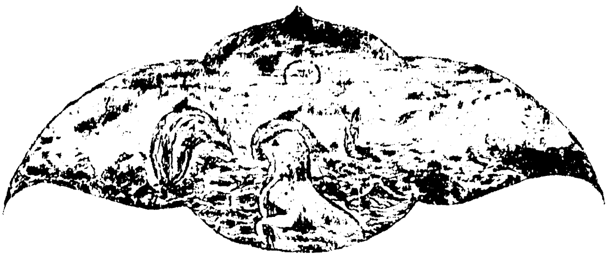

سفید دریائی بچھڑا

میرے بچے شور مت کر کہ ہے رات اندھیری سر پر
پڑا مارتا ہے موجیں بڑے ٹھاٹھ سے سمندر
وہ کھلی افق کی کھڑکی وہ چمک کے چاند نکلا
لیا ہم کو دیکھ سوتے لب ساحل اوس نے آ کر
بنیں نیلی نیلی لہریں تیرا نرم نرم تکیہ
بنا اجلا اجلا پانی تیرا گرم گرم بستر

میرے پیارے ننھے بچے تو مزے سے پڑ کے سو رہ
نہ تجھے بھنور کا خطرہ نہ تجھے نہنگ کا ڈر

(دریائی گائے کی لوری)

جو واقعات یہان قلمبند کیے جاتے ہین۔ وہ اب سے کئی سال پہلے ایک مقام مین جو نواس توشنہ کہلاتا ہے اور جو جزیرہ سینٹ پال واقع بحیرہ بیرنگ کے شمال مشرقی گوشہ کا ایک حصہ ہے پیش آئے۔ یہ کہانی مین نے لمرشن نامی ایک آبی چڑیا کی زبانی سنی۔ جب مین ایک دخانی جہاز مین جاپان کو جا رہا تھا تو ایک دن طوفان کے عالم مین یہ چڑیا سردی سے ٹھٹھری ہوئی جہاز کے ایک رسے پر آ کر بیٹھ گئی۔ مین اسے اُٹھا کر اپنے حجرہ مین لے گیا اور ایک دو دن تک اوس کی خبرگیری کرتا رہا یہان تک کہ وہ اپنے وطن جزیرہ سینٹ پال کو پھر اڑ کر واپس جانیکے قابل ہو گئی۔ لمرشن ایک عجیب و غریب پرندہ ہے لیکن اوس کے

صحیح الروایت ہونے مین کوئی کلام نہین۔

نواسس توشنہ مین کام کاج والونکے سواے اورکوئی نہین آتا۔اور صرف دریائی بچھڑون کی ہی ایک ایسی قوم ہے جو باقاعدہ طورپر کاروبار کی غرض سے ہرسال یہان آیا کرتی ہے۔ گرمی کے موسم مین ہزارون لاکھون دریائی بچھڑے اس مقام کو اپنی نزہت گاہ قرار دیتے ہین کیونکہ نواس توشنہ کا ساحل ایسا وسیع اور دلکشا ہے کہ دریائی بچھڑون کے لئے دنیا مین اس سے بہتر آرام گاہ اورکوئی نہین ہوسکتی۔بحری صیاد اس باتکو خوب جانتا تھا اوراس لئے موسم بہار کے شروع ہوتے ہی وہ جس سمندر مین ہوتا وہان سے تیرتا ہوا سیدھا نواس توشنہ کا رخ کرتا اور ساحل پر چٹانون کے درمیان اپنے لئے کوئی اچھی جگہ حاصل کرنے کی غرض سے مہینے بھر تک اپنے ساتھیون سے لڑنے بھڑنے مین گذار دیتا۔بحری صیاد ایک بہت بڑا پوستین پوش دریائی سانڈ تھا جسکی عمر پندرہ سال کے قریب ہوگی۔ اوسکی گردن پر ایال تھی اور اوسکے لمبے لمبے دانت

خوب تیز تھے۔ جب وہ اپنے اگلے چپو کے سے پاؤن کو اوپر اوٹھاتا تھا
تو زمین سے چار فیٹ بلند ہو جاتا تھا اور اگر کسی کو یہ جرات ہوتی کہ اوسے
تولے تو اوسے معلوم ہوتا کہ اوسکا وزن نو من کے قریب ہے۔ اوسکے
تمام جسم پر زخمون کے نشان پڑے ہوئے تھے لیکن وہ پھر بھی ایک دفعہ
جان توڑ کر لڑانے کے لیے ہمیشہ تیار رہتا تھا۔ مقابلہ کے وقت وہ اپنا
سر ایک طرف کو پھیر دیتا جس سے دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا کہ گویا
وہ اپنے غنیم سے آنکھ لڑاتے ہوئے ڈرتا ہے لیکن چشم زدن مین بجلی
کی طرح تڑپ کر وہ اپنے زبردست دانت اپنے حریف کی گردن مین ایسے
گاڑتا کہ اوسے ادھ موا کر کے ہی چھوڑتا۔ لیکن اتنا ضرور تھا کہ بحری صیاد بھی
کسی ایسے دریائی بچھڑے کا تعاقب نہین کرتا تھا۔ جو ایک دفعہ پسپا ہو چکا
ہوتا کیونکہ اگر وہ ایسا کرتا تو ساحل کے قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا
مقصد اوس کا اس جدال و قتال سے صرف اسی قدر تھا کہ اپنی بی بی بچون
کے لیے ساحل کے قریب کوئی محفوظ اور راحت بخش نشیمن حاصل کرے

لیکن چونکہ ہر موسم بہار مین چالیس پچاس ہزار دریائی بچھڑے اسی مقصد سے یہان آتے تھے اس لئے ساحل کے کنارے چیخ پکار اور شور و غل کی وہ کیفیت ہوتی تھی کہ سمندر کی موجون کا جوش و خروش بھی اوس کے آگے ہیچ تھا - ایک چھوٹے سے ٹیکرے پر سے جو ہچنسن کی پہاڑی کے نام سے مشہور تھا تین چار میل تک میدان لڑتے ہوئے دریائی بچھڑون سے ڈھکا ہوا دکھائی دیتا تھا - اور دریائی بچھڑے موجون مین سے اوسطرح

"چو از ژرف دریا بر آید نہنگ"

باہر سر نکال نکال کر معرکہ کارزار مین شریک ہونے کے لئے پرشوق تمام جاتے ہوئے نظر آتے تھے ریت کی جھال کے اندر ساحل کی ریت پر - سنگ سماق کی گھسی ہوئی چٹانون کے نشیمنون مین - غرضکہ ہر جگہ وہ نبرد آزمائی مین مصروف دکھائی دیتے تھے کیونکہ حماقت اور خود غرضی مین وہ انسانون سے کچھ کم نہ تھے - اون کی بیبیان جزیرہ مین اواخر ماہ مئی یا اوایل ماہ جون تک نہین آتی تھین کیونکہ معرکہ جدال و قتال مین شریک ہو کر اپنے

پر زنے اڑوانے کی وہ کچھ ایسی طلبگار نہ تھین۔ اور دو سال سے لیکر چار سال تک کی عمر کے نوخیز بچھڑے جو ابھی جورو کی قید سے آزاد تھے پانی سے نکل کر نصف میل کے فاصلہ تک پیکار جو بچھڑون مین جاتے اور اونکا ایک جم غفیر ریت پر کھیل تماشے مین مصروف ہوتا اور جہان کہین نباتات کی قسم سے ایک پتا بھی اگا ہوا پاتا اوسے چٹ کر جاتا۔ ان بچھڑون کو مجرد کے لقب سے پکارا جاتا تھا اور اون کی تعداد نو اس توشنہ مین دو تین لاکھ ہوگی۔

بہار کی ایک فصل مین بحری صیاد اپنی اڑتالیسوین لڑائی ختم کر ہی چکا تھا کہ اوسکی نازک اندام اور مستانہ چشم بی بی جسکا نام مٹکو تھا سمندر مین سے نکل کر خرامان خرامان اپنے خاوند کی طرف بڑہی۔ بحری صیاد نے اپنی بی بی کو دیکھتے ہی اوس کی گردن دانتون مین دبالی اور اس زور سے اوسے جھنجوڑا کہ وہ نیچے گر پڑی۔ اسکے بعد اوس نے سختی سے یون کہا "ہمیشہ دیر لگا کے آتی ہو اتنے دن تو کہان رہی۔ بتا سچ سچ!"

بحری صیاد اپنے چہار ماہہ زمانہ قیام ساحل مین کچھ نہین کہاتا تھا اور اسلئے

اوس کا مزاج اس زمانہ مین اکثر چڑچڑا رہتا تہا۔ مٹکو کو یہ بات خوب معلوم تہی۔ اسلیئے اوس نے خوشامد کے لہجہ مین بہ ملائمت یہ جواب دیا "تمہین اپنے بال بچون کی آسایش کا کسدرجہ خیال ہے۔ تم نے اپنا قدیم نشیمن پہر حاصل کرلیا۔"

اس فقرہ نے بحری صیاد کی طبیعت کے اشتعال کو کسی قدر فرو کردیا اور وہ بولا "میرا خیال تو ایسا ہی ہے۔ میری حالت نہین دیکہتین۔"

اوس کا تمام جسم لہولہان ہورہا تھا۔ ایک آنکہہ قریب قریب باہر نکل آئی تھی اور اوسکے پہلوؤن کی دہجیان اڑی ہوئی تہین۔

مٹکو نے کہا۔ "تم مردون کی قوم بھی عجیب ہے کیون تم ہوش و فہم سے کام لیکر اپنی اپنی جگہ مین امن و فراغت کے ساتہ آباد نہین ہوجاتے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ گویا تم وہیل مچھلی سے لڑ رہے تھے۔"

بحری صیاد نے جواب دیا "مئی کے مہینہ کی ۱۵ تاریخ سے لیکر ابتک مین نے سوائے لڑنے کے اور کوئی کام نہین کیا۔ اس دفعہ ساحل پر ایسا

اژدہام ہے کہ کسی پہلی فصل مین نہ ہوا تھا۔ لوفنان کے ساحل کے سودریائی
بچھڑے مین نے یہان آئے ہوئے دیکھے جو گھر کی تلاش مین تھے۔
مجھے حیرت ہے کہ لوگ کیون اپنے گھر چھوڑ کر دوسرون کے گھرون مین
مداخلت کرنے چلے آتے ہین۔"

مٹلو بولی "مجھے اکثر خیال ہوا ہے کہ اگر ہم بجائے اس مقام کے
جہان اسقدر ہجوم ہے کہ ساحل پر تل رکھنے کو جگہ نہین اودبلاؤ کے جزیرہ مین
جاکر یہ موسم گذارا کرین تو ہم بڑے خوش رہین۔"

بحری صیاد نے کہا "مجھے تمہاری اس رائے سے اتفاق نہین۔
اودبلاؤ کے جزیرہ مین صرف مجبور دریائی بچھڑے جایا کرتے ہین۔ اگر ہم
وہان جائین تو وہ یہ کہین گے کہ ہم نے ڈر کر وہان پناہ لی۔ میری پیاری آخر
ناموس بھی کوئی چیز ہے۔ ہمین چاہیئے کہ اپنے نام کی لاج اور اپنے ظاہری
رعب کو قایم رکھین۔"

یہ کہہ کر بحری صیاد نے اپنا سر نیچے جھکا لیا اور کچھ دیر کے لئے اپنے

آپکو سونا بنایا لیکن کنکھیون سے وہ برابر دہنے بائین نگاہ دوڑا رہا تھا تاکہ اگر کوئی سانڈ مبارز طلب کرے تو نعرہ مارکر اوس پر جھپٹ پڑے۔ ساحل پر اسوقت کم از کم دس لاکھ دریائی بچھڑے ہونگے۔ ان مین سن رسیدہ سانڈ گائین ننھے بچھڑے اور نوخیز مجبر دبچھڑے بہی شریک تھے جنکے باہمی جنگ وجدل جدوجہد، شور وغل۔ اور کہیل کود کی عجب کیفیت تھی۔ اون کے گروہ کے گروہ پرے جمائے ہوئے سمندر کی طرف سے آتے تھے اور ساحل پر جہان تک نگاہ کام کرتی تہی اونھین کی صورتین نظر آتی تہین اور دہند اور کہر مین اونکا لڑنا بہڑنا برابر جاری تہا۔ نواس توشمنہ پر تقریباً ہمیشہ دہند اور کہر کا پردہ پڑا رہتا ہے۔ ہان بعض دفعہ سورج اس پردہ کا ایک گوشہ اُٹھا دیتا ہے اور اوس وقت ہر ایک چیز تہوڑی دیر کے لئے موتیون اور قوس قزح کی رنگت کی نظر آتی ہے۔

مٹکو کا بچہ کوٹک اسی حالت تشویر مین پیدا ہوا۔ پیدا ہونے کے وقت کوٹک محض ایک مضغہ گوشت تہا جس مین سوا گردن اور نیلگون آنکھون کے

سوائے اور کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ پیدائش کے وقت سب دریائی بچھڑون کی یہی کیفیت ہوا کرتی ہے لیکن کوٹک کا پوستین ایسا عجیب تھا کہ اوس کی مان کو دیکھکر اچنبا ہوا۔

آخر کار وہ بولی " لو صاحب ہمارے بچے کی رنگت سفید ہے "

بحری صیاد نے متعجب ہوکر کہا " مجھے باور نہین آتا - دنیا مین آجتک کسی دریائی بچھڑے کی رنگت سفید نہین ہوئی "

متاکو نے جواب دیا " پہلے نہ تھی تو اب تو ہے - تم خود دیکھ لو "

یہ کہہ کر اوسنے وہ گیت گانا شروع کیا جو تمام دریائی بچھڑون کی مائین اپنے بچونکو لوری کے طور پر سنایا کرتی ہین "

میرے بچے مت قصد کر تیرنے کا
نہ جبتک ہو سن دو مہینے کا تیرا
تو کھائے گا اس طرح کی ورنہ ڈبکی
کہ ایڑی سے نیچے تیری ہوگی چوٹی
سمندر کے طوفان سے بچ وہیل سے ڈر
برا اسکا حملہ بری اوس کی ٹکر
خبردار یہ دونون ہین تیرے دشمن
یہ ہین ان دنون ننھے بچھڑون کی دشمن

ولیکن جہان تک ہی پایاب پانی
چلا اپنے تو ہاتھ اوپیر اوس مین
لگے گا تجھے تیسرا جب مہینا
بناؤن گی دریا کو مین تیرا گھوڑا

تجھے چاہیئے اوسمین طاقت بڑہانی
تو بے کھٹکے رات اور دن تیر اوئین
تو جب چھوڑ دے گا میرا دودھ پینا
تیرے ہاتھ مین لہر کا دون گی کوڑا

ظاہر ہے کہ اوّل اوّل کوٹک کو اپنی مان کے اس گیت کے معنی سمجھ مین نہین آئے۔ اوسنے شروع مین اپنی مان کی نگرانی مین اپنے ہاتھون سے پانی کو چپوؤن کی طرح چیرنا سیکھا اور جب اوس کا باپ کسی دوسر دریائی سانڈ سے مصروف پیکار ہوتا اور دونون حریف سلیٹ چٹانون پر تلے اوپر ہوتے تو وہ ایک طرف کو ہٹ جاتا۔ متکو سمندر سے اپنے کہانیکا انتظام کرنے لیئے جایا کرتی اور کوٹک کی کھلائی دو دن مین صرف ایک مرتبہ ہوتی لیکن وہ اوسی ایکمرتبہ مین اتنا ٹھونس کر کہالیتا تہا کہ دو دن تک اوسکو پھر احتیاج نہین ہوتی تہی۔ پہلے اوسنے پانی مین سے نکلکر رینگتے رینگتے

خشکی پر آنا سیکھا اور وہان اوسے اپنی عمر اور اپنے قد و قامت کے ہزارہا بچے نظر آئے۔ یہ بچے کتے کے پلون کی طرح آپس مین کھیلتے اور پاک صاف ریت پر پڑکر سو جاتے اور جاگ کر پھر کھیلنے مین مصروف ہو جاتے نشیمنون مین جو سن رسیدہ دریائی سانڈ رہتے تھے اون کو ان سے کچھ سروکار و تعرض نہ تھا۔ اور نوجوان مجرد بچھڑے اپنے مسکنون مین رہتے تھے اس لیئے بچون کو کھیل کود کا اچھا موقعہ ملتا تھا۔

جب متکو سمندر سے مچھلیون کا شکار کر کے واپس آتی تو وہ سیدھی بچون کے کھیل کے میدان کی طرف جاتی اور جسطرح بھیڑ اپنے بچے کو بلاتی ہے اسی طرح کوٹک کو پکارتی یہان تک کہ وہ جواب مین ممیاتا۔ تب وہ سیدھا اوسی کا رخ کرتی اور جو دوسرے بچے اوسکے راستہ مین آتے اونھین نیچے مار مار کر گراتی ہوئی کوٹک کے پاس پہونچتی اور جو کچھ ساتھ لاتی تھی وہ اوسے کھلاتی۔ بچون کے تماشا گاہ مین اور بہت سی ماءین بھی آکر اپنے بچونکو دیکھ بھال جاتی تھین اور وہ دن دونے اور رات چوگنے پنپتے تھے

اس تربیت کے زمانہ مین ایک دفعہ کوٹک کی مان نے اوس سے کہا کہ
بیٹا اگر تم میلے پانی مین نہین نہاؤ گے اور تمہارے جسم پر جہان زخم پڑ جائے
یا خراش آجائے اوس مقام کو ریت کے سخت ذرون کی رگڑ سے بچائے رکھو گے
اور سمندر مین طوفان کے وقت نہین تیرو گے تو تم محفوظ اور سلامت رہو گے۔

نوزائیدہ دریائی بچھڑے بھی انسان کے بچے کیطرح تیر نہین سکتے۔
لیکن جب تک وہ تیرنا سیکھ نہین لیتے اوسوقت تک اونہین قرار نہین آتا پہلی
مرتبہ جب کوٹک سمندر مین تیرنے کی مشق کرنے کے لئے گھسا تو ایک موج
اوسے اوٹھا کر گہرے پانی مین لیگئی اور جیسا کہ اوسکی مان نے اوسے گیت
مین بتایا تھا اوسکا سر نیچے ہوگیا اور ٹانگین اوپر اوٹھ گیئن۔ اور اگر دوسری لہر اوسے
لاکر ساحل پر نہ ڈال دیتی تو وہ ڈوب گیا ہوتا۔ اس کے بعد اوسنے ایسی
جسارت نہین کی بلکہ سمندر کے کنارے ایک ڈابر مین تیرنے کی مشق کرتا رہا
اور جب کوئی بڑی لہر اوسکے قریب آتی تو اوسے دور سے آتا ہوا دیکھکر وہ
جلدی سے پیچھے ہٹ جاتا۔ دو ہفتہ مین اوس نے اپنی جیو کی شکل کی جھلی دا

پنجون کا استعمال سیکھا اور بڑی مشق کے ساتھ وہ سمندر کے کنارے
کچھ دور تک تیرتا ہوا جانے لگا۔ جب تھک جاتا تو وہ کھانستا اور خراٹے
لیتا ہوا پلٹتا اور رینگتا ہوا ساحل پر جا کر ریت مین لوٹ لگاتا۔ آخر کار ایک
دن یہ حقیقت اوس پر کھل گئی کہ مین فی الواقع پانی کا رہنے والا ہون۔ اس
کیفیت سے آگاہ ہونے پر اوسے جو خوشی ہوئی اندازہ سے باہر ہے۔
دن رات وہ سمندر مین پڑا رہا کرتا اور اپنے نوعمر دوستونکے ساتھ موجونمین
تیرتا اور غوطہ لگاتا ہوا رنگ رلیان مناتا۔ کبھی وہ پایاب پانی مین دم کے
بل کھڑے ہوکر بڑے دریائی بچھڑون کی طرح سر کو کھجاتا اور کبھی چکنی اور سلیٹ
چٹانون پر جو پانی کی سطح سے اوپر اوٹھی ہوئی تھین چڑھ کر ناچتا اور کودتا۔
اکتوبر کے آخر مین دریائی بچھڑے جزیرہ سینٹ پال سے رخصت ہونا
شروع ہوئے اور نشیمنون کے لئے جو لڑائی جھگڑا اون مین ہوتا تہا اوسکا
خاتمہ ہو گیا۔ مجرد بچھڑون کی اب خوب بن آئی۔ سانڈون اور اونکے بال بچون
کے چلے جانے سے اب وہ ساحل کے مالک بن گئے۔ جہان چاہتے

رہتے اور جہان چاہتے کھیلتے - مٹکو نے چلتی دفعہ کوٹک سے کہا "اگلے سال تم بھی مجبور ہو کر رہنے کے قابل ہوجاؤ گے - لیکن اس سال تمہین ماہی گیری کا سبق سیکھنا چاہیئے"

غرضکہ یہ سب کے سب بحر الکاہل کو قطع کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور مٹکو نے کوٹک کو سمندر مین پیٹھ کے بل پانی مین سے ناک باہر نکالکر سونے کا سبق پڑھایا - بحر الکاہل کی لہرون کے ہلکے فرحت بخش تموج سے بڑھ کر ایک ننھے دریائی بچھڑے کیلیے کوئی گھوارہ نہین ہوسکتا - اور جب کوٹک پر نیند کا غلبہ ہوتا تو وہ اوس ڈھب سے جو اوسکی مان نے اوسے سکھایا تھا اپنی پیٹھ کے بل پانی پر سو رہتا - ایک دن کوٹک کے تمام جسم مین یکایک ایک سنسناہٹ سی اوٹھی جب اوسنے اپنی مان سے یہ کیفیت بیان کی تو اوس نے جواب دیا کہ بیٹا کچھ مدت مین تم خود بخود جاننے لگوگے کہ تمہین کس سمت مین تیرنا چاہیئے لیکن فی الحال جسطرف دریائی سوسمار جاتا ہے اوسی طرف ہم بھی جائینگے کیونکہ وہ بڑا دانا ہے - دریائی سوسمارون کا ایک غول پانی کو نہایت سرعت

بستے پھیرتا ہوا جارہا تھا۔ کوٹک بھی اوسکے پیچھے ہولیا۔ ایک سوسمارسے
اوس نے ہانپ کر پوچھا کہ تمکو یہ بات کسطرح معلوم ہوگئی کہ اسطرف
جانا چاہیئے۔ سوسمار نے جواب دیا کہ لڑکے میان میری دم جھنجھنا رہی ہے
جو اس بات کی علامت ہے کہ میرے پیچھے ایک طوفان آرہا ہے۔ بہاگ کر
آؤ۔ جب تم لسلسے پانی (اس سے اوس کی مراد خط استوا سے تھی) کے
جنوب کی طرف ہو اور تمہاری دم مین سنسناہٹ پیدا ہو تو جان لو کہ تمہارے
آگے طوفان ہے۔ اوس وقت تمہین چاہیئے کہ فوراً شمال کا رخ کرو۔ چلو
جلدی چلو پانی کی حالت یہان اچھی نہین۔

یہ بات منجملہ اون بہت سی باتون کے تھی جو کوٹک نے اس زمانہ مین
سیکھین اور اوسکی معلومات کا ذخیرہ روز بروز بڑھتا چلا۔ مٹکو نے کوٹک کو سکھایا کہ
گہرے پانی مین کسطرح کاڈ مچھلی کا تعاقب کرنا چاہیئے۔ سمندر کی تہ پر پانی کی
سطح سے کئی سو فیٹ نیچے جو ڈوبے ہوئے جہاز پڑے ہون اون کی
جانچ پڑتال کسطرح کرنی چاہیئے اور مچھلیون کی طرح اوسکے ایک دریچہ مین داخل

ہوکر دوسرے مین سے بندوق کی گولی کی طرح کیون کرنکل آنا چاہیئے۔
جب آسمان پر بجلی کوندرہی ہو تو موجون کی چوٹی پر رقص کرکے بحری قاز اور
بحری باز کے آگے جبکہ وہ ہوا کی رو کے ساتھ اڑتے ہوئے جارہے ہون
خوش اخلاقی کے ساتھ کس طرح اپنے پرونکو پھڑپھڑانا چاہیئے اور دلفین کی
طرح پرون کو بازو سے ملاکر اور دم کو موڑ کر پانی کی سطح سے تین چار فیٹ
بلند کسطرح کودنا چاہیئے۔ کوٹک نے اپنی مان سے یہ بھی سیکھا کہ اوڑنے والی
مچھلیون کا شکار نہین کرنا چاہیئے کیونکہ اُن مین سوائے کانٹون کے اور کچھ
نہین ہوتا اور یہ ترکیب بھی اوسے معلوم ہوگئی کہ پانی کی سطح سے بیس گز نیچے
جب کاڈ مچھلی بہ سرعت تمام جھپٹتی ہوئی جارہی ہو تو اوسکے بدن سے گوشت
کا ایک لوتھڑا جھپٹا مار کر کسطرح نوچ لینا چاہیئے۔ اسکے علاوہ کوٹک کی مان نے
اوسکو متنبہ کردیا کہ کبھی بھولے سے بھی رُک کر کسی کشتی یا جہاز اور علی الخصوص
چپوون سے کھیئے جانے والی کشتی کا تماشا نہ دیکھنے لگے۔ غرضکہ چھ مہینے
کی مدت مین کوٹک کو ماہی گیری کے تمام راز معلوم ہوگئے اور اس زمانہ مین

ایک دفعہ بھی وہ خشکی پر نہین گیا۔

لیکن ایک دن جبکہ وہ جزیرہ جون فرنینڈز کے قریب کنکنے پانی مین آنکھین آدھی کہولے اور آدھی بند کئے پڑا تھا اوسے محسوس ہوا کہ مین نہایت سست اور مضمحل ہو رہا ہون اور اوسپر وہی کیفیت طاری ہوئی جو انسانون پر موسم بہار کے شروع مین طاری ہوا کرتی ہے۔ اسوقت اوسے نواس توشنہ کے جانفزا اور اندوہ ربا ساحل کا خیال آیا جو وہان سے سات ہزار میل کے فاصلہ پر تہا اور اوسکے دل مین اون دنون کی یاد تازہ ہوگئی جب وہ اپنے ہمجولیون کے ساتھ لب ساحل کھیلا کرتا تہا۔ سمندر کی کائی کی خوشبو سونگھا کرتا تہا اور دریائی بچھڑون کو جوش وخروش کے ساتھ لڑتی ہوئے دیکھا کرتا تھا۔ اس خیال کے آتے ہی اوسنے شمال کا رخ کیا اور تیرتا ہوا چلا۔ رستہ مین اوسے اپنے بیسیون رفیق جو اوسکی طرح نواس توشنہ کو جارہے تھے ملے۔ اوہنون نے اوسے دیکھکر کہا۔ "بہائی کوٹک سلام! اس سال ہم سبکو مجرد بچھڑون کا درجہ حاصل ہوگیا ہے اور اس لئے ہم لوقنن

کی موجون کے تھپیڑون مین آگ کے ناچ کی رسم ادا کر سکتے ہین اور نئی اُگی ہوئی گھاس پر کھیل سکتے ہین مگر یہ پوستین تم کو کہان سے ملا"؟

کوٹک کلہ پوستین اب برف کیطرح سفید تھا اور اگرچہ اوسے اسپر بڑا ناز تھا لیکن وہ صرف اسی قدر بولا۔ "جلد جلد تیرو۔ میرا جی خشکی پر جانے کے لئے بے قرار ہو رہا ہے"۔ غرضکہ اس طرح سے سفر کرتے ہوئے یہ سب کے سب اوس ساحل پر پہونچے جہان وہ پیدا ہوئے تھے اور جہان اونہون نے بڈھے سانڈونکو جو اونکے باپ تھے دہند اور کہر مین لڑتے دیکھا تھا۔

اوسی رات کو کوٹک دوسرے یکسالہ دریائی بچھڑون کے ساتھ آگ کا ناچ ناچا۔ گرمی کے دنون مین راتون کو سمندر نواس توشنہ سے لیکر لوفٹن تک آگ کا میدان بنا ہوا نظر آتا ہے۔ ہر ایک دریائی بچھڑا پانی کی لہر کو جلتے تیل کیطرح اپنے پیچھے چھوڑتا ہے اور جب وہ پانی کے اوپر ذقند بھرتا ہے تو اوسکے ساتھ ہی آگ کا ایک شعلہ بلند ہوتا ہے۔ جہان تک نگاہ کام کرتی ہے موجین نورانی نظر آتی ہین اور سمندر جگمگاتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ غرضکہ

کوٹک اور اوسکے رفیق آگ کا ناچ ناچنے کے بعد خشکی پر گئے اور وہان خودرو جنگلی گیہون کے کھیتون مین لوٹ لگانے اور ایک دوسرے کو اپنے سمندر کے قیام کے زمانہ کی سرگذشت سنانے لگے - بحر الکاہل کا ذکر وہ آپس مین اسی طرح سے کرتے تھے جسطرح کہ لڑکے جنگل کا حال بیان کیا کرتے ہین جہان وہ پھل پھلاری چننے کے لئے گئے ہون - اور اگر کوئی اونکی بولی سمجھ سکتا تو وہ بحر الکاہل کا ایک نہایت مکمل نقشہ تیار کر سکتا - تین چار سال کی عمر والے دریائی بچھڑے بچپن کی پہاڑی سے یہ پکارتے ہوئے اوترے "بچو راستہ چھوڑو - سمندر بہت گہرا ہے اور تمہین ابھی تک اوس کی پوری کیفیت معلوم نہین ہوئی - کچھ دنون اور صبر کرو - اے یکسالہ بچے یہ سفید پوستین تجھے کہان سے ملا"

کوٹک نے یہ سنکر جواب دیا - کہ مجھے یہ پوستین کہین سے ملا نہین بلکہ مین پیدا ہی اسکو اپنے جسم پر لیکر ہوا تھا - یہ کہہ کر وہ اپنے مخاطب کو ایک تھپیڑ مار کر گرایا ہی چاہتا تھا کہ ایک ریت کے ٹیلے کے پیچھے

کے چلپٹے چہرے والے آدمی جنکے بال کالے تھے نمودار ہوئے۔ کوٹک نے جس نے اس سے پہلے کبھی کسی انسان کو نہین دیکھا تہا کھنکار کر اپنا سر نیچا کر لیا۔ اور دوسرے بچھڑے کچھ دور جاکر مبہوت نگاہون سے اجنبیون کو دیکھنے لگے ان دونون آدمیون مین سے ایک تو اس جزیرہ کا دریائی بچھڑون کا میر شکاری کیرک بوٹرن نامی تہا اور دوسرا اوسکا بیٹا تہا جسکا نام پٹالمن تہا۔ وہ ایک چھوٹی سے گاؤن سے جو سمندر کے ساحل سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع تھا آئے تھے اور یہ فیصلہ کر رہے تھے کہ کن کن بچھڑون کو ذبح کیطرف ہانک کر لے جانا چاہیے ۔ دریائی بچھڑونکو بھی بھیڑون کی طرح ہانکتے ہوئے لیجاتی ہین اور اونھین مار کر اونکی کہال فرغلون اور لبادون وغیرہ کے بنانے کے کام مین لائی جاتی ہے۔

اس وقت پٹالمن دفعتہً گھبرا کر پکارا " باوا دیکھو تمہارے سامنے ایک سفید دریائی بچھڑا کھڑا ہے "

کوٹک کو دیکھکر کیرک بوٹرن کا رنگ فق ہو گیا کچھ دیر تک وہ خوفزدہ

ہو کر کھڑا رہا۔ آخرکار اوس نے اپنے بیٹے سے کہا "پٹالمن اس بچھڑیکو مت چھیڑنا۔ جب سے مین پیدا ہوا ہون آج تک مین نے کوئی سفید دریائی بچھڑا نہین دیکھا۔ شاید یہ بڈسے زراف کی روح ہے جو ایک دریائی بچھڑے کے قالب مین اس دنیا مین پھر آئی ہے۔ پارسال سمندر مین ایک بڑا طوفان آیا تھا اور زراف اوس مین ڈوب گیا تھا"

پٹالمن بولا "مین اسکے نزدیک نہین جاتا۔ اس کا چھونا گویا آفت کا مول لینا ہے۔ مگر باوا جان کیا آپکے خیال مین یہ فی الحقیقت بڈھا زراف ہے جو اس دنیا مین واپس آیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو میری خیر نہین کیونکہ مجھے کچھ بحری قاز کے انڈے اوسے دینے آتے ہین"

کیرک نے جواب دیا "تو اوس کی طرف تم دیکھو ہی مت۔ چار سالہ بچھڑون کے اوس سامنے والے گروہ کو تم ہانکتے ہوئے لے چلو۔ ہمارے آدمیون کو آج دو سو بچھڑونکی کھال کھینچ لینی چاہیئے مگر موسم کی ابھی ابتدا ہے اور یہ کام اونکے لئے نیا ہے۔ اس لئے آج صرف ایکسو بچھڑون کی قربانی کافی ہے

کرے گی۔ دیکھو جلدی کرو"

پٹالمن نے مجبور بچھڑون کے ایک گلہ کے قریب جاکر دو ہڈیان آپس مین کڑ کڑ کرکے بجائین جسکی آواز سُنتے ہی بچھڑے خوفزدہ ہو کر افتان و خیزان آگے بڑہے۔ کیرک نے اونھین جزیرہ کے وسط کیطرف ہانکنا شروع کیا اور اونہون نے ایک دفعہ بھی کوشش نہین کی کہ اپنے رفیقون سے جاملین۔ ہزارون لاکھون دریائی بچھڑے دیکہہ رہے تھے کہ اونکے ساتھیون کو لوگ ہانکتے ہوے لئے جارہے ہین لیکن کسی نے اس کی ذرا بھی پروانہ کی بلکہ بدستور اپنے کھیل تماشے مین مصروف رہے۔ البتہ کوٹک نے اون سے یہ سوال کیا کہ ہمارے ساتھیون کو کہان لئے جارہے ہین۔ اس کا جواب دوسرے بچھڑے سوائے اسکے اور کچھہ نہ دے سکے کہ انسانون کا قاعدہ ہے کہ ہر سال چھہ مہینے مین سے دو مہینے تک وہ اسی طرح دریائی بچھڑون کو ہانک کر لے جایا کرتے ہین۔ یہ سنکر کوٹک نے کہا کہ مین بھی اپنے ساتھیون کے پیچھے پیچھے جاتا ہون اور دیکھتا ہون کہ

اونھین کیا پیش آتا ہے - اور یہ کہتے ہی وہ گلہ کے پیچھے بہ سرعت تمام روانہ ہوا -

پٹالمن نے جب کوٹک کو آتے ہوئے دیکھا تو اوس نے چلا کر اپنے باپ سے کہا - "ابلو! سفید بچھڑا ہمارے پیچھے پیچھے آرہا ہے اور یہ پہلی ہی مرتبہ ہے کہ ایک دریائی بچھڑا مذبح کی طرف آپ سے آپ چلا آیا ہے"!

کیرک نے جواب دیا "خاموش پیچھے مڑکر مت دیکھو - مجھے اب یقین ہو گیا کہ یہ ضرور زراف کی روح ہے - مین پادری سے اسکے متعلق گفتگو کرونگا"

مذبح کا فاصلہ ریتیلے ساحل سے صرف نصف میل تھا لیکن اسکے طے کرنے مین ایک گھنٹہ لگا کیونکہ اگر دریائی بچھڑے زیادہ تیزی کے ساتھ جاتے تو کیرک جانتا تھا کہ وہ گرما جائین گے جسکی وجہ سے کھال کھینچے جانیکے وقت اونکے سمور کے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اترین گے - اسلئے وہ نہایت آہستہ آہستہ شیر دریائی کے مسکن کو طے کرتے ہوئے ایک گھنٹہ کے بعد منزل مقصود پر جو اون کے لئے موت کا گھر تھی پہونچے - کوٹک بھی ہانپتا ہوا ... ب

کرتا ہوا اونکے ساتھ ساتھ گیا۔ خشکی پر اتنی دور اس سے پہلے اوسے چلنے کا
کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ اوسنے یہی سمجھا کہ مین دنیا کے دوسرے کنارے پر
پہونچ گیا ہون۔ مگر دریائی بچھڑون کے نشیمنون سے جو لب ساحل واقع تھے
ابھی تک شور و غل کی آواز ایسی ہی گونج کے ساتھ آ رہی تھی جیسی کہ کسی سرنگ
مین ریل کی آتی ہے۔ اس وقت کیرک زمین پر بیٹھ گیا اور اپنی جیب مین سے
ایک بھدی سی گھڑی نکالکر وقت دیکھنے لگا۔ دریائی بچھڑون کے گلہ کو اوسنے
تیس منٹ تک دم لیکر ٹھنڈا ہونے دیا۔ کیونکہ اوس سے اس قدر قریب
تھا کہ اوس کی ٹوپی کے چھجے پر سے شبنم کے جو قطرے ٹپ ٹپ نیچے گر رہے
تھے اونکی آواز اوسے سنائی دے رہی تھی۔ جب آدھا گھنٹہ گذر چکا تو دس
یا بارہ آدمی جن مین سے ہر ایک کے ہاتھ مین لوہے کا تین چار فیٹ لمبا
گرز تھا آگے بڑھے اور کیرک کے اشارہ پر اونھون نے دو چار دریائی بچھڑونکو
جن کے جسم پر اپنے ساتھیون کے کاٹنے کے نشان پڑے ہوئے تھے یا
ہوا ابھی زیادہ گرم تھی اپنی بوٹون کی ٹھوکرین مار مار کر دوسرے بچھڑون سے

علیحدہ کر دیا۔ اسکے بعد کیر کرنے باواز بلند حکم دیا کہ چلو۔ یہ سنتے ہی آدمیون نے اپنے گرز تڑا تڑ دریائی بچھڑون کے سرون پر برسانے شروع کیے۔ دس منٹ کے بعد کوٹک اپنے رفیقون مین سے ایک کی شکل بھی نہین پہچان سکا کیونکہ اونکی کہالین ناک سے لیکر پچھلے پنجون تک کھینچ لی گئی تھین اور زمین پر اونکے ڈھیر لگا دیے گئے تھے۔ بیچارے کوٹک کے لیے یہ نظارہ بس تھا۔ وہ دفعتہً پلٹا اور بے تحاشا سمندر کی طرف بھاگا —— (دریائی بچھڑا کچھ دور تک بہت تیز دوڑ سکتا ہے) مارے خوف کے اوسکے جسم کا ہر ایک رونگٹا کھڑا ہو رہا تھا۔ شیر دریائی کے مسکن کے قریب جہان بڑے بڑے دریائی شیر بیٹھ پر بیٹھا کرتے ہین وہ غڑاپ سے ٹھنڈے پانی مین جا کودا اور ہانپنے لگا۔ ایک دریائی شیر نے جو پاس ہی تھا غرّا کر پوچھا۔ "کیا ہے"؟ دریائی شیر عام طور پر علیحدہ ہی رہتے ہین اور بچھڑون سے میل ملاپ نہین رکھتے۔

کوٹک نے بیقراری کے عالم مین جواب دیا "مجھے نہایت

میرا دل نہایت بے قرار ہے۔ سمندر کے ساحل پر جسقدر مجروحچھڑے تھے وہ ادن سب کو مار رہے ہین"

دریائی شیر نے ساحل کی طرف منھ پھیر کر جواب دیا۔" یہ تمہاری بیتابی میری سمجھ مین نہین آتی تمہاری سب دوست ساحل پر پہلے کیطرح کھیل کود اور سیر تماشے مین مشغول ہین اور ادن کا شور وغل ذرا فرو نہین ہوا۔ تم نے غالباً بڑے کیرک کو کسی گلہ کا صفایا کرتے ہوے دیکھا ہوگا۔ مگر اسمین نئی بات کونسی ہے وہ تیئس سال سے برابر اس کام کو کر رہا ہے"

اسپر کوٹک نے کہا۔" مین تو اس کی تاب نہین لا سکتا۔ یہ ایک نہایت ہی خوفناک بات ہے"

دریائی شیر بولا۔" تمہین یہ بات ہیبت ناک معلوم ہوتی ہو لیکن اگر تمہاری قوم ہر سال اس ساحل پر آیا کرے گی تو لامحالہ انسانون کو معلوم ہو جاے گا۔ اور وہ ہمیشہ تمہارا شکار کیا کرینگے۔ ہان اگر تمکو کوئی ایسا جزیرہ ملجاے جہان انسانون کا قدم نہ پہونچا ہو تو تمہین اطمینان اور سلامتی سے زندگی بسر کرینگی

اُمید ہو سکتی ہے"

کوٹنگ نے پوچھا "کیا دنیا مین ایسا کوئی جزیرہ نہین ہے"

دریائی شیر نے جواب دیا "مین بیس سال تک پلتوس مچھلی کے پیچھے اس اُمید مین پہرتا رہا ہون کہ وہ اس قسم کے کسی جزیرہ مین جائے تو مجھے اسراغ ملجائے لیکن آجتک مجھکو کامیابی نہین ہوئی۔ مگر چونکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تمہین اپنے بڑون سے بڑہ بڑہ کر باتین کرنے کا بہت شوق ہے اسلئے تم دریائی سانڈ کے جزیرہ مین جاؤ اور وہان سمندر جادو سے ملو۔ غالباً وہ تمہارے سوال کا جواب دے سکے گا۔ یہان سے وہ جزیرہ چھہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ لیکن تم تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو اور اگر مین تمہاری جگہ ہوتا تو پہلے پانی سے نکلکر کچھ دیر ستا کر لیتا"

کوٹنگ نے اس نصیحت پر عمل کیا اور اپنی ساحل کی طرف تیرتا ہوا بڑھا وہان پہونچکر وہ پانی سے نکلا اور ریت مین آدھ گھنٹہ لیٹا پڑکر سو گیا۔ سوتے وقت اوسکا تمام جسم پھڑ پھڑا رہا تھا جیسا کہ دریائی بچھڑون کا دستور

کی حالت مین قاعدہ ہوتا ہے۔ نیند لے چکنے کے بعد کوٹک نے سیدھا دریائی سانڈ کے جزیرہ کا رخ کیا۔ یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جو نواسس توشنہ کے شمال مشرق کی طرف واقع تھا۔ اس جزیرہ مین پہاڑیان اور چٹانین جا بجا پھیلی ہوئی تھین جن پر بحری قازون نے اپنے گھونسلے بنا رکھے تھے اور دریائی سانڈون کے گلے اس مین رہا کرتے تھے۔

جزیرہ کے کنارہ پر وہ اوس جگہ جا نکلا جہان سمندر جادو اپنے پچھلے پاؤن آدھے جھال مین اور آدھے اوس سے باہر نکالے لیٹا ہوا تھا۔ سمندر جادو بحر الکاہل شمالی کا دیو قامت۔ کریہ المنظر۔ کپے کیطرح پھولا ہوا۔ دو وڑون سے بھری ہوئی کھال۔ موٹی گردن۔ اور لمبے دانتون والا دریائی سانڈ تھا جو سونے کی حالت کے سوا اور کسی حالت مین یہ نہ جانتا تھا کہ تمیز کس جانور کا نام ہے۔ اسوقت بھی وہ سو رہا تھا۔

بحری قاز بہت شور مچا رہے تھے اسلئے کوٹک نے جسقدر بلند آواز سے اوس سے ہو سکا چلا کر کہا "سمندر جادو! سمندر جادو ہوست اجاگو

سمندر جادو نے ایک جمائی لی۔ اور گھبرا کر کہا "کون ہے؟ مجھے کس نے پکارا؟" اور یہ کہہ کر اوسنے اپنے دانت کی ضرب سے دوسرے سانڈ کو جواوسکے پیچھے سو رہا تھا جگایا اور اس دوسرے نے اسی طرح سے اپنے پیچھے والے سانڈ کو جگادیا اور علیٰ ہذا القیاس باقی کے سانڈ بھی سلسلہ وار جاگتے ہوئے چلے گئے حتیٰ کہ تھوڑی دیر مین تمام سانڈ جاگ اوٹھے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر ہر طرف دیکھنے لگے مگر جسطرف دیکھنا چاہیئے تھا اوسطرف کوئی نہین دیکھتا تھا۔

آخر کار کوٹک نے جو ایک سفید گھونگا معلوم ہو رہا تھا کہا "ادہر دیکھو مین ہون کوٹک!"

[illegible]

دریائی سانڈون سے بھی اوس پر اسطرحکی نظر ڈالی جیسے افیمی بڈھے اوس لڑکے پر ڈالا کرتے ہین جو اونکے مجمع مین آکر اونکو دق کرے۔ کوٹک نے اون کی اس خفگی کے اظہار کی ذرا پروا نہ کی اور بولا "کیا تم مجھے کوئی ایسی جگہ

بتا سکتے ہو جہان دریائی بچھڑے جا کر رہین مگر جہان آدمی کبھی نہ آئے ہون"
سمندر جادو نے دانت پیس کر جواب دیا "جا کے دریافت کرتا پھر۔
بھاگ جا یہان سے۔ ہم اپنے کام مین مصروف ہین" یہ کہہ کر اوسنے
اپنی آنکھین بند کرلین اور پھر پینک مین چلا گیا۔

کوٹک دلفین کی طرح ہوا مین اچھلا اور بآواز بلند چلایا "گھونگے کھانیوالا!
کائی پر اوقات بسر کرنے والا!" اوسے معلوم تہا کہ سمندر جادو گو بظاہر خوفناک
معلوم ہوتا تہا لیکن اوسنے عمر بھر مچھلی کا شکار نہین کیا تھا۔ بلکہ گھونگے اور
سمندر کی کائی نکال نکال کر کھاتا تھا۔ بحری پنڈبیون اور بحری قازون نے
جو ہمیشہ اسبات کی تاک مین لگے رہتے تھے کہ موقعہ پائین تو سمندر جادو پر جو
کریہ المنظر ہونے کے علاوہ نہایت ہی کج خلق تہا آوازہ کسین کوٹک
کے فقرہ کو دہرانا شروع کیا اور لمرشن مجھ سے کہتا تہا کہ دریای سانڈوان
کے جزیرہ پر اوسوقت پانچ منٹ تک ایسا شور وغل برپا رہا کہ بندوق بھی
اگر چلتی تو آواز نہ آتی۔ سب کے سب آبی پرندے چیختے اور چلاتے ہوئی

یہ شور مچا رہے تھے۔" کائی کھانیوالا! گھونگے ڈھکوسنے والا! بڈھا کھوسٹ!"

سمندر جادو اپنی شان میں ایسے حقارت آمیز لفظ سُن سُن کر پیچ وتاب کھا رہا تھا اور غراتا اور پھنکارتا ہوا کروٹین بدل رہا تھا۔

اسوقت کوتنک نے ہانپ کر کہا۔" اب بھی بتاؤ گے یا نہیں ؟"

سمندر جادو نے جواب دیا۔" جاکر دریائی بیل سے دریافت کر۔ اگر وہ زندہ ہے تو جو بات تو نے پوچھی ہے وہ تجھے بتا سکیگا۔"

کوتنک نے پوچھا۔" دریائی بیل کی شکل کیسی ہے۔ مین اگر اوس سے ملون تو کسطرح پہچانون کہ دریائی بیل یہی ہے ؟"

اسپر ایک بحری قاز نے سمندر جادو کے سر کے گرد چکر کاٹ کر کہا۔ " دریائی بیل کا پتہ یہ ہے کہ سمندر جادو سے بھی زیادہ بدشکل ہے اور بدشکل ہی نہین بلکہ بداخلاقی مین بھی وہ اس سے بڑھا ہوا ہے۔ کائی کھانیوالا! گھونگے ڈھکوسنے والا! بڈھا کھوسٹ!"

کوتنک اب رخصت ہوا اور تیرتا ہوا لو اس توشنہ پہنچا لیکن

معلوم ہوا کہ کسی کو اوس کی اس تجویز سے کہ دریائی بچھڑون کی قوم کے لئے
کوئی ایسی جگہ تلاش کیجائے جہان وہ امن و فارغ البالی کے ساتھ زندگی
بسر کرین اتفاق نہ تھا۔ اوسکے رفیقون نے اوس سے کہا کہ آدمی ہمیشہ سے
مچھروبچھڑونکو ہانک کر لیجاتے رہے ہین اس مین کوئی نئی بات نہین۔ اور اگر
تمہین ڈرانے والے تماشے کے دیکھنے کی خواہش نہ تھی تو تم ندیج مین گئے
ہی کیون تھے؟ لیکن دوسرے کسی دریائی بچھڑے نے اپنے ساتھیون
کو قتل ہوتا ہوا نہین دیکھا تھا اور کوٹک مین اور دوسرے بچھڑونمین یہی فرق تھا۔
اسکے علاوہ اگر کوئی اور فرق اون مین اور کوٹک مین تھا تو وہ یہ کہ کوٹک کی رنگت
سفید تھی۔

بحری صیاد نے جب اپنے بیٹے کی سرگذشت سنی تو کہا۔ "بیٹا تمہین
چاہیئے کہ نشو ونما پا کر تن و توش اور زور و طاقت مین اپنے باپ کے برابر
ہو جاؤ اور شادی کر کے اپنے اور اپنے بال بچون کے لیے ساحل پر ایک
نشیمن تجویز کر لو۔ پھر تم سے کوئی تعرض نہین کرے گا۔ پانچ سال مین تم

اس قابل ہو جاؤ گے کہ اپنے دشمنون کا مقابلہ خود کر سکوگے" نیک نہاد مٹلکو
نے بھی جو اوسکی مان تھی اوس سے یہ کہا "کوٹک تم مجر دیچھیرون کو مارے
جانے سے کبھی بچا نہین سکوگے - جاؤ جا کر دریا مین کھیلو" غرضنکہ کوٹک
گیا اور سمندر مین آگ کا ناچ ناچا مگر اوس کا دل پامال اندوہ وغم تہا -

جب بہار کا موسم گذر گیا اور خزان آئی تو کوٹک اپنے دل مین ایکبات
ٹہان کر تن تنہا تو اسس توشنہ سے رخصت ہوا - اوسکا مقصد یہ تھا کہ دریائی
بیل سے جا کر ملے اور یہ دریافت کرے کہ آیا کوئی ایسا جزیرہ بھی روے
زمین پر موجود ہے جسکی وسیع اور فرحت بخش ساحلون پر دریائی بچھڑے جاکر
آرام واطمینان سے رہ سکین اور وہان آدمی اون سے تعرض نہ کرسکین -
غرضنکہ اوسنے تمام بحر الکاہل کو شمال سے لیکر جنوب تک اس جستجو مین ایک دنمین
تین تین سو میل تیر کر چہان مارا - اثنائے سفر مین اوسے بہت سے حادثے
پیش آئے جنکی تفصیل کیلئے ایک کتاب چاہیئے - ایک دفعہ وہ ایک گھڑیال
کے منہ مین جاتے جاتے بچا اور سمندر مین جلتنے ڈاکو اور اچھلے بدمعاش

موج نوردی کیا کرتے ہین سب سے اوسکی مٹ بھیڑ ہوئی۔ لیکن جس مقصد کیلئے اوس نے سفر اختیار کیا تھا وہ حاصل نہ ہوا۔ نہ تو اوسے دریائی بیل ہی ملا اور نہ کوئی ایسا جزیرہ جو اوسکی مرضی کے مطابق ہو۔ اگر کسی جزیرہ کے ساحل کو وہ حسب دلخواہ پاتا تو ساتھ ہی کچھ دور پر کسی دخانی کشتی کا دہوان بھی افق پر اوٹھتا ہوا اوسکی دیکھنے مین آتا اور اس دہوئین کے معنی سے کوٹک بخوبی واقف تھا۔ یا وہ دیکھتا کہ دریائی بچھڑے یہان ایک دفعہ آئے تو تھے مگر انجام یہان بھی اون کا وہی ہوا جو نواس تو شنہ مین ہوا کرتا ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکال لیتا کہ جہان آدمیون کا گذر ایک دفعہ ہوا ہو۔ وہان وہ پھر بھی آسکتے ہین۔

ایک دفعہ کوٹک نے ایک بڈھے بحری ہنس کے ساتھ دوستی گانٹھی جس نے اوسے یہ بتایا کہ امن واطمینان سے زندگی بسر کرنے کیلئے جزیرہ گرگون سے بڑھ کر کوئی جگہ نہین۔ یہ اطلاع پاکر کوٹک اس جزیرہ کو دیکھنے گیا اور جب اوسکے ساحل کے قریب پہونچا تو بمشکل تمام ایک طوفان مین کچھ کالی چٹانون سے جو پانی مین اوٹھی ہوئی تھین۔ ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ لیکن جب طوفان

ذرا ٹھہا تو اوسنے دیکھا کہ اس جزیرہ مین بہی دریائی بچہڑونکے نشیمن موجود تھے اور جن جن جزیرون مین وہ گیا وہان بھی اوسنے یہی حال پایا۔

لمرشن نے مجھے بہت سے جزیرون کے نام بتاے جہان جہان کوٹنگ گیا تہا اور بیان کیا کہ کوٹنگ پانچ سال تک اس جستجو مین سفر کرتا رہا۔ ہر سال مین چار مہینے تو وہ البتہ نواس توشنہ مین آرام لیتا اور اس زمانہ مین دوسرے مجرد بچہڑے اوس کا اور اوسکے خیالی جزیرہ کا مضحکہ اڑایا کرتے لیکن باقی زمانہ وہ سفر مین گذارتا۔ پہلے وہ جزیرہ گیلاپگاس مین گیا جو خط استوا کے قریب ایک نہایت ہی گرم اور خراب مقام ہے اور جہان مارے گرمی کے اوسکی ایسی بری حالت ہوئی کہ وہ مرتے مرتے بچا۔ اِسکے بعد وہ سیکے بعد دیگرے مجمع الجزائر۔ جارجیا۔ جزیرہ آرکنیز۔ جزیرہ زمرد۔ جزیرہ بلبل۔ جزیرہ گاف جزیرہ بووٹ۔ اور جزیرہ کروسٹس مین گیا۔ حتی کہ ایک چھوٹا سا جزیرہ بھی جو راس امید کے جنوب کی جانب واقع تھا۔ اوس کی جزیرہ گردی سے نہین بچا لیکن ہر جگہ سمندر والے اوسسے وہی پرانی داستان سناتے۔

وہ مایوس ہو چلا تہا۔ اوس سے یہی بیان کیا جاتا تہا کہ دریائی بچھڑے اس جزیرہ پر ایک زمانہ مین آکر رہے تھے لیکن آدمی زادون نے اون سب کو مار ڈالا۔ اور یہ حالت کچھ بحر الکاہل کے جزیرون پر ہی موقوف نہ تھی بلکہ ایک دفعہ جب وہ ایک دوسرے سمندر مین بحر الکاہل سے کئی ہزار میل کے فاصلہ پر پہونچا اور اوس کا گذر ایک مقام مین جو راس کاریٹیز کہلاتا تھا ہوا تو اوس نے ایک چٹان پر کئی سو دریائی بچھڑون کو دیکھا اور اونہون نے اوس سے کہا کہ یہان بھی آدمی زاد آیا کرتے ہین۔ یہ سنکر بیچارے کوٹک کا دل قریب قریب ٹوٹ گیا۔ اوسنے دل مین خیال کیا کہ اب زیادہ سفر کرنے سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔ یہ سوچکر اوسنے راس توشنہ کے ساحل کا رخ کیا ایکدن تیرتے تیرتے وہ ایک جزیرہ مین پہونچا جو سبز درختون سے بھرا تھا۔ یہان اوسنے سمندر کے کنارے ایک ضعیف و ناتوان دریائی بچھڑے کو دیکھا جسکا آخری وقت قریب آپہونچا تھا۔ کوٹک نے کچھ مچھلیان پکڑین اور اوسے لاکر کھلائین اور جب اوس مین کچھ سکت آئی تو اپنی تمام ناکامیون کا حال اوس سے بیان کرگیا

اوسنے کہا۔"اب مین تواس توشنہ کو واپس جاتا ہون اور اگر دوسرے مجرد بچھڑونکے ساتھ مجھے بھی آدمی زاد ہانک کر مقتل مین لیگئے تو مجھے چندان پروا نہ ہوگی کیونکہ میری امیدون کا اب خاتمہ ہوگیا ہے"

بڈہے دریائی بچھڑے سنے جواب دیا۔"ایک دفعہ اور کوشش کر کی دیکھو مین مسافورا کے ساحل کا سب سے آخری بچھڑا ہون جس زمانہ مین انسان ہمارے ساحل پر آکر ہماری ان گنت جماعت مین سے لاکھہ کو پکڑ کر مارا کرتے تھے تو ساحل پر ایک روایت مشہور تھی کہ شمال کی طرف سے کسی دن ایک سفید دریائی بچھڑا آئیگا اور اپنی قوم کو ایک ایسی جگہ لیجائیگا جہان وہ امن اور فراغت کے ساتھ اپنے دن گذارینگے مین تو بڈہا ہون اور قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھا ہون اس لئے میری قسمت مین نہین کہ وہ دن دیکھون لیکن دوسرون کے لئے وہ دن ضرور آئے گا۔ تم ایک دفعہ اور کوشش کرو"

کوٹک نے اپنی مونچھون پر تاؤ دیکر کہا۔"سمندر کے کنارے اگر کوئی سفید دریائی بچھڑا کبھی پیدا ہوا ہے تو وہ مین ہی ہون۔ اور اگر کسی دریائی بچھڑ

کبھی نہ سنے جزیرون کی تحقیق کا خیال پیدا ہوا ہے۔ تو وہ بھی مین ہی ہون"۔

غرضکہ کوٹک کی ہمت یہ بات سنکر بہت کچھ بڑھ گئی۔ جب موسم بہار کے

شروع ہونے پر وہ نواس توشتہ مین پہونچا تو اوسکی مان مٹکو نے اوس سے

کہا کہ بیٹا اب تمکو چاہیئے کہ شادی کر کے اپنا گھر آباد کرو اور فراغت و اطمینان سے

ایک جگہ رہنا شروع کرو کیونکہ اب تمہارا قد اپنے باپ بحری صیاد کے برابر ہو گیا

ہے اور تم بھی ویسے ہی زبردست اور خونخوار نظر آتے ہو۔ یہ سنکر کوٹک نے

جواب دیا۔" امان جان مجھے ایک سال کی مہلت اور دیجیے۔ یاد رکھیئے کہ سال

پر سب سے زیادہ دور تک جو لہر جایا کرتی ہے۔ وہ ہمیشہ ساتوین موج ہوا کرتی ہے"

عجیب اتفاق یہ ہوا کہ ایک بچھڑی نے بھی یہی خیال ظاہر کیا کہ مین

اگلے سال چلکر شادی کرون گی۔ اس بچھڑی سے کوٹک کی نسبت ٹھہر گئی اور

کوٹک اپنی آخری تحقیقات کی مہم پر روانہ ہونے سے ایک رات پہلے سال

اقتن پر اوسکے ساتھ ملکر آگ کا ناچ ناچا۔ اس مرتبہ اوسنے مغرب کا رخ کیا کیونکہ

اوسے ... مچھلیون کے ایک بڑے غول کا کھوج ملگیا تھا اور اوسے اپنا پیٹ

بھرنے کیلیئے روزانہ کم ازکم سوامن مچھلی کے گوشت کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس غول کا تعاقب کرتے کرتے وہ تھک گیا اور تاسبے کے جزیرے کے قریب پانی مین پڑکر سوگیا۔ آدھی رات کے قریب یکایک اوس کی آنکھ کھلی اور اوسنے دیکھا کہ سمندر کے کنارے پایاب پانی مین کچھ عظیم الجثہ جانور کائی چرتے ہوئے پھر رہے ہین۔ انہین دیکھتے ہی وہ بولا "قسم ہے مجھکو میگیلن کی کوہ پیکر موجون کی کہ مین نے اس سے پہلے سمندر کی اس قوم کے لوگون کو نہین دیکھا"

ان جانورون کی شکل سمندر کے کسی جانور سے جو کوٹک کے دیکھنے مین آچکا تھا نہین ملتی تھی۔ نہ وہ دریائی گھوڑے کی طرح تھے۔ نہ شیر دریائی کی طرح اور نہ دریائی بچھڑے یا وہیل مچھلی یا گھڑیال یا کسی دوسرے اسی قسم کے جانور سے مشابہت رکھتے تھے اون مین سے ہر ایک کا طول بیس اور تیس فٹ کے درمیان تھا اور دریائی بچھڑون کی طرح اونکے پچھلے پر نما پاؤن موجود نہین تھے البتہ اونکی کرچھے کی سی دُمین تھین جو ایسی معلوم ہوتی تہین کہ گویا گیلے چمڑے کے ٹکڑے ہین جو کاٹکر اونکی دمونکی جگہہ لگا دیے گئے ہین۔ اون کے سرونکی

شکل نہایت مکروہ اور لغو تھی اور چرائی کے وقت کے علاوہ وہ اپنی دمون کے سہارے گہرے پانی مین کھڑے ہوکر ایک دوسرے کو جہک کر سلام کرتے تھے اور اپنے اگلے چپو سے پنجون کو اسی طرح ہلاتے تھے جیسے کوئی موٹا آدمی اپنا بازو ہلاتا ہو۔

کوٹک کھنکار کر بولا "صاحبو مین آپ کی خدمت مین تسلیم عرض کرتا ہون"

اسکے جواب مین عظیم الجثہ جانورون نے اپنی گردن جھکائی اور اگلے پنجے ہلائے

جب اونہون نے پھر چرنا شروع کیا تو کوٹک نے دیکھا کہ اون کے اوپر کے ہونٹ دو حصّون مین کٹے ہوئے ہین اور کائی کا ہر لقمہ جو تیس بتیس سیر سے کم نہ ہوگا منھ مین لیجاتے وقت وہ ان حصّون کو ایک دوسرے سے ایک فٹ کے فاصلہ سے جدا کرکے پھر ملا دیتے ہین۔ کوٹک کو یہ دیکھہ کر بڑا تعجب ہوا اور وہ بولا کہ یہ بھی کہانے کا ایک عجیب طریقہ ہے۔ اسوقت اونہون نے اپنی گردنین پھر جھکائین اور کوٹک کو اشتعال طبع ہونے لگا۔ برہم ہوکر اوسنے کہا "اگر تمہارے اگلے پنجون مین ایک زاید جوڑ ہے تو تمھین اوس کی نمائش

کی چنداں ضرورت نہین - مین دیکھہ سکتا ہون کہ تم خوبصورتی سے اپنے سرونکو خم کرتے ہو لیکن مجھے اپنا نام تو بتاؤ" اسکے جواب مین کٹے ہوئے ہونٹ پھر ملے اور ہری ہری شیشہ کی سی چمکدار آنکھین پھر کوٹک پر جم گئین لیکن منہ سے یہ عجیب جانور کچھہ نہ بولے -

تب تو کوٹک کو نہایت غصہ آیا اور وہ بولا "سمندر جادو سے زیادہ بدشکل اور زیادہ کج خلق مین نے اگر کسی کو پایا ہے تو تمہین کو"

اسوقت کوٹک کو دفعتہً وہ بات یاد آگئی جو بحری قاز نے دریائی گھوڑون کی جزیرے مین اوس سے چلا کر اوسوقت کہی تھی جبکہ وہ ایکسال کا بچہ تھا - اس خیال کے ذہن مین آتے ہی وہ خوشی کے مارے پانی مین اچھل پڑا کیونکہ اوسی معلوم ہو گیا کہ آخرکار دریائی بیل اوس کو ملگیا -

دریائی بیل پھر چرنے لگے اور کوٹک نے ہر ایک زبان مین جو اوس نے اپنے کثیر التعداد سفرون مین سیکھی تھی اون سے سوال پوچھنے شروع کئے لیکن دریائی بیلون نے کچھہ جواب نہ دیا جسکی وجہ یہ تھی کہ دریائی بیل [illegible]

نہین سکتا۔ اوس کی گردن مین جہان سات ہڈیان ہونی چاہئین وہان صرف
چھہ ہین اور سمندر والون کی رائے ہے کہ اسی وجہ سے دریائی بیل اپنے ساتھیون
سے کبھی بات چیت نہین کرسکتا۔ مگر چونکہ اوسکے اگلے پنجے مین ایک زاید جوڑ
ہے اس لئے وہ اسکو نیچے اوپر ہلاکر اشارون سے باتین کرسکتا ہے۔

جب دن نکلا تو دریائی بیلون نے نہایت دہیمی رفتار سے شمال کی طرف
سفر کرنا شروع کیا۔ کوٹک بہی دلمین یہ کہتا ہوا اونکے پیچھے پیچھے ہولیا " یہ اسقدر
احمق اور نادان ہین کہ اگر انکو کوئی ایسا جزیرہ نہ ملگیا ہوتا جہان انسانون کی رسائی
نہین تو ان کا کبھی کا خاتمہ ہوچکا ہوتا۔ اور جو مقام سکونت دریائی بیل کے لئے عمدہ
ہے وہ بحری صیاد کی اولاد کیلئے بہی موزون ہونا چاہئیے۔ بہرحال مین چاہتا ہون
کہ رستہ جلد جلد کٹے "

دریائی بیلون کی سست چال نے کوٹک کو تھکا دیا۔ چالیس یا پچاس میل
روزانہ سے زیادہ سفر وہ نہین کرتے تھے اور رات کیوقت چرائی کے لیے ساحل
پر اتر پڑتے تھے۔ کوٹک نے ہزار چاہا کہ وہ ذرا تیز چلین مگر اونہون نے اپنی

رفتار ایک میل بھی نہین بڑہائی۔ شمال کی طرف اس رفتار سے جاتے جاتے
ایک دن کوٹک کو محسوس ہوا کہ وہ پانی کی ایک گرم رو کے ساتھ تیر رہے ہین اور
اس وقت سے کوٹک اون کو زیادہ وقعت کی نگاہ سے دیکھنے لگا۔ ایک دن
رات کے وقت اونہون نے پانی مین جو چاندنی مین چمک رہا تھا غوطہ لگایا اور
کوٹک نے دیکھا کہ اونہون نے تیزی سے تیرنا شروع کر دیا ہے وہ اونکے
پیچھے پیچھے ہولیا اور اون کی اسوقت کی سرعت رفتار پر اوسے نہایت ہی تعجب
ہوا کیونکہ اوسے کبھی گمان نہین ہوسکتا تھا کہ دریائی بیل کو بھی تیراک ہونے کا دعوی
ہوگا ساحل سے شروع ہو کر پہاڑیون کا ایک سلسلہ دور تک سمندر مین چلا گیا
تھا۔ دریائی بیل ان پہاڑیون کے متوازی تیرتے ہوئے گئے اور اون کے
اختتام پر ایک تاریک سوراخ مین پانی کی سطح سے چالیس گز نیچے داخل ہوئے
کوٹک نے اپنے آپکو ایک تاریک سرنگ مین پایا اور بہت دیر تک اس سرنگ
مین اوسے اون کے پیچھے پیچھے جانا پڑا۔ تازہ ہوا اس مین نام کو نہ تھی اور کوٹک
کا دم گھٹا جا رہا تھا۔

آخر کار کوٹک سرنگ کے دوسرے سرے پر کہلے پانی مین ہانپتا ہوا نکلا۔
دریائی بیل یہان پہونچ کر منتشر ہو گئے اور ساحل پر مزے سے چرنے لگے۔
ایسا دلفریب اور خوش آیند ساحل کوٹک نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تہا سلیٹ
چٹانون کی دہاریان میلون تک سمندر کے کنارے چلی گئی تھین جو دریائی
بچھڑون کے نشیمنون کے لئے نہایت موزون تہین اور ان کے پیچھے
ریت کے چمکتے ہوئے قطعے دور تک پہیلے ہوئے تھے جن پر بچھڑے اپنے
کہیلنے کیلیے اکہاڑے بنا سکتے تھے۔ اسکے علاوہ موجین ساحل سے اس
انداز کے ساتہہ آکر ٹکراتی تہین کہ دریائی بچھڑے ان مین بڑے لطف سے
رقص کی محفل آراستہ کر سکتے تھے اور کنارے سے کچھ دور لمبی لمبی سبز گہاس
کا بستر بچھا تہا جس پر ناچنے کے بعد وہ لوٹ لگا سکتے تھے۔ کوٹک کو سب سے
زیادہ خوشی جس بات کے دریافت کرنے سے ہوئی وہ یہ تھی کہ وہان کے پانی
مین ایک ایسی کیفیت تھی جس سے صاف معلوم ہوتا تہا کہ کوئی انسان یہان کبھی
نہین آیا۔ سب سے پہلے کوٹک نے اس بات کی طرف سے اپنا اطمینان کر لیا کہ یہان

مچھلیاں بافراط موجود ہین۔ اور اسلئے اپنی خوراک بہم پہونچانے کے لئے دریائی
بچھڑون کو جو ہجرت کر کے یہان چلے آئین خوراک حاصل کرنے کے لئے زیادہ
دور نہین جانا پڑے گا۔ پھر وہ تیرتا ہوا گیا اور اون خوشنما چھوٹے چھوٹے ریتیلی
جزیرون کو جو دہندمین پورسے نظر نہین آتے تھے جا کر گن آیا۔ شمال کیطرف
سمندر کے اندر چٹانون اور پہاڑیون کا ایک سلسلہ دور تک پھیلا ہوا چلا گیا
تھا۔ جسکی وجہ سے ناممکن تھا کہ کوئی جہاز ساحل سے چھ میل کے فاصلہ اندر آجائے۔
یہ سب کچھ دیکھ چکنے کے بعد کوٹک خوش ہو کر بولا " یہ تو مین گویا نواس
توشنہ مین پھر آگیا مگر نواس توشنہ سے یہ جگہ دس حصے زیادہ اچھی ہے۔
دریائی بیل کو مین بیوقوف خیال کرتا تھا مگر وہ تو بڑا عقلمند نکلا۔ آدمی زاد اول تو
اس جزیرہ کو جانتے ہی نہین اور اگر جانتے بھی ہون تو یہان وہ آنہین سکتے
کیونکہ سمندر مین جو چٹانین ہین اون سے ٹکرا کر جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا۔
اگر سمندر مین کوئی مقام محفوظ اور خطرہ سے خالی ہے تو وہ یہی مقام ہے "
یہ کہکر وہ دل مین سوچنے لگا کہ مین اگر اپنی قوم کو یہان لا کر آباد کر دون تو کیا ہی

مزا ہو۔ اس لیئے اوسنے اس جزیرہ کو اچھی طرح سے دیکھ بھال کر اور اسکا پتہ ذہن نشین کر کے نواس توشنہ کا رُخ کیا۔

پھر پہونچنے مین اوسے دس دن لگے اور جب وہ شیر دریائی کے مسکن کے قریب نواس توشنہ کے ساحل پر جا کر نکلا تو اوسنے اپنی منگیتر کو جس سے گذشتہ موسم بہار مین اوس کی نسبت ٹھہری تھی اپنا منتظر پایا۔ کوٹک نے محبت بھری نگاہون سے اپنی معشوقہ کو دیکھا لیکن اوس کی نگاہین ساتھ ہی یہ بھی کہے دیتی تھین کہ جس جزیرہ کا وہ اتنی مدت سے متلاشی تھا وہ آخر کار اوس نے پالیا ہے۔

لیکن جب کوٹک نے نئے جزیرہ کی داستان اپنی قوم کو جا کر سنائی تو مجردبچھڑون اور اوسکے باپ بحری صیاد اور نیز باقی دریائی بچھڑون نے اوسے ٹھٹھے مین اڑا دیا اور ایک نو عمر دریائی بچھڑے نے جو سن مین اوسکے برابر تھا اوس سے کہا۔ کوٹک حکایت تو تمہاری واقع مین دل کو لبھانے والی ہے لیکن ہمکو کیسے یقین ہو کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ سچ بھی ہے۔ جب کیکو

اتنا بھی معلوم نہ ہو کہ تم کہان سے آرہے ہو تو بھلا تمہارے اس حکم کو کہ ہم سب تمہارے ساتھ ہولین کوئی کیسے مانے ؟ شاید تمکو خیال نہین کہ ہم سبھون نے اپنے اپنے نشیمنوں کو لڑبھڑ کر حاصل کیا ہے اور تم ہمیشہ لڑائی سے کتراتے رہے ہو۔ چلو سمندر کی سیر مین تم سب سے پیچھے رہو گے ہو۔" اس پر باقی سب کے تمام دریائی بچھڑون نے قہقہہ لگایا اور جس نوجوان دریائی بچھڑے نے کونٹک پر پھبتی کہی تھی وہ اکڑ کر اپنی گردن کو دائین بائین پھرانے لگا۔ اوس کی شادی اسی سال ہوئی تھی اور اس پر وہ اترایا پھرتا تھا۔

کوٹک نے جواب دیا۔ "میری ابھی شادی نہین ہوئی کہ مین نشیمن کے لیے لڑتا پھرون۔ اسکے علاوہ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ مین تم سبھون کو ایک ایسی جگہ دکھاؤن جہان تم امن اور سلامتی کے ساتھ بے کھٹکے رہ سکو۔ آپس مین لڑتے مرنے سے کیا فائدہ ؟"

اسپر نوجوان دریائی بچھڑے نے ازراہ تمسخر کہا۔" لڑنے سے پہلوتہی کرنیکا تم نے اچھا ڈھب نکالا ہے جب تم ایسا کنیا تے ہو تو اورین

کیا کر سکتا ہون"

یہ سنکر کوٹک نہایت برافروختہ ہوا اور اوسنے اپنے حریف کو کڑک کر یہ جواب دیا "اگر تمہارے مقابلہ مین مین جیتون تو کیا تم میرے ساتھ جہان مین تمکو لے چلون چلو گے؟

نوجوان بچھڑا بے پروائی سے بولا "ہان ضرور چلون گا۔ مگر مین دیکھون تو سہی کہ تم کیسے جیتتے ہو" وہ یہ کہنے نہین پایا تھا کہ کوٹک نے بجلی کیطرح تڑپ کر اپنے دانت اوسکی گردن مین پیوست کر دئے۔ پھر اپنے پچھلے پاؤن کے بل کھڑے ہوکر اوس نے اس زور کی ٹکر اوسے ماری کہ وہ ریت پر چارون شانے چت گرا۔ اسکے بعد کوٹک نے دہاڑ کر دوسرے دریائی بچھڑون سے کہا "مین پانچ سال سے تمہارے لئے اپنا لہو اور پسینا ایک کر رہا ہون۔ مین نے تمہارے واسطے ایک ایسا جزیرہ تلاش کیا جہان تم کو کسی دشمن کا خوف نہین اور جہان امن و آسایش سے تم زندگی بسر کر سکتے ہو لیکن جبتک [illegible] سے تھپیڑون کے تمہارے گوڈر بھرے سرون کا بھرتا نہ بنایا

جائے اوسوقت تک تم میری بات کا یقین نہ کروگے۔ اب مین تم سب کو اپنی بات سنواتا ہون سنبھل جاؤ"

لمرشن بیان کرتا ہے (اور لمرشن کے بیان کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہر سال ہزارہا بڑے بڑے دریائی بچھڑون کی لڑائی اوس کے دیکھنے مین آتی ہے) کہ مین نے اپنی تمام عمر مین ایسا زبردست اور خوفناک حملہ نہین دیکھا جو کوٹک نے نشیمنون پر کیا۔ اوسنے بڑے سے بڑے دریائی سانڈ کو جو اوسکے رستہ مین آیا ٹکر ماری اور اوس کی گردن کو دانتون سے پکڑکر اس زور سے جھنجوڑا اور مروڑا کہ اوسکی گھگی بندہ گئی اسکو ادھموا کرنے کے بعد وہ دوسرے سے جا چپٹا اور پھر اس کا بھی وہی حال کرکے اوسنے تیسرے کو جا دبوچا۔ دوسرے دریائی بچھڑون کے برعکس جو سال مین چار مہینے کچھ نہین کھاتے کوٹک سال کے شروع سے آخر تک خوب پیٹ بھر کر کھاتا رہا تھا اور سمندر مین متعدد بار سفر کرنے سے جسمانی ورزش کی بدولت اوس مین ایسی طاقت آگئی تھی کہ بیان نہین ہوسکتی۔ مارے غصہ کے اسوقت اوس کی

سفید ایال کا بال بال کھڑا تھا۔ اوسکی آنکھون سے شعلے برس رہے تھے۔ اوسکے دانت چمک رہے تھے اور دیکھنے مین وہ نہایت شاندار معلوم ہوتا تھا۔ بڈہے بحری صیاد اوسکے باپ نے اوسے اپنے خوفناک ہلہ مین سالخوردہ دریائی بچھڑون کو دہنے بائین پٹخنیان دیتے اور نوجوان مجرد بچھڑون کی صفون کی صفین الٹتے ہوئے طوفان کی طرح جھپٹتے دیکھا اور اوسنے چلاکر کہا۔ ”کوٹک بے وقوف پڑا ہو لیکن تمام ساحل پر لڑنت مین اوسکے برابر کوئی نہین بیٹا کہین اپنے باپ کو بھی اٹھاکر پٹخ نہ دینا وہ تمہارے ساتھ ہے“

اسکے جواب مین کوٹک اس زور سے ڈکارا کہ تمام ساحل گونج اوٹھا اور بڈہا بحری صیاد جسکی سانس دہونکنی کی طرح پھول رہی تھی اپنی مونچھون کو کھڑا کئے اپنے بیٹے کے پیچھے پیچھے اوسکو مدد پہونچانے کے لئے ہولیا۔ ادہر متکو اور وہ دریائی بچھڑی جسکی کوٹک سے شادی ہونے والی تھی کھڑی ہو کر اپنے اپنے مردونکو سراہنے اور اونکی تحسین کرنے لگین۔ غرضکہ ایک ... اور باپ بیٹے اوسوقت تک برابر لڑتے رہے جب تک

کہ ایک دریائی بچھڑے کو بھی مقابلہ کا دعویٰ رہا۔ جب سب کو اونہون نے پست کر دیا تو ساحل پر وہ پہلو بہ پہلو ڈکار لیتے ہوئے اکڑ اکڑ کر چکر لگانے لگے

رات کیوقت جب تارون نے دہند کی چلمن کے پیچھے سے جھلملانا شروع کیا تو کوٹک ایک چٹان پر چڑہا اور زخمی دریائی بچھڑونکو دیکھہ کر پکارا " اب مین تم کو سبق پڑہا چکا ہون "

اس پر بحری صیاد نے جسکے پٹھے زخمون سے چور ہونے کے باعث اکڑ رہے تھے کہا " گھڑیال نے بھی ان کی وہ گت نہ بنائی ہوتی جو تم نے بنائی ہے۔ بیٹا! جسکو تم پر ناز ہے۔ جس جزیرہ کا تم ذکر کرتے ہو اگر حقیقت مین کوئی ایسا جزیرہ سمندر مین موجود ہے۔ تو مین تمہارے ساتھہ وہان چلون گا "

کوٹک پھر دہاڑ کر بولا " اے سمندر کے موٹے سورو جنکے نہ صرف جسم پر بلکہ عقل پر بھی چربی چھا رہی ہے میری بات تم نے سنی ہے یا نہین۔ تم مین سے میرے ہمراہ دریائی بیل کی سرنگ کو کون چلتا ہے؟ جواب دو ورنہ مین پھر تمہاری خبر لیتا ہون "

ہزارہا دریائی بچھڑون نے جنکی گردنین کوٹک کے دانتون سے آشنا ہوچکی تہین دبی آواز مین جواب دیا۔ "ہم چلین گے۔ کوٹک سفید بچھڑا احد ہرہکو لیجاسے ہم اوسکے ساتھ جانیکو تیار ہین"

ایک ہفتہ کے بعد کوٹک دس ہزار دریائی بچھڑون کو لیکر دریائی بیل کی سرنگ کو سدہارا اور جو دریائی بچھڑے نواس توشنہ مین رہ گئے تھے اوہنون نے کہا کہ کوٹک اور اوسکے ساتہی احمق اور خبطی ہین۔ لیکن آئندہ موسم بہار مین جب سب آپس مین ملے تو کوٹک کے ہمراہیون نے اون نئے ساحلون کی دلفریبی کا ذکر جو دریائی بیل کی سرنگ کے دوسری طرف واقع تھے اس شد و مد کے ساتھ کیا کہ نواس توشنہ سے باقی کے دریائی بچھڑے بھی ہجرت کرنے لگے۔ ہرسال نواس توشنہ اور لوقنن کے ساحلون سے دریائی بچھڑون کی ایک تعداد کثیر ترک وطن کرتی حتیٰ کہ تمام دریائی بچھڑے اوس محفوظ اور پرامن ساحل پر جا کر آباد ہوگئے جہان کوٹک گرمیون بھر رہتا ہے اور ہرسال زیادہ جسیم اور زیادہ تنومند ہوتا جاتا ہے اور اوسکے گرد

دوسرے نوعمر دریائی بچھڑے ایک ایسے سمندر کے کنارے کھیلا کودا کرتے ہیں جہاں کسی انسان کے قدم نہیں پہونچے ۔

سمندر+

بہے جا اے یم ژرف و عمیق و تیرہ و اخضر
تجھے بیڑون کی کیا پروا جہازون سے تجھے کیا ڈر
زمین کو گرچہ کرتا ہے تبہ اور پایمال انسان
تفوق اوس کا مٹ جاتا ہے ساحل پر مگر آکر
تری ہر موج طوفان خیز ہے منشور بربادی
حکومت ہے تو ہے تیری ہی ملک آب پر یکسر
نہین رہتے یہان آثار باقی اوسکی غارت کے
غنیمت بلکہ انسان خود یہان ہے اور تو غارت گر
اوسے تو غرق کر دیتا ہے مثل قطرہ پہناے

+ لارڈ بائرن انگلستان کے نامور شاعر نے اپنے مشہور فسانے "چائلڈ ہیرلڈ" مین سمندر سے ان الفاظ مین [illegible] کیا ہے مین نے اوسکا ترجمہ اردو نظم مین کر دیا - اس مقام پر اصل کتاب مین رڈیارڈ کپلنگ نے دریای ٹیمز [illegible] کہا ہے لیکن اوس کا ترجمہ اردو دان ناظرین کے کانون کو نہایت مکروہ معلوم ہوتا اسلیے بجائے [illegible] سمندر والی نظم درج کر دی ہے - (ظفر علیخان)

حباب آہ کی دستار موج آب کی چادر

نہ گور اوسکو میسر ہے نہ حاصل ہے کفن اوسکو

نہ پرسان ہے کوئی اوس کا نہ کوئی نوحہ خوان اوسپر

تری راہوں پر انسان کے قدم جم ہی نہین سکتے

نہین وہ چھین سکتا تیرے میدانون سے مال وزر

تو مغشم آلودہ ہو کر اور جھنجلا کر جو اوٹھتا ہے

تو بس ہوتی ہے اوس کو بس تری موجون کی اک ٹکر

اوسے حاصل ہے جو طاقت زمین برباد کرنے کو

مچاتا ہے وہ جس کے زعم مین ہر روز شور و شر

تجھے نفرت ہے اس سے اور تو فرط حقارت سے

لگاتا ہے اوسے سیلاب ہیبت ناک کی ٹھوکر

نہین رہتا تمرد اوسکا باقی ہو کے سرگردان

وہ جب کھاتا ہے تیرے پر خطر گرداب مین چکر

اوسے اس بیکسی مین اپنے یاد آتے ہین اب معبود
دعائین مانگتا ہے اون سے ہوکر عاجز و مضطر
کسی ساحل پہ اوسکو پھینک دیتا ہے تو آخر کار
پڑا رہ بس زمین پرست اُٹھا اسے ابن آدم سر
وہ بیڑے جو چمکتے اور گرجتے ہین دم پیکار
بسان شعلۂ برق و مثال نالۂ تندر
ملاتے ہین جو شہر و قلعۂ سنگین کو مٹی مین
مٹاتے ہین جو نقش بارہ د برج و فصیل و در
ہراسان ملک ہین جن سے لرزتی جن سے ہین قومین
پڑے ہیبت سے جن کی کانپتے ہین تاجور تھر تھر
نہنگ چوب انہین کہیئے کہ جن کا صانع خاکی
عبث نازان ہے اوس شئے پر بنا جسکی ہی پانی پر
انھین کے بل پہ وہ یہ دعوی بیہودہ کرتا ہے

که تو اوس کا ہے محکوم اور وہ تیرا حاکم و داور

کھلونے ہین یہ تیرے اور مچل کر بارہا تو نے

انہین توڑا ہے موج آسمان پیکر سے ٹکرا کر

کیا تو نے ہے سر نیچا غرور آرمیڈا کا

گیا لٹ تیرے ہاتھون سے ہی سامان ٹریفلگر

ترے ایک ایک ساحل پہ ہے اک سلطنت لیکن

بجز تیرے ڈہلین تغییر کے سانچہ مین سب آخر

ہوئی کیا عظمت یونان ہوئی کیا شوکت بابل

کہان ہے کارتھج کی شان کہان روما کا کر و فر

زمانہ جب موافق تھا بنایا تیری لہرون نے

تجارت کا انہین مرکز حکومت کا انہین مصدر

بہت سے ناصبون اور جابرون کو ان پہ تو لایا

نہین وحشی کی یہ اور غیر کی حلقہ بگوش اکثر

تغیر اسقدر لایا زوال اور انحطاط ان کا

اجڑ کر ہو گئے صحرا جہان آباد تھے کشور

نہین ممکن مگر اے بحر تجھ مین انقلاب آنا

نہ ہوگا حشر تک بھی ختم تیرا نیلگون دفتر

ترا حسن اس بلا کا ہے نہین قدرت زمانہ مین

کہ ڈالے جھریان تیری جبین لاجوردی پر

نظر آیا تھا صبح کن فکان کو جسطرح لبریز

اوسی انداز سے اب تک چھلکتا ہے ترا ساغر

شبیہ خالق وبیچون و بے ہمتا ہین تجھ مین

دم طوفان نظر آتی ہے اے آئینۂ انور

تموج تجھ مین پیدا یا تلاطم تجھ مین برپا ہو

سکون کا یا خموشی کا ہو تو پہنے ہوئے زیور

تو ڈھالے نیہ برف سے قطب شمالی و جنوبی کو

ویا کھینچے تو خط استوا پر نیل کا مسطر

ہر اک حالت مین تو بے انتہا ہے اور بے پایان

فراخی تیرا مسلک اور وسعت ہے تیرا شعر

ازل تیرا شبستان ہے ابد ہے متکا تیرا

بقا تیری ردا ہے اور پہناے فضا بستر

تجھے کہیے خدا کے جود اور اکرام کی مسند

تجھے لکھیے خدا کے عظمت و اجلال کا مظہر

رِکی ٹکی

بہاگ کر سانپ اپنی بانبی مین گھسا | رکھہ کے اوسپر منھہ یہ بولا نیولا
دم دبا کر کس لئے بہاگا ہے تو | اپنے اس بل سے ذرا باہر تو آ
موت کا مین ناچ تا تجھکو نچاؤن | تو بھی دیکھے کیسی ہوتی ہے قضا
تیری آنکھون سے لڑین آنکھین مری | تیری گردن سے ملے میرا گلا
زہر اگلے کہائے پیچ و تاب تو | مین مزے سے پہن چبا ڈالون ترا

یہ کہانی اوس بڑی جنگ کی ہے جو سگولی کی چہاونی کے ایک

بنگلہ کے غسل خانہ مین رکی ٹکی نے کالے ناگ سے کی اس لڑائی مین رکی ٹکی کو بیئے اور چھچھوندر نے مدد دی لیکن یہ مدد صلاح و مشورے کے متعلق تھی۔ اصلی لڑائی رکی ٹکی یکہ و تنہا لڑا۔

رکی ٹکی ایک نیولا تہا۔ اپنے پوستین اور دم کے لحاظ سے وہ ایک چھوٹی سی بلی معلوم ہوتا تھا مگر سر اوس کا گلہری کے سر کے مشابہ تہا۔ اوس کی آنکھون اور اوسکی پھڑکتی ہوئی ناک کے سرے کی رنگت گلابی تھی۔ اپنے جسم کے ہر حصّہ کو وہ اپنے اگلے اور پچھلے پنجون مین سے جس پنجہ سے چاہتا تھا کھجا لیتا تہا۔ اپنی دم کے بالون کو کھڑا کر کے وہ بالکل بوتل صاف کرنے کے برش کی طرح بنا لیتا تھا اور لمبی لمبی گہاس مین جب وہ کسی دشمن سے لڑنے کے لئے پھرتا تھا تو یہ نعرہ مارتا تہا۔ رکی ٹک ٹکی ٹکی ٹک ؎

ایک دن گرمیون کے موسم مین پانی کا ایک بہت بڑا طوفان آیا اور اوسے اپنے بل مین سے جہان وہ اپنے باپ اور مان کے ساتھ

رہا کرتا تھا بہا کر لیگیا - وہ غوطے کھاتا ہوا جا رہا تھا کہ سڑک کے کنارے کی
نالی مین اوسنے ایک پتلی سی ٹھنی تیرتی پائی - اسکو اوس نے پکڑ لیا اور دیر
تک اوس سے چپٹا رہا - یہان تک کہ اوسے غش آگیا - جب اوسے ہوش آیا
تو اوسنے اپنے آپ کو ایک باغ کی روش پر دہوپ مین پڑا پایا اور ایک چھوٹے
سے لڑکے کو یہ کہتے سنا "یہ نیولا مر گیا ہے - اسے اب دفنا نا چاہیئے"
لڑکے کی ماں جو پاس کھڑی تھی بولی "بیٹا اسے اٹھا کر لے چلو - ابھی
یہ مرا نہین - اسکے بدن مین ذرا گرمی پہونچی اور یہ خشک ہوا تو شاید جی اوٹھے گا"
غرضکہ وہ اوسے اوٹھا کر مکان مین لے گئے - وہان ایک قدآور آدمی
نے اوسے ہاتھ مین اوٹھا کر دیکھا اور کہا کہ یہ مرا نہین غوطے کہانے سے
صرف اسکا دم گھٹ گیا ہے - چنانچہ اوہون نے اوسے ایک صاف
سے کپڑے مین لپیٹ کر انگیٹھی کے قریب رکھا اور تہوڑی دیر مین اوسنے
آنکھین کہولکر ایک چھینک ماری اور اوٹھ بیٹھا -

قدآور آدمی نے جو ایک انگریز تھا اور اس بنگلہ مین حال ہی مین آکر

فروکشس ہوا تھا کہا۔"لو وہ ہوش مین آگیا۔ اسسے اب ڈرا و مت۔ ہم اسسے پالین گے"

نیولا آدمی سے نہین ڈرتا۔ کیونکہ ناک سے لیکر دم تک وہ نئی باتون کے دریافت کرنے کے شوق سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ نیولون کی قوم اسس اصول پر عمل کیا کرتی ہے کہ"دوڑو اور دیکھو بھالو" چنانچہ رکی ٹکی نے اول اوس کپڑے کو جس مین وہ لپٹا گیا تھا دیکھا اور فیصلہ کیا کہ یہ چیز کہانے کے قابل نہین تب اوسنے میز کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر ایک جگہ بیٹھ کر اپنے بالون کو درست کیا اور اپنے پچھلے پنجے سے اپنی پیٹھ کو کھجایا۔ اسکے بعد وہ کود کر لڑکے کے کندہے پر جا چڑہا۔

لڑکے کے باپ نے یہ دیکھہ کر کہا۔"ٹامی وڑو مت۔ یہ دوستی کی ابتدا ہے"

ٹامی نے جواب دیا" ابا یہ تو میری ٹھوڑی کو گدگدا رہا ہے"

رکی ٹکی لڑکے کے کالر اور گردن کے درمیان جہانکنے اور اوسکے

کان کو سونگھنے کے بعد فرش پر اترا اور بیٹھ کر اپنی ناک ملنے لگا۔

ٹامی کی مان بولی۔" جنگلی ہو کر یہ نیولا ایسی جلدی ہل گیا ہے۔ میرے خیال مین ہم سے اوسکے مانوس ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اوسکے ساتھ اچھا برتاؤ کیا ہے"

اوسکے خاوند نے جواب دیا" تمام نیولے ایسے ہی ہوتے ہین۔ اگر ٹامی نے، اوسکی دم کو نہ کھینچا یا اوسے پنجرے مین بند کرنے کی کوشش نہ کی تو وہ دن بھر گھر کے اندر باہر آیا جایا کرے گا۔ لیکن اسوقت اوسے کچھ چیز کھانیکو دینی چاہیئے"

غرضکہ اونھون نے کچے گوشت کی ایک بوٹی اوسے دی۔ رکی ٹکی نے بوٹی بڑی رغبت سے اور ذوق وشوق سے کھائی۔ جب وہ کھا چکا تو برآمدہ مین جاکر دھوپ مین اپنا پوستین سکھانے کے لئے لیٹ گیا۔ کچھ دیر کے بعد جب اوسکے بال جڑون تک خشک ہو چکے اور اوسنے اپنی حالت کو نہایت اچھا پایا تو اوسنے اپنے دل سے یہ باتین کرین

شروع کین "دنیا بھر کے نیولون کو اپنی تمام عمر مین اتنی باتین معلوم نہین ہوسکتین جتنی مین اس مکان مین رہ کر دریافت کر سکتا ہون۔ مین ضرور یہان رہون گا اور نئی حقیقتین مجھ پر کھلا کرین گی"۔

دن بھر وہ مکان مین چکر لگاتا رہا اور چپہ چپہ جگہ اوس نے چھان ماری غسل خانہ مین حمام کرنے کی بالٹی پانی سے بھری رکھی تھی اس مین وہ ڈوبتے ڈوبتے بچا۔ پھر اوس نے لکھنے کی میز پر چڑھ کر اپنی ناک دوات مین ڈالدی اور تمام کاغذونکو سیاہی کے قطرون سے آلودہ کر دیا۔ اسکے بعد اوس نے اپنی ناک جلتے ہوئے چراغ سے جلالی کیونکہ وہ ٹامی کے باوا کی گود مین یہ دیکھنے کے لئے جا بیٹھا تھا کہ لکھتے کسطرح سے ہین جب رات ہوئی تو وہ ٹامی کے سونے کے کمرے مین لمپون کے روشن کئے جانیکا تماشا دیکھنے کے لئے جا گھسا اور جب ٹامی بستر پر جا سویا تو رکی ٹکی بھی اوسپر جا چڑھا لیکن ٹامی کی طرح اوس نے رات سونے مین نہین گذاری کیونکہ رات کو ذرا سا کھٹرکا ہونے اور خفیف سے خفیف آہٹ پانے پر وہ پلنگ پر سے کود کر اوس کا

سبب دریافت کرنے کے لئے چلا جاتا۔ جب ٹامی کے ماں باپ اپنی خوابگاہ کو جانے سے پہلے اپنے بیٹے کو دیکھنے کے لئے آئے تو انہوں نے رکی ٹکی کو ٹامی کے تکیہ پر جاگتا پایا۔ یہ دیکھ کر ٹامی کی ماں نے کہا کہ میں اپنے بچہ کے پلنگ پر نیولے کا موجود ہونا پسند نہیں کرتی ممکن ہے کہ میرے بچے کو یہ کاٹ کھائے۔ اوسکے خاوند نے ہنس کر کہا تم اس کی طرف سے اطمینان رکھو اگر ٹامی کی پاسبانی کے لئے ایک تازی کتا رات بھر اوسکے بستر کے پاس بیٹھا رہے تو ٹامی کی وہ اتنی حفاظت نہیں کر سکتا جتنی کہ یہ نیولا کر سکتا ہے۔ اگر اسوقت کوئی سانپ یہاں گھس آئے تو ......

لیکن ٹامی کی ماں ایسی خوفناک بات کا تصور بھی دل میں لانے کی روادار نہ تھی۔

جب صبح ہوئی تو رکی ٹکی ٹامی کے کندھے پر سوار ہو کر برآمدہ میں آیا جہاں میز پر ناشتہ چنا ہوا تھا۔ رکی ٹکی کو بھی ایک کیلا اور ایک ابلا ہوا انڈا کھانے کو ملا جسے کھا کر وہ بہت خوش ہوا اور باری باری سے ہر ایک کی گود میں جا کر

بیچارہ رکی ٹکی کی ماں نے جو کسی زمانہ مین سگولی مین فوج کے جرنیل کے بنگلہ مین رہی تھی اوسے وہ تمام باتین بتادی تھین جن پر ایک نیولے کو جب وہ انسانون مین جاکر رہے عمل کرنا چاہیئے۔

ناشتہ کرنے کے بعد رکی ٹکی باغ مین جو بنگلہ کے چارون طرف پچاس پچاس گز کے فاصلہ تک پھیلا ہوا تہا گیا۔ اس مین گلاب نیبو اور نارنگی کے پودے کثرت سے موجود تھے۔ کہین کہین بانسون کے جھنڈ اور لمبی لمبی گہاس بھی تھی۔ رکی ٹکی اس منظر کو دیکھ کر خوشی سے اپنے ہونٹ چاٹنے لگا اور بولا کہ اس سے زیادہ خوش آیند شکارگاہ میرے لئے اور کہان ہو سکتی ہے۔ یہ کہکر وہ باغ مین گشت لگانے لگا۔ پھرتے پھرتے اوسنے ایک جہاڑی مین نہایت غمزدہ آوازین سنین اور اوس کی جورو کی سنین ان دونون نے دو بڑے پتونکو موڑ کر کنارون پر ریشے سے بخیہ کیا تہا اور بیچ مین روئی اور ملایم پر جماکر اپنے لئے ایک ننھا سا خوشنما گھونسلا بنایا تہا۔ گھونسلا ہوا مین ادہر اودہر جھول رہا تہا اور وہ اوسکے اوپر بیٹھے ہوئے گریہ وزاری کر رہے تھے۔

رکی ٹکی نے اون سے پوچھا "تمہارے اسقدر دلگیر ہونے کا کیا سبب ہے"

بیا بولا "ہم نہایت ہی بدنصیب ہین۔ کل ہمارا ایک بچہ گھونسلے مین سے گر پڑا اور ناگ اوسے کہا گیا"

اس پر رکی ٹکی نے کہا۔ "واقعی یہ ایک افسوسناک بات ہے مگر مین یہان نووارد ہون۔ مجھے بتاؤ کہ ناگ کون ہے؟"

اس وقت بیا اور اوس کی جورو اپنے گھونسلے مین رکی ٹکی کو جواب دیئے بغیر دبک گئے کیونکہ کچھ دور گھنی لمبی لمبی گہاس مین سے ایک پھن دار سانپ کے پھنکار مارنے کی آواز آئی۔ یہ آواز ایسی خوفناک تھی کہ رکی ٹکی دفعتہً جست بھر کر دو فیٹ پیچھے ہٹ گیا اِسکے بعد ایک بہت بڑے کالے ناگ نے جو زبان سے لیکر دم تک پانچ فیٹ لمبا ہوگا بتدریج اپنا پھن گہاس مین سے بلند کیا۔ جب وہ اپنے جسم کا ایک تہائی حصہ زمین سے اوپر اوٹھا چکا تو ٹھہر کر ادہر اودہر جھومنے لگا اور رکی ٹکی کو اوس خباثت سے

بھری ہوئی نگاہ سے دیکھنے لگا جس کیلئے سانپ مشہور ہے اور جو کبھی نہین بدلتی خواہ سانپ کسی خیال مین ہو۔

کچھ دیر کے بعد وہ بولا "تو نے پوچھا تھا کہ ناگ کون ہے۔ مجھکو دیکھو۔ مین ہی ناگ ہون۔ جب برہم دیوتا دھوپ مین سو رہا تھا اور ناگ نے اپنے پھن سے اوسپر سایہ کیا تو دیوتا نے ہماری تمام قوم پر اپنا نشان لگا دیا۔ دیکھو اور ڈرو"

یہ کہکر اوسنے اپنا پھن پہلے سے بھی زیادہ پھیلایا اور رکی ٹکی نے اوس کی پشت پر عینک کا سا نشان دیکھا کچھ دیر کے لئے تو رکی ٹکی خوفزدہ ہو کر کھڑا رہا لیکن نیولے کا زیادہ دیر تک خوف مین مبتلا رہنا ایک ناممکن سی بات ہے۔ اسکے علاوہ اگرچہ رکی ٹکی کی کسی زندہ ناگ سے اس سے پہلے مڈبھیڑ نہین ہوئی تھی لیکن اوسکی ماں اوسے مرے ہوئے ناگ کھلایا کرتی تھی اور وہ جانتا تھا کہ نیولے کا بڑے ہوکر یہی کام ہے کہ سانپوں سے لڑا کرے اور اونھین مار کر کھا جایا کرے۔ ناگ کو بھی یہ بات معلوم

تھی اور اگرچہ بظاہر وہ شیخی بگھار رہا تھا لیکن دل مین وہ نیولے سے ڈرتا تھا۔

آخر کار رکی ٹکی نے اپنی دم کو پھلا کر کہا۔ "نشان و شان تو مین جانتا نہین لیکن اتنا جانتا ہون کہ تم نے گھونسلے سے گرے ہوئے ایک ننھی سے بے پر و بال بچے کو کھا کر ایک نہایت پاجیانہ حرکت کی"

ناگ اس وقت کچھ سوچ رہا تھا اور رکی ٹکی کے پیچھے گھاس مین خفیف سے خفیف جنبش ہونیکا منتظر تھا وہ خوب جانتا تھا کہ نیولون کے باغ مین آجانیکا مطلب یہ ہے کہ زود و دیر اوس کا اور اوسکے خاندان بھر کا استیصال ہو جائے۔ لیکن اسوقت اوس کا مقصد یہ تھا کہ رکی ٹکی کو غافل کر دے چنانچہ اوس نے اپنا سر تھوڑا سا ایک طرف کو جھکا دیا اور بولا "آؤ ہم تم باتین کرین۔ تم انڈے کھاتے ہو۔ کیا وجہ ہے کہ مین بچے نہ کھاؤن"

بیا اسوقت بے تحاشا چلایا۔ "اپنے پیچھے دیکھو۔ اپنے پیچھے پلٹ کر دیکھو"

یہ سنتے ہی رکی ٹکی جسقدر بلند اچہل سکتا تہا ہوا مین اوچھلا اور اوسکی
جست بھرتے ہی عین اوسکے نیچے ناگ کی ناپاک جورو ناگن دو دو زبانین نکالتی ہوئی
زناٹا بھرکے نکلی جسوقت رکی ٹکی ناگ سے باتین کر رہا تھا تو وہ دبے
پاؤن اوسکے پیچھے اوسکا خاتمہ کرنے کے لیئے چلی آئی تھی۔ اور جب
اوس کا وار خطا گیا تو رکی ٹکی نے اوسکو طیش مین آکر پھنکار مارتے سنا
رکی ٹکی عین اوس کی پیٹھ پر گرا اور اگر وہ تجربہ کار نیولا ہوتا تو اوسکو یہ بات
معلوم ہوتی کہ ایک بر کی سے ناگن کی پیٹھ توڑ ڈالنے کا یہی موقعہ ہے
مگر اوسکو ناگن کے پلٹ کر ڈسنے کا خوف تہا۔ بہرحال اوسنے کاٹا تو سہی
مگر زخم زیادہ گہرا نہین پڑا اور وہ ناگن کی پیٹھ پر سے کود کر اوسے زخمی اور غضبناک
چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا۔

شاخ پر جو گھونسلا بنا تہا ناگ اوس کی طرف اپنے تمام بدن کو اٹھا کر
جھپٹا اور پھنکار مار کر پکارا "اے بدذات بیئے یہ سب تیری کرتوت ہے"
مگر بیئے نے اپنا نشیمن اس قدر بلند بنلیا تھا کہ سانپ وہان پہونچ نہین

سکتے تھے۔ چنانچہ ناگ کی کچھ پیش نہ گئی اور گھونسلا ہوا مین جھولتا رہا۔
رکی ٹکی کی آنکھین اسوقت سرخ انگار کی طرح دہکنے لگین (جب نیولے
کی آنکھین سُرخ ہو جائین تو جان لو کہ وہ غضبناک ہے) اور وہ اپنی دم اور
پچھلی ٹانگون کے بل ایک کنگارو کے بچے کیطرح بیٹھ کر چارون طرف
نگاہ دوڑانے اور فرط غضب سے بڑبڑانے اور چڑ چڑانے لگا۔ لیکن ناگ
اور ناگن گھاس مین غایب ہو گئے تھے۔ جب سانپ کا وار خطا جاتا ہے
تو وہ کوئی ایسی بات نہین کرتا جس سے معلوم ہو کہ اسکے بعد وہ کیا کرنا چاہتا
ہے۔ رکی ٹکی کو یہ جراءت نہ ہوئی کہ دونون کا تعاقب کرے کیونکہ اوس کو
اسبات کا یقین نہ تہا کہ وہ ایک ہی وقت مین دو سانپون سے عہدہ برا
ہو سکے گا۔ غرضکہ وہ دوڑتا ہوا گیا اور ایک کنکرون سے کٹی ہوئی روش
پر جو بنگلہ کے قریب تھی بیٹھکر سوچنے لگا۔ یہ موقعہ اوسکے لئے نازک تھا۔
جانورون کے حالات مین جو قدیم کتابین موجود ہین اونکو اگر تم پڑہو گے
تو تم اون مین یہ لکھا ہوا پاؤ گے کہ جب نیولے اور سانپ کی لڑائی ہوتی ہے

اور سانپ نیولے کو ڈس لیتا ہے تو نیولا بھاگا ہوا جاتا ہے اور کوئی
بوٹی کھا لیتا ہے جس سے وہ اچھا ہو جاتا ہے۔ لیکن اصل مین ایسا
نہین ہے۔ سانپ اور نیولے کی لڑائی مین ہار جیت نگاہ کی تیزی اور پاؤن
کی پھرتی پر منحصر ہے۔ سانپ جسوقت نیولے کو ڈسنے کے لیے اپنا
سر پلکون کی جھپک سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھہ آگے بڑھاتا ہے تو نیولا
اچک کر الگ ہو جاتا ہے۔ اگر اچکنے کی حالت مین سانپ کا وار کارگر ہوا تو
نیولے کا خاتمہ ہے لیکن نیولا اکثر بچ ہی جاتا ہے۔ اور اوس کی پاؤن
کی پھرتی اکثر اوسکے کام آتی ہے رکی ٹکی کو یہ معلوم تھا کہ مین ابھی ایک
کم سن نیولا ہون اور اس بات کو خیال مین لانے سے کہ ایک سانپ نے
پیچھے سے اوس پر وار کیا تھا اور اوس نے اپنے آپ کو اوس سے بچالیا
اوسے بڑی خوشی ہوئی اس سے اوسکو اپنے اوپر بھروسا ہو گیا اور
جب ٹامی بھاگتا ہوا ادہر سے گذرا اور اوس سے پیار کرنے لگا تو اوس نے
اپنے آپکو اس پیار کا مستحق خیال کیا۔

رات کو جب ٹامی سونے لگا تو رکی ٹکی کو بھی اوسنے اپنے ساتھ سونے کے لئے تکیہ پر لٹا دیا۔ لیکن ناگ اور ناگن کے خیال نے رکی ٹکی کے لئے نرم اور گدگدے تکیہ کو کانٹون کا بستر بنا دیا۔ جب ٹامی سو گیا تو وہ بستر پر سے کود کر مکان کے گرد اپنا رات کا گشت لگانیکے لئے چلا۔ اندھیرے مین چھچھوندر سے اوس کی مٹبھیڑ ہو گئی چھچھوندر ایک نہایت ہی بودے دل کا جانور ہے۔ رات بھر دیوارون سے ملا ملا چون چون کیا کرتا ہے اور دل کڑا کر کے کمرے کے بیچ مین آنیکی ہزار کوشش کرتا ہے مگر کبھی وہان تک نہین پہونچتا۔

غرضکہ چھچھوندر نے رو کر کہا "مجھے مت مار رکی ٹکی مجھے چھوڑ دے" رکی ٹکی نے حقارت کے لہجہ مین جواب دیا "کیا تیرا خیال ہے کہ جو سانپون کو مارتا ہے وہ چھچھوندرون کو بھی مارے گا۔؟"

چھچھوندر پہلے سے بھی زیادہ دلزدہ ہو کر بولی۔ "جو سانپون کو مارتے ہین وہ سانپون کے ہاتھون مارے بھی جاتے ہین مجھے کیسے یقین

ہو کہ ناگ کسی رات کو اندھیرے مین مجھے رکی ٹکی سمجھ کر نہ کھا جائیگا"

رکی ٹکی بولا" درست۔ ناگ باغ مین رہتا ہے اور مین جانتا ہون

کہ تم وہان نہین جاتین۔"

چھچھوندر نے کہا۔" میری خالہ زاد بہن گھونس نے مجھ سے کہا تھا کہ"

اتنا کہکر چھچھوندر رک گئی اور رکی ٹکی نے اوس سے پوچھا" اوسنے

تم سے کیا کیا کہا تھا۔؟"

اِسکے جواب مین چھچھوندر نے کہا۔" خاموش رکی ٹکی ناگ ہر جگہ اور ہر

وقت موجود ہے۔ تمہین چاہیئے تھا کہ گھونس سے اِسکے متعلق باغ مین گفتگو

کرتے۔"

رکی ٹکی جھلا کر بولا۔" بتاتی ہو یا نہین ورنہ کاٹتا ہون۔ جلدی بولو"

بیچاری چھچھوندر یہ دھمکی سنکر رونے لگی اور منت وسماجت سے یہ کہنے

لگی۔" مین نہایت بیکس ہون مین تم سے کیا کہون۔ رکی ٹکی کیا تمہین سنائی

نہین دیتا۔؟"

رکی ٹکی نے کان لگا کر سُنا۔ مکان مین ہر طرف سناٹا تھا۔ ایک خفیف سی صدا جو کھڑکی کے آئینہ پر تیتنے کے چلنے کی آواز سے زیادہ نہ تھی اُدھر محسوس ہوئی۔ یہ آواز اینٹون پر کسی سانپ کے کھپرون کی سرسراہٹ کی تھی۔

رکی ٹکی نے دل مین کہا" ہو نہ ہو یہ ناگ ہے یا ناگن جو غسل خانہ کی موری کی راہ سے رینگتی ہوئی اندر آ رہی ہے" پھر وہ باواز بلند بولا" بہن چھچھوندر تمہارا خیال صحیح ہے مجھے اس بارہ مین گھونس سے گفتگو کرنی چاہیئے تھی"

یہ کہکر وہ دبے پاؤن ٹامی کے غسل خانہ کی طرف گیا مگر وہان اوسنے کچھ نہ پایا۔ اسکے بعد اوسنے دوسرے غسل خانہ کا رخ کیا جو ٹامی کی ماں کی کی خوابگاہ سے ملا ہوا تھا۔ یہان پہونچکر اوس نے سنا کہ ناگ اور ناگن باہر چاندنی مین کچھ سرگوشیان کر رہے ہین۔

ناگن اپنے خاوند سے یہ کہہ رہی تھی" جب اس گھر مین آدمی مر گئے تو نیولا خواہ مخواہ چلا جائیگا اور تب باغ کے ہم پھر پورے مالک

ہو جائینگے۔ تم چپکے سے اس بدررو کی راہ سے اندر جاؤ اور سب سے
پہلے قد آور آدمی کو جو اس گھر کا مالک ہے ڈسو۔ اسکے بعد ہم دونون ملکر رکی
ٹکی کا فیصلہ کر ڈالینگے"

اس کے جواب مین ناگ کو رکی ٹکی نے یہ کہتے سنا "مگر یہ تو بتاؤ کہ
آیا آدمیون کی جان لینے سے ہمین کچھ فائدہ بھی ہے؟"

ناگن بولی "بہت بڑا فائدہ ہے۔ تم دیکھتے نہین کہ جب تک اس
بنگلہ مین آدمی نہ تھے اوسوقت تک باغ مین کوئی نیولا بھی نہ آیا تھا۔ جبتک
بنگلہ خالی ہے ہم باغ کے بادشاہ اور مین ملکہ ہون۔ اسکے علاوہ تمہین
اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ خربوزون کی فالیز مین ہمارے انڈون
مین سے جا چٹکنے کے بعد جب بچے نکلین گے تو اون کو امن و آرام
کے ساتھ رہنے کے لئے زیادہ جگہہ کی ضرورت ہو گی"

اسپر ناگ نے کہا "اچھا مین جاتا ہون مگر اس کی ضرورت نہین کہ ہم
بعد مین رکی ٹکی کا شکار کرین۔ اگر مجھ سے ہو سکا تو مین قد آور آدمی اور اوسکی

بی بی اور بچہ کو مارون گا اور چپکے سے واپس چلا آؤن گا۔ تب بنگلہ خالی ہو جاسے گا اور رکی ٹکی خود بخود چلا جاسے گا۔"

رکی ٹکی نے جب یہ بات سُنی تو مارے غصّہ اور نفرت کے وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ کچھ دیر نہ گذری تھی کہ ناگ کا پھن موری کے سرے پر نمودار ہوا اور اسکے بعد اوسکا پانچ فیٹ لمبا دھڑ اندر داخل ہوا۔ رکی ٹکی پر اس بڑے ناگ کے تن و توش کو دیکھکر باوجود اپنے غیظ و غضب کے خوف چھا گیا۔ ناگ نے کنڈلی مار کر اپنا پھن اوپر اوٹھایا اور اندھیرے مین چارونطرف نگاہ دوڑائی اور رکی ٹکی نے اوسکی آنکھون کو چمکتا پایا۔

اس وقت ناگ نے ناگن سے پکار کر کہا۔"مین صبح تک بچے کے باپ کے یہان آنے کا انتظار کرتا ہون۔ اوس نے غسل خانہ مین قدم رکھا اور مین نے اوسے ڈسا۔ ناگن تم میری بات سن رہی ہو۔؟"

چونکہ باہر سے کوئی جواب نہین آیا اس لیے رکی ٹکی نے جان لیا کہ ناگن چلی گئی ہے۔ ناگ کنڈلی مار کر پانی کی بالٹی کے قریب لیٹ گیا اور

رکی ٹکی دم بخود ہوکر منتظر رہا۔ ایک گھنٹہ کے بعد اوس نے آہستہ آہستہ بالٹی کیطرف بڑہنا شروع کیا۔ ناگ اسوقت بے خبر سورہا تھا۔ رکی ٹکی نے اوسکی زبردست پیٹھ کو دیکھ کر تعجب کیا اور یہ سوچنا شروع کیا کہ سب سے بہتر مقام گرفت کے لئے کونسا ہوسکتا ہے۔ اپنے دل ہی دل مین وہ بولا" اگر مین نے پہلی ہی جست مین اوسکی پیٹھ نہ توڑ ڈالی تو وہ پھر بھی لڑسکے گا اور اگر وہ لڑا تو بس یار رکی تمہاری خیر نہین" پہر اوس نے ناگ کی موٹی گردن پر جو پھن کے نیچے تہی نظر ڈالی۔ مگر یہ جگہ اوسکے قابو سے باہر تھی اور اگر وہ دم کے قریب کاٹتا تو سوا اسکے کہ ناگ جہلا اوٹھتا اور کوئی نتیجہ نہ نکلتا۔

آخر کار وہ بولا" سوا اسکے اور کوئی چارہ نہین کہ مین ناگ کے ٹیٹوے کو جو پھن کے اوپر ہے جا دبوچون اور ایک دفعہ میرے دانت اوسمین گڑجائین تو اوسکو چبا کر ہی چھوڑون۔"

یہ کہکر اوسنے جست بھری اور ناگ کے سر کو اپنے دانتون مین دبا لیا۔ اسوقت جو کشمکش عظیم ہوئی وہ دیکھنے کے قابل تھی۔ ناگ نے پیچ و

تاب کہا کہا کر ہر طرف لپکنا شروع کیا کبھی وہ اپنا سر زمین پر پٹختا تہا اور کبھی
اپنا جسم فرش پر کوڑے کی طرح مارتا تہا۔ رکی ٹکی کی اگرچہ تھپیڑے کہا کہا کر
وہی حالت ہو رہی تہی جو ایک گہونس کی اوسوقت ہوتی ہے جب کتا اوسے
پکڑ کر جہنجوڑتا ہے لیکن وہ بھی ناگ کو بے طرح چمٹا ہوا تہا اور اوسکی آنکہین
دہکتے انگار کی طرح سرخ ہو رہی تھین۔ اس جد وجہد اور کشمکش مین صابن دان
اور کیسہ اور ایک دو برتن نیچے گر پڑے اور ٹین کی بالٹی ناگ کے جسم کے تھپیڑے
کھا کھا کر اسی طرح بجنے لگی جیسے گھڑیال بجتا ہے۔ رکی ٹکی نے دلمین
یہ سمجھہ کر کہ اب مین نہین بچتا اس خیال سے ناگ کے سر مین اپنے دانتون
کو اور زیادہ پیوست کیا اور اپنے دونون جبڑون کو اور زیادہ زور سے ملایا کہ
مرون گا تو دشمن کو بھی ساتھ لیکر تو مرونگا۔ اوسکا سر بھنا رہا تھا اور اوسے ایسا
معلوم ہو رہا تھا کہ گویا اوسکے جسم کے پرخچے اوڑے جا رہے ہین۔ اسوقت
دفعتہً ایک بہت بڑا دھماکا ہوا۔ گرم ہوا کے ایک جھونکے نے اوسی بیہوش
کر کے نیچے گرا دیا اور ایک سرخ شعلے کی لپٹ نے اوسکی کہال کو

جہلس دیا۔ بات اصل مین یون تہی کہ ٹامی کا باپ شور سن کر جاگ اوٹھا تھا اور اوسنے ایک چھرے کی بندوق کی دونون نالیان ناگ پر اوسکے پھن کے پاس خالی کردی تہین۔

رکی ٹکی نے جب آنکھین کہولین تو ناگ کو بالکل مردہ پایا کیونکہ اب اوس مین ذرا حس وحرکت نہ تہی۔ ٹامی کے باپ نے اوسے زمین پر سے اٹھا لیا اور پیار کرکے اپنی بی بی سے جو قریب ہی کھڑی تھی کہا "دیکھو ایلیس! اس نیولے کی بدولت ہماری جان بچی" ٹامی کی مان نے جس کے چہرہ پر مارے خوف کے ہوائیان اڑ رہی تہین ناگ کو جسکی دہجیان بندوق نے اڑا ڈالی تہین دیکہا اور ایسی کالی بلا سے محفوظ رہنے پر خدا کا شکر ادا کیا۔

رکی ٹکی اپنے جسم کو گھسیٹتا ہوا ٹامی کی خوابگاہ مین پہونچا اور وہان باقی کی آدہی رات اوسنے اپنے جسم کے پر پرزونکو ہلا کر اس بات کے تحقیق کرنے مین گذاری کہ آیا میرے چالیس ٹکڑے تو نہین ہو گئے۔

جب صبح ہوئی تو اوسنے اپنے پٹھون کو نہایت اکڑا ہوا پایا لیکن باایں ہمہ

وہ اپنے کارنامہ پر دل ہی دل مین خوش ہوکر یہ کہہ رہا تھا۔ "ناگ کو تو مین نے مار لیا اب صرف ناگن سے دو دو ہاتھہ کرنے باقی رہتے ہین۔ مگر اوسکے ساتھہ لڑنا پانچ ناگون کے ساتھ ایک وقت مین مقابلہ کرنے سے کم نہین اور یہ معلوم نہین کہ جن انڈون کا وہ ذکر کرتی تھی اون مین سے بچے کب نکلنے والے ہین۔ مجھے چاہیئے کہ جاکر بیئے سے ملون اور اوس سے اسبارہ مین گفتگو کرون"۔

ناشتہ کا انتظار کیئے بغیر رکی ٹکی بہاگتا ہوا باغ مین گیا اور اوس درخت کے نیچے پھونچا جس پر بیئے کا گھونسلا تہا۔ بیئے کو اوس نے بلند آواز سے فتح ونصرت کا گیت گاتے سُنا۔ ناگ کے مارے جانے کی خبر تمام باغ مین پھیل گئی بھتی کیونکہ مہتر نے اوسے گھورے پر پھینک دیا تھا۔

بیئے سے رکی ٹکی نے خفا ہوکر کہا۔ "اے بیوقوف یہ کونسا گانیکا موقعہ ہے؟"

بیار کی ٹکی کی سنے بغیر اپنی کہے گیا اور اسطرح گاۓ گیا "ناگ مارا گیا

ناگ مارا گیا۔ بہادر اور سو۔ مار کی ٹکی نے اوسے سر سے پکڑ کر دبا ے رکھا

استنے مین بڑا آدمی دھما کے والی لکڑی اپنے ساتھہ لایا اور ناگ کے

پرخچے اڑ گئے۔ اب وہ میرے بچون کو کبھی نہین کھائیگا "

رکی ٹکی نے باحتیاط تمام چارون طرف نگاہ دوڑا کر کہا۔"یہ سب سچ

ہے لیکن یہ تو بتا کہ ناگن کہان ہے "

سبیئے نے خوشی کے جوش مین رکی ٹکی کے سوال کی طرف کچھ التفات

نہ کیا اور یہ کہے گیا " ناگن غسل خانہ کی موری کی پاس آئی اور ناگ کو پکارنے

لگی۔ ناگ نکلا تو سہی لیکن ایک لکڑی کے سرے پر۔ مہتر نے اوسے اٹھا کر

گھورے پر ڈال دیا ہمین چاہیئے کہ بہادر سُرخ آنکھون والے رکی ٹکی

کی تعریف کا راگ گائین " اور یہ کہکر اوسنے نہایت خوش الحانی سے

چہچہانا شروع کیا۔

رکی ٹکی نے جھنجلا کر کہا " اگر مین تیرے گھونسلے تک پہونچ سکون

تو تیرے بچون کو نیچے گرا دون۔ یہ تو نے کیا بے موقعہ ٹرٹر لگا رکھی ہے

تو تو اپنے گھونسلے مین مزے سے بیٹھا ہوا گا رہا ہے لیکن مجھے ابھی ایک دشمن کی طرف سے کھٹکا لگا ہوا ہے - اے بیئے اپنے اس گیت کو تہوڑی دیر کے لئے موقوف کر"

بیئے نے جواب دیا " اچھا مین بہادر اور خوبصورت رکی ٹکی کی خاطر سے اپنے گیت کو موقوف کرتا ہون - اے ناگ کے مارنے والے تیرا کیا حکم ہے ؟"

رکی ٹکی " مین یہ پوچھتا ہون کہ ناگن کہان ہے "

بیا " وہ اصطبل کے قریب گھوڑون کی لید کے ڈھیر کے پاس بیٹھی ہوئی ناگ کا سوگ کر رہی ہے - سفید دانتون والا رکی ٹکی بڑا بہادر اور سورما ہے "

رکی ٹکی " تیری اور تیرے ساتھ میرے سفید دانتون کی ایسی تیسی ا کیا تو مجھے یہ بتا سکتا ہے کہ ناگن اپنے انڈے کہان رکھتی ہے "

بیا " خربوزون کے فالیز مین باغ کی دیوار کے اوس حصہ کے

قریب جہان دن بھر دہوپ رہتی ہے۔ کئی ہفتہ ہوئے کہ ناگن نے اونہین وہان چھپا دیا تہا"

رکی ٹکی "تم نے یہ بات مجھے پہلے سے کیون نہ بتائی۔؟"

بیا "تم کہین اوسکے انڈون کو تو نہین کہانا چاہتے ہو؟"

رکی ٹکی "کہاؤن گا تو نہین مگر ہان اونکو جاکر دیکھون گا ضرور۔ اے بیئے تیرے دماغ مین اگر ایک خشخاش کے دانہ کے برابر بھی عقل ہے تو تجھے چاہیئے کہ تو اڑکر اصطبل کو جائے اور وہان یہ بہانہ کرے کہ تیرا پر ٹوٹ گیا ہے اور اس طرح ناگن کو اپنے پیچھے پیچھے یہان تک لے آئے مین خربوزون کے فالیز کیطرف جانا چاہتا ہون اور اگر مین اسوقت وہان چلا گیا تو ناگن مجھے دیکھ لیگی"

بیا نہایت احمق تہا اور ایک وقت مین ایک خیال سے زیادہ اوسکی دماغ مین نہین سماتا تہا۔ وہ یہ سمجہتا تہا کہ ناگن کے بچے بھی اوسکے بچونکی طرح انڈون سے پیدا ہوتے ہین اور اسلیئے اونکا مارنا قرین انصاف نہین

لیکن بیئے کی بی بی زیادہ سمجھدار تھی اور جانتی تھی کہ "افعی راکشتن و بچہ اش رانگاہ داشتن کار خردمندان نیست" چنانچہ وہ بیئے کو گھونسلے مین بچون کی نگرانی کے لیے چھوڑکر خود اصطبل کی طرف اوڑ گئی گھوڑے کے قریب پہونچکر ناگن کے سامنے وہ پھڑ پھڑانے لگی اور گریہ وزاری کرکے یہ کہنے لگی "ہائے میرا پر ٹوٹ گیا۔ ظالم لڑکے نے جو اس بنگلہ مین رہتا ہے پتھر مارکر میرا پر توڑ ڈالا" یہ کہکر وہ پہلے سے بھی زیادہ بیقرار ہو کر پھڑ پھڑانے لگی۔

ناگن نے اپنا پھن اٹھایا اور پھنکار مار کر بولی " مالزادی تو ہی تھی جس نے رکی ٹکی کو چوکنا کردیا ورنہ مین نے اوس کو اوسی وقت مار ڈالا ہوتا اب لنگڑاتی ہوئی یہان کس لئے آئی ہے۔ مین کیا تجھکو چھوڑون گی؟" یہ کہکر وہ بیئے کی بی بی کی طرف بڑھی۔

بیئے کی بی بی نے مضطربانہ آواز مین چیخ کر کہا " لڑکے نے میرا پر پتھر مار کر توڑ ڈالا" اس پر ناگن نے طنز سے جواب دیا " تو خاطر جمع رکھہ

مین لڑکے سے تیرا بدلا لے لونگی مرتے مرتے تیرا یہ ارمان بھی نکل جائیگا میرے خاوند کی لاش آج صبح اگر گھورے پر پڑی ہے تو کیا ہوا۔ سورج ڈوبنے نہ پائے گا کہ مین اس مکان والے لڑکے کو اوس نیند کے پہلو مین جاکر لٹا دونگی جس سے وہ پھر کبھی نہ جاگے گا۔ یہ گرتی پڑتی تو کہان جا رہی ہے۔ اس سے کچھ فائدہ نہین مین ابھی تجھے آلیتی ہون۔ اے احمق ذرا مجھ سے آنکھ تو ملا۔"

بیئے کی بی بی ایسی احمق نہ تھی کہ ناگن سے آنکھ ملاتی کیونکہ جس پرندے کی آنکھ ایک دفعہ سانپ سے لڑ جاتی ہے وہ ایسا مبہوت اور ازخود رفتہ ہو جاتا ہے کہ اپنی جگہ سے ہل نہین سکتا۔ غرضکہ بیئے کی بی بی پر پھڑپھڑاتی اور لڑکھڑاتی ہوئی بھاگی اور ناگن تیزی سے اوس کی طرف جھپٹی۔

رکی ٹکی نے ان دونون کو اس انداز سے جاتے ہوئے دیکھا اور وہ بسرعت تمام خربوزون کے فالیز کی طرف جہان بیئے نے اوسے ناگن

کے انڈون کا پتہ دیا تھا دوڑا ہوا گیا۔ یہان اوسنے ایک گوشہ مین پچیس انڈے چھوٹی مرغی کے انڈون کے برابر چھپے ہوئے پائے لیکن چھلکے کے بجائے اون پر سفیدی لیے ہوئے رنگ کے پوست کا غلاف چڑہا ہوا تھا۔

رکی ٹکی نے یہ دیکھ کر کہا" مین عین وقت پر پہونچا۔ اگر ایک دن کی بھی دیر لگ جاتی تو ان انڈون سے بچے نکل آتے" انڈون کے پوست کے اندر ناگ کے بچے لپٹے ہوئے پڑے تھے اور رکی ٹکی خوب جانتا تھا کہ انڈے سے نکلتے ہی ناگ کا بچہ اس قابل ہوجاتا ہے کہ آدمی یا نیولے کو مار ڈالے۔ غرضکہ اوسنے جلد جلد انڈون کو کھٹک کر بچون کو کچلنا شروع کردیا۔ کچھ کچھ دیر کے بعد وہ تمام خولون کو الٹ پلٹ کر یہ دیکھ لیتا تہا کہ کوئی انڈہ رہ تو نہین گیا۔ آخر کار صرف تین انڈے رہ گئے اور رکی ٹکی مارے خوشی کے ناچنے اور کھکھلا کر ہنسنے لگا لیکن یکایک اوس نے بیڑے کی بی بی کو یہ چلاتے سنا۔

"رکی ٹکی مین ناگن کو گھر کی طرف لیگئی تھی۔ اور وہ برآمدہ مین چلی گئی۔ جلدآ کیونکہ وہ کسی کو ڈسا چاہتی ہے۔"

یہ سنتے ہی رکی ٹکی نے دو انڈون کو توکچل ڈالا اور تیسرے کو منھ مین دبا کر برآمدہ کی طرف جتنی جلدی اوس سے دوڑا جا سکتا تھا۔ لپکا۔ ٹامی اور اوسکے مان باپ صبح کے ناشتہ کے لیئے میز پر بیٹھے تھے لیکن رکی ٹکی نے دیکھا کہ وہ کچھ نہین کہا رہے ہین۔ وہ بیحس و حرکت بیٹھے ہوئے تھے اور اونکے چھرون پر ہوائیان اڑ رہی تھین۔ ناگن ٹامی کی کرسی کے پاس چٹائی پر کنڈلی مار کر سر اوٹھائے جھومتی ہوئی فتح و نصرت کا گیت گا رہی تھی اور ٹامی کی ننگی ٹانگ اوسکے منھ سے اس قدر قریب تھی کہ وہ آسانی سے جب چاہتی اوسے ڈس سکتی تھی۔

آخرکار ناگن پھنکار مار کر بولی۔ "اے اوس قدآور آدمی کے بیٹے جس نے میرے ناگ کو مار کر میرا سہاگ لوٹ لیا ہے ذرا ٹھہرا رہ مین ابھی تیار نہین ہوت تم تینون کے تینون خاموش اور بیحس و حرکت بیٹھے رہو۔ تم اپنی جگہ سے

ہلے اور مین سنے تمہین ڈسا۔ اور اگر تم نہ ہلے تب بھی مین نے تمہین ڈسا۔
اے احمق تم نے میرے ناگ کو مار کر کیا پھل پایا۔"

ٹامی کی نگاہ اپنے باپ پر جم رہی تھی اور اوسکے باپ نے آہستہ سے
اوس سے صرف اسی قدر کہا۔" ٹامی ہلو جلو مت اپنی جگہ پر بیحس و حرکت بیٹھے رہو"
اس وقت رکی ٹکی آپہونچا اور پکارا۔" اے ناگن خبردار ہو جا۔ مین آپہونچا
ہون۔ پلٹ اور مجھہ سے لڑ۔"

ناگن اپنی آنکھ پھیرے بغیر بولی" تجھہ سے لڑنے کا ابھی وقت نہین
آیا۔ تھوڑی دیر مین آجائے گا۔ رکی ٹکی ذرا اپنے دوستون کی طرف تو دیکھ
کہ اون کی کیا حالت ہو رہی ہے بیحس و حرکت بیٹھے ہین اور اونکے چہرون
پر ہوائیان اوڑ رہی ہین۔ میرا خوف اون پر ایسا چھا رہا ہے کہ اپنی جگہ سے
ہل نہین سکتے اور اگر تو ایک قدم بھی اور نزدیک آیا تو مین اپنا وار کر جاونگی"

اسکے جواب مین رکی ٹکی نے کہا" خربوزون کے فالیز مین باغ کی
دیوار کے قریب اپنے انڈون کو تو جا کر دیکھ کہ اون کی کیا حالت ہو رہی ہے"

یہ سنتے ہی ناگن نے اپنا آدہا رُخ پھیر لیا اور برآمدہ مین ایک انڈے کو پڑا ہوا دیکھکر بولی "رکی ٹکی یہ مجھے دے ڈال۔"

رکی ٹکی کی آنکھین اس وقت خون کی طرح سرخ ہو رہی تھین۔ اوس نے انڈے کو اپنے دونون پنجون کے درمیان رکھکر کہا۔ "اس ایک سانپ کے انڈے کی کیا قیمت ہوگی؟ کل جھول مین یہ ایک ہی رہ گیا ہے باقی کے انڈون کو تو چیونٹیان کہا رہی ہین۔"

ناگن پوری پلٹ کر رکی ٹکی کی طرف متوجہ ہوئی اور اس ایک انڈے کیلئے سب کچھ بھول گئی۔ رکی ٹکی نے دیکھا کہ ٹامی کے باپ نے اپنا ہاتھ بہ سرعت تمام بڑہا کر ٹامی کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے جہان ناگن اوس تک نہین پہونچ سکتی۔ یہ دیکھکر اوس نے قہقہہ لگایا اور بولا "دہوکا کہا گئی۔ دم مین آگئی۔ رک ٹک ٹک! لڑکا اب صحیح وسلامت ہے اور وہ مین ہی تھا جس نے گئی رات غسل خانہ مین ناگ کو پھن پر سے جا دبوچا" اتنا کہہ کر رکی ٹکی مارے خوشی کے اچھلنے اور کودنے لگا اور جب اوس کا جوشش مسرت

ذرا کم ہوا تو وہ پکارا۔ "ناگ نے مجھے بہت کچھ جھٹکے دیئے لیکن مین بھی اوس کے گلے کا ہار ہوگیا اور جب لڑکے کے باپ نے آکر اوسکے دو ٹکڑے کر ڈالے تو اوسکا دم پہلے ہی نکل چکا تھا مین نے بھی اوسکو کیا ہی رگیدا۔ رکی ٹکی ٹک ٹک! آ بلا اب تو میرے گلے لگ۔ تجھکو بھی وہی ناچ نچاؤن تو میرا نام رکی ٹکی نہین اِس رنڈاپے کا تجھے زیادہ دن سوگ نہ کرنا پڑیگا۔"

ناگن نے دیکھا کہ اب ٹامی کی مارنے کا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا ہے اور انڈا رکی ٹکی کے پنجون کے درمیان رکھا ہے۔ اسوقت اوس نے یہ منت وسماجت نیولے سے کہا "رکی ٹکی مجھے میرا یہ انڈا جو ایک ہی رہگیا ہی دیدے ڈال۔ مین یہان سے چلی جاؤن گی اور پھر کبھی نہ آؤن گی۔"

رکی ٹکی نے جواب دیا۔ "یہ تو تو نے واقع مین سچ کہا۔ کیونکہ تو بھی ناگ کے ساتھ گھورے کے ڈھیر کیطرف چلی جائے گی اور وہان سے کبھی واپس نہ آئے گی۔ رانڈ لڑتی کیون نہین۔ ادہر آ اور لڑ۔ لڑکے کا باپ بندوق لینے گیا ہے۔ تو بھی کوئی دم مین چھیچھڑا بنا چاہتی ہے۔"

رکی ٹکی ناگن کا وار خالی دینے کے لئے اوسکے چارون طرف اچہل رہا تھا اور اوس کی آنکھین جلتے انگار کی طرح سرخ ہو رہی تہین۔ ناگن بار بار سنبھل کر اوس پر حملہ کرتی تہی اور وہ ہر دفعہ آگے یا پیچھے کو اچہل کر اوسکی ضرب سے بچ جاتا تھا۔ رکی ٹکی یہ کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح ناگن کے پیچھے ہو جاے اور ناگن چکر کاٹتی ہوئی اپنا سر اوس کے سر کے مقابل مین رکھنے کی کوشش کر رہی تھی اور چٹائی پر اوس کی دم کی سرسراہٹ کی آواز ایسی ہی آرہی تھی جیسی خشک پتون مین ہوا کے اوڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔

رکی ٹکی انڈے کو بھول گیا تہا۔ انڈا ابھی تک برآمدہ مین پڑا ہوا تھا اور ناگن اوس کے قریب پہونچتی جاتی تہی یہان تک کہ جب رکی ٹکی دم لینے کے لئے ذرا رکا تو اوس نے انڈے کو اپنے منہ مین دبا کر برآمدہ کی سیڑہیون کا رخ کیا اور تیر کی طرح جھپٹی ہوئی چلی گئی اور رکی ٹکی اوس کے پیچھے پیچھے بہاگا۔ جب ناگن اپنی جان بچانے کے لئے بہاگتی ہے تو وہ اوسی تیزی سے جاتی ہے جس سے کہ تیز سے تیز گھوڑا چابک

کھاکر ڈپٹتا ہے۔ رکی ٹکی یہ بات خوب جانتا تھا کہ اگر اسوقت اوس نے ناگن
کو نہ پکڑ لیا تو تمام مصیبتین از سر نو تازہ ہو جائین گی۔ ناگن نے سیدہا اوس لمبی
گہاس کا رخ کیا جو بیئے کے گہونسلے کے نیچے تہی اور رکی ٹکی نے
اثنائے تعاقب مین بیئے کو اہی تک اپنا خوشی کا راگ گاتے سنا لیکن بیئے
کی بی بی زیادہ سمجھدار تہی۔ وہ اپنے گہونسلے سے اڑ کر ناگن کے سر کے
قریب اپنے پرونکو پھڑپھڑانے لگی اور اگر بیئے نے اوس کی مدد کی ہوتی تو
اونہون نے ناگن کو لوٹا دیا ہوتا لیکن ناگن نے صرف اپنا پھن نیچا کر دیا اور
لپکی ہوئی چلی گئی۔ بہر حال اس ایک لمحہ کے توقف کے باعث رکی ٹکی
اوس تک آپہونچا اور جونہین کہ وہ اوس گہونس کے بل مین جس مین وہ ناگ کے
ساتھ رہا کرتی تھی گہسی تو رکی ٹکی نے اپنے دانتون سے اوس کی دم پکڑ لی
اور بل مین اوسکے ساتھ کھنچا ہوا چلا گیا۔ بہت کم نیولے خواہ وہ کیسے ہی
دانشمند اور تجربہ کار کیون نہ ہون ایسے ہونگے جنہین ایک ناگ کی بانبی
مین جانے کی جرأت ہوگی بانبی مین روشنی تام کو نہ تھی اور رکی ٹکی کو یہ

معلوم نہ تھا۔ کہ کب یہ تنگ نائے ختم ہوگی اور ناگن کو یہ موقع ملیگا کہ پلٹ کر اوسپر چوٹ کرے۔ بہرحال وہ اپنے دانتون سے اوس کی دم کو مضبوط پکڑے رہا۔ تھوڑی دیر مین پل کے منہ پر گھاس کا ہلنا موقوف ہوگیا اور بیا پکارا "افسوس رکی ٹکی کا خاتمہ ہوگیا ہمین اوسکا نوحہ پڑہنا چاہیئے۔ افسوس بہادر رکی ٹکی نے جان دی کیونکہ زمین کے تلے ناگن اوس کو یقیناً مار ڈالیگی"

غرضکہ بیا رکی ٹکی کے ماتم مین ایک دردناک گیت جو اوسنے فی البدیہہ تیار کیا تہا گانے لگا لیکن یہ مرثیہ ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ گھاس مین پھر ایک جنبش پیدا ہوئی اور رکی ٹکی سوراخ مین سے اپنی مونچھون کو چاٹتا ہوا باہر نکلا۔ بیئے نے اوسے دیکھتے ہی خوشی کا ایک نعرہ مارا اور اپنے نوحہ کو موقوف کیا۔ رکی ٹکی نے اپنے پوستین سے گرد و خاک کو جس سے وہ آلودہ ہورہا تھا جھٹک کر ایک چھینک ماری اور بولا "اوس کا خاتمہ ہوگیا۔ رانڈ اپنی بانبی مین سے اب کبھی باہر نہ آئے گی" بھورے رنگ کی چیونٹیان جو گھاس مین رہتی ہین یہ سنکر جھتون مین جمع ہونی شروع ہوئین تاکہ رکی ٹکی

کے قول کی جا کر تصدیق کریں۔

باغ کے تمام پرندے ناگن کے مرنے کی خبر سن کر خوشی سے چہچہانے لگے اور مینڈک بھی خوش ہو کر غائین غائین کرنے لگے کیونکہ ناگ اور ناگن نہ صرف چھوٹے چھوٹے پرندوں بلکہ مینڈکوں کو بھی کھایا کرتے تھے۔

جب رکی ٹکی گھر پہونچا تو ٹامی کی ماں نے جسے غش سے ابھی افاقہ ہوا تھا اور ٹامی کے باپ نے اوسے باری باری سے اٹھا کر پیار کیا اور اون کے جوش کی یہ کیفیت تھی کہ اون کی آنکھوں سے خوشی اور شکر کے آنسو نکل آئے۔ رکی ٹکی کو اس رات طرح طرح کی نعمتیں کھانے کو ملیں اور اوس نے اتنا پیٹ بھر کر کھایا کہ اور زیادہ دہ کھا نہ سکا۔ جب سونے کا وقت آیا تو رکی ٹکی ٹامی کے کندھے پر سوار ہو کر اوسکے ساتھ اوس کی خوابگاہ کو گیا اور اوسکے تکیہ پر سر رکھ کر سو گیا۔

ٹامی کے ماں اور باپ جب اپنی خوابگاہ کو جانے سے پہلے اپنے بچے کو دیکھنے آئے تو رکی ٹکی کو اوسکے ساتھ سوتا پا کر بولے "یہ نیولا ہمارے

حق مین خدا کی رحمت ثابت ہوا۔ اس سنے ہماری اور ٹامی کی جان بچائی"

نیولون کی نیند زیادہ گہری نہین ہوتی۔ چنانچہ یہ آواز سنکر وہ یکایک جاگ اوٹھا اور کہنے لگا۔"

"اخاہ آپ ہین۔ اب آپ کو کس بات کا فکر ہے۔ باغ مین جتنے ناگ تھے اون سب کا خاتمہ ہوچکا ہے اور اگر نہ بھی ہوا ہو تو کیا مین یہان موجود نہین ہون؟"

رکی ٹکی نے جو کارہاے نمایان کئے تھے اون پر وہ جتنا فخر کرتا تھوڑا تھا لیکن اوسے کبھی غرور نہین ہوا اور وہ باغ پر اپنی اچھل کود اور پکڑ اور کاٹ سے اوسی طرح مسلط رہا جیسے ایک نیولے کو رہنا چاہیئے حتی کہ تمام باغ سانپون سے پاک ہوگیا اور کسی سانپ کو پھر یہ جرات نہ ہوئی کہ اوس کی چار دیواری کے اندر اپنی شکل دکھاے۔

بئے کا گیت

(جو اوس نے رکی ٹکی کی مدح مین گایا-)

گویا بہی ہون اور درزی بہی ہون مین — یگانہ ہون سینے مین گانے مین یکتا
مجھے ناز ہے اپنے میٹھے سرون پر — مجھے فخر ہے اپنی بخیہ گری کا
ہوا گونجتی ہے میرے چہچہون سے — چمن مین ہے میرے ترانون کا چرچا
سیا چونچ سے مین نے اپنا نشیمن — نہ ادھڑے گا اس میرے بخیے کا ٹانکا
سنا کوئی میٹھی سی بچون کو لوری — دل اپنے دلارون کا بی بی تو بہلا
ہمین جنکا ڈر تہا وہ سب مر چکے ہین — نہین اب کسی کا رہا ہمکو کہٹکا
وہ افعی کہ پہنکار جن کی غضب تہی — بنے ہین نہنگ اجل کا نوالہ
بچی جان جس کی بدولت ہماری — ہمین جس نے قید بلا سے چہڑایا
لقب رکی ٹکی ٹک اوسکا ہے اور وہ — جری ہے بہادر ہے اور ہے توانا
ہین شعلے کی مانند سرخ اوسکی آنکھین — ہین دانت اوسکے ہمرنگ عاج مصفےٰ

پرندے ہین ممنون احسان اوسکی | ادا اون سے شکر اوسکا پورا نہ ہوگا
بنائین چونڑ دم کو سر کو کرین خم | بیان بلبلین پھر کرین وصف اوسکا
نہ اون سے اگر ہو سکے مدح اوسکی | سنو ہدہد و پھر قصیدہ یہ میرا

جب بیان یہان تک پہونچا تو رکی ملکی نے اوسے جھڑک دیا اور اسلئے ہم اوس کا قصیدہ نہین سن سکے ۔

ہاتھیون والا ٹومائی

یعنی ایک مہاوت کے لڑکے کا قصہ

کیون نہ آئے یاد رہ رہ کر مجھے بے اختیار
وہ زمانہ لوٹتا تھا جب مین جنگل کی بہار
مجھکو زنجیرون سے اور رسون سے نفرت کیون نہو
جبکہ آزادی میرا مسلک تھا پہلا اور شعار
پیٹھ اپنی آدمی کے ہاتھ بیچون گا نہ مین

اس کے بدلے گو ہین پاؤن ایکھ کے گٹھے ہزار

اپنے ہمجنسون سے بن مین جاکے پھر ملتا ہون مین

پھر مین اپنے ہمدمون سے جاکے ہوتا ہون دوچار

نور کے تڑکے سے پہلے توڑ کر یہ بیڑیان

مین پہونچ جاؤن گا بن مین اور ہون گا ہمکنار

اپنے اون بچھڑے ہوئے ہمجولیون سے جنکی یاد

میرے دل مین اب کھٹکتی رہتی ہے مانند خار

کھاؤن گا جنگل کی پاکیزہ ہوا مین صبح تک

تر کرے گی میرے دامن کو مصفے جوئیبار

کالے ناگ نے گورنمنٹ ہند کی خدمت سینتالیس سال تک

کی تھی اور چونکہ جس زمانہ مین وہ پکڑا گیا تھا اوس وقت اوسکی عمر پورے

بیس سال کی تھی اس لیے اب اوس کی عمر ستر سال کے قریب ہوگی جو

ہاتھی کے لیے ایک اچھی خاصی عمر ہے۔ اوسے وہ وقت یاد تھا جب کہ

اوس نے ایک توپ کو جو کیچڑ مین دھنس گئی تھی اپنی زبردست مستک کا
زور لگا کر نکالا تھا۔ لیکن یہ واقعہ جنگ افغانستان سے جو ۱۸۴۲ء مین ہوئی
پہلے کا ہے اور اوسوقت اوسکا پورا نشو و نما نہ ہوا تھا۔ اوس کی مان رادہا پیاری
نے جو اوسی ہانکے مین پکڑی گئی تھی جس مین کالا ناگ پکڑا گیا تھا اوسے
اوسکے دودھ کے دانت گرنے سے پہلے یہ نصیحت کی تھی کہ جو ہاتھی ڈرتے
ہین وہ ہمیشہ چوٹ کہاتے ہین۔ کالے ناگ کو اس نصیحت کا عمدہ ہونا بہت
جلد معلوم ہو گیا کیونکہ جب اوّل اوّل اوسنے ایک بم کا گولہ پھٹتا دیکھا تو وہ پلٹ کر
چیختا ہوا بھاگا اور بندوقون کی ایک قطار مین جو کھڑی وضع مین جنی رکھی تہین
جا گھسا اور سنگینون کی نوکین جابجا اوسکے جسم مین چبھہ گئین۔ غرضکہ پچیس سال
کی عمر کو پہونچنے سے پہلے اوس نے خوف کہانا چھوڑ دیا اور اس لئے گورنمنٹ
آف انڈیا کے تمام ہاتھیون مین وہ سب سے زیادہ چہیتا بن گیا اور اوسکی نگہداشت
دوسرون کے مقابلہ مین زیادہ احتیاط کے ساتھہ ہونے لگی۔ اوس نے
شمالی ہندوستان مین فوج کے ساتھ پندرہ پندرہ من وزنی خیمون کو اُٹھا کر

کوچ کیا تھا۔ وہ ایک جہاز مین سوار ہو کر کئی دن تک سمندر کا سفر کرنے کے بعد ایک پہاڑی اور اجنبی ملک مین اپنی پیٹھہ پر ایک توپ اوٹھا کر چلا تھا۔ اور اوسنے شہنشاہ تھیوڈور کو مگڈالا مین مرا پڑا دیکھا تھا اور پھر جہاز مین سوار ہو کر سپاہیونکی قول سے کے مطابق جنگ حبش کا تمغہ حاصل کر کے ہندوستان کو واپس آیا تھا۔ اِسکے دس سال بعد اوسنے اپنے ساتھہ کے ہاتھیون کو ایک مقام مین جو علی مسجد کہلاتا ہے سردی اور لقوہ اور سرسام اور فاقہ سے مرتا دیکھا تھا اور پھر وہ کئی ہزار میل کے فاصلہ پر مولمین کے لکڑی کے کارخانہ مین ساگوان کے بڑے بڑے شہتیر اوٹھانے اور اونکے انبار لگانے کے کام پر بھیجا گیا تھا۔ یہان اوسنے ایک دفعہ ایک نو عمر ہاتھی کو جو کام کرنے سے جی چراتا تھا ایسا مارا کہ اوسے ادھ موا کر کے چھوڑا۔

اِسکے بعد شہتیر اٹھانے کی خدمت سے وہ سبکدوش کر دیا گیا اور پچاس ساٹھہ دوسرے سدہائے ہوئے ہاتھیون کے ساتھہ گارو کے بن مین جنگلی ہاتھیون کے پکڑنے مین مدد دینے پر مامور کیا گیا۔ گورنمنٹ ہند ہاتھیون کی

نگہداشت اور حفاظت مین نہایت تقید سے کام لیتی ہے۔ایک پورا محکمہ
اس غرض سے قایم کیا گیا ہے کہ جنگلی ہاتہیون کو پکڑ کر سدہایا جاے اور وقتاً
فوقتاً جب ضرورت پڑے تو اونھین اطراف واکناف سلطنت مین کام پر
بہیجا جاہے۔ کالے ناگ کا قد دس فٹ تھا اور اوسکے دانتون کو پانچ
فٹ کے طول پر سے کاٹ ڈالا گیا تہا اور سرو نپر تانبے کے چھلکے چڑہا
دے گئے تھے تاکہ وہ پھٹ نہ جائین۔ لیکن ان کٹے ہوے دانتون سے
بہی کالا ناگ وہ کام لے سکتا تھا جو ایک بے سدہا ہاتھی اپنے نوکیلے
اور تیز دانتون سے نہ لے سکتا۔ جب کئی ہفتون کے بعد احتیاط سے ہانککر
چالیس یا پچاس جنگلی ہاتھی اوس لکڑ کوٹ مین جو پہلے سے تیار ہوتا تھا لاکر
قید کر دے جاتے تھے تو کالا ناگ اپنے مہاوت کا حکم پاتے ہی اس ہیبت
ناک غول مین جس کے جوش وخروش کی کوئی انتہا نہ ہوتی تھی (رات کے
وقت جبکہ مشعلون کی روشنی مین فاصلہ کا اندازہ لگانا مشکل ہوتا تھا) گھس جاتا
تھا اور بڑے سے بڑے اور وحشی سے وحشی ہاتھی کو چنکر اتنا پیٹتا تھا کہ وہ

خاموش ہو جاتا تھا اور اس اثنا مین دوسرے ہاتھیون پر جو لوگ سوار ہوتے
تھے وہ باقی کے چھوٹے ہاتھیون کو رسون سے جکڑ لیتے تھے۔ لڑائی
کے جتنے ڈھب اور گر تھے تجربہ کار کالے ناگ کو سب یاد تھے کیونکہ اوسنے
اپنے زمانہ مین ایک سے زیادہ دفعہ زخمی شیر کے حملہ کا جم کر مقابلہ کیا تھا
جب شیر دہاڑ کر اوسے تھپیڑ مارنے کے لئے اوچھلتا تو وہ اپنی نرم سونڈ کو
حریف کے زبردست چنگال کی ضرب سے محفوظ رکہنے کے لئے ہوا مین
بلند اٹھا کر بہ سرعت تمام اپنے سر کی ایک ٹکر سے اوسکو اوس حالت مین جبکہ
وہ ابھی ہوا مین معلق ہوتا تھا نیچے گرا دیتا اور جھک کر اپنے گھٹنے اوسکے
جسم پر ٹیک دیتا اور اوسکا کچومر نکال دیتا۔

ایک دن اوسکے مہاوت اتوریا نامی نے جو اوس مہاوت کا بیٹا تھا
جو کالے ناگ کو حبش لے گیا تھا اور اوس مہاوت کا پوتا تھا جس نے کالے
ناگ کو پکڑا تھا کہا۔ " کالا ناگ کسی چیز سے نہین ڈرتا۔ ڈر اگر اوس کو کسی کا ہے
تو میرا۔ ہے تین نسلون سے ہم اوسکی کھلائی اور رکھوالی کرتے چلے آئے

ہین - میرا دادا اوسکا پہلا مہاوت تہا - پہر میرا باپ ہوا اوسکے بعد ہین اوبہی امید ہے کہ میرے بیٹے کا دہ اور ساتہہ دے گا -

یہ سنکر اتوریا کے بیٹے تومائی نے کہا - " کالا ناگ مجہہ سے بہی ڈرتا ہے " تومائی اتوریا کا سب سے بڑا بیٹا تہا - اوس کی عمر دس سال کی ہوگی - اسوقت اوسکا قد چار فٹ سے زیادہ نہ تھا اور ایک لنگوٹی کے سوائے اوسکی جسم پر اور کوئی کپڑا نہ تھا - دستور کے موافق بڑا ہونے پر اوسکو اپنے باپ کی جگہہ کالے ناگ کی گردن پر ملنے والی تہی اور دہ اوس لوہے کے انکس کا مالک بننے والا تہا جو اوسکے باپ اور دادا اور پردادا کے ہاتھہ مین رہ رہ کر گہس گیا تہا - تومائی کو اپنی بات پر پورا بہروسا تہا کیونکہ وہ کالے ناگ کے سامنے ہی پل کر اتنا بڑا ہوا تہا ابہی اوس نے چلنا ہی نہ سیکہا تہا کہ وہ اس دیو پیکر ہاتہی کی سونڈ کے ساتھ بے کھٹکے کھیلا کرتا تہا اور جب اوس نے چلنا سیکھا تو وہ اکثر اکیلا اوسکو گھاٹ پر پانی

پلانے کے لئے لیجانے لگا۔ کالے ناگ کی مجال نہ تھی کہ توما ئی کی حکم عدولی کرے کیونکہ وہ اوس دن سے اوسکا مطیع و فرمانبردار ہوگیا تھا۔ جبکہ اتھریا نے اپنے ننھے سے بچے کو اوسکے دانتون کے قریب لیجاکر رکھدیا تھا اور اوس سے کہا تھا کہ اس کو جو آگے چل کر تیرا مالک بننے والا ہے سلام کر۔ غرضکہ تومائی قدم بڑہائے ہوئے کالے ناگ کے قریب گیا اور کہنے لگا۔ "تویا توپٹیا سے ڈرتا ہے اور یا مجہہ سے" یہ کہہ کر اوسنے ہاتھی کو حکم دیا کہ اپنا پاؤن زمین سے اوٹھائے۔ اور اس دیوہیکل جانور نے ایک ٹانگ برابر بچے کے حکم پر اپنے پاؤن یکے بعد دیگرے زمین سے اٹھائے۔

تومائی نے اپنے باپ سے جو باتین وقتاً فوقتاً سنی تھین اونھین اوس نے اپنے ذہن مین رکھا تھا چنانچہ اسوقت اوسنے اپنا سر ہلاکر کالے ناگ سے یون خطاب کیا۔ "سرکار ہاتھیون کی قیمت بڑی ادا کیا کرے مگر اصل مین وہ ہم مہاوتون کا مال ہین۔ کالے ناگ! جب تو بڈہا

ہو جائے گا تو کوئی دولتمند راجہ آکر تیرے قد و قامت اور تیرے عادات و اطوار سے خوش ہو کر تجھکو سرکار سے خرید لیگا اور پھر تجھے سوائے اسکی اور کوئی کام نہ ہوگا کہ کانون مین سونے کے بالے پہن کر اور پیٹھ پر ایک طلائی عماری رکھہ کر اور زربفت اور سرخ مخمل کی جھول اوڑھ کر تو راجہ کے ہاتھیون کے آگے آگے چلے۔ تب مین چاندی کا انکس لیکر تیری گردن پر بیٹھون گا۔ اور راجہ کے جلو کے آدمی سونے کے عصا ہاتھ مین لئے ہمارے آگے آگے یہ پکارتے ہوئے دوڑین گے "مہاراج کا ہاتھی آتا ہے۔ لوگو ہٹ جاؤ"۔ اے کالے ناگ وہ بڑے لطف کا زمانہ ہوگا مگر او سین اتنا لطف نہ ہوگا جتنا اس وقت جنگل مین ہاتھیون کے پکڑنے مین ہے۔"

یہ سن کر اتوریا نے کہا "ابھی تجھے دنیا کی نئی نئی ہوا لگی ہے اور تیرے مزاج مین ارنے کی سی وحشت ہے مجھے تو جنگلون اور پہاڑون مین مارے مارے پھرنا پسند نہین۔ مین بڈہا ہو چلا ہون اور جنگلی ہاتھیون سے مجھے

اب چندان انس نہین ہے۔ مین تو چاہتا ہون کہ ایک بڑا سا فیلخانہ ہو اور ہر ایک ہاتھی کیلئے جدا جدا تھان ہو اور بڑے بڑے کھونٹے ہون جن سے اونکو بہ حفاظت باندہا جا سکے اور چوڑی چوڑی سڑکین ہون جہان اونکو پھرایا جائے۔ یہ کیمپ کی زندگی مجھے نہین بہاتی۔ کانپور کی بارکون مین جب ہم رہتے تھے تو کیا ہی لطف سے کٹتی تھی۔ بازار پاس تھا سودا سلف بڑی آسانی سے لا سکتے تھے۔ اور دن مین صرف تین گھنٹے کام کرنا پڑتا تھا۔"

نوعمر تومائی کو وہ زمانہ یاد تھا جبکہ وہ کانپور مین اپنے باوا کے ساتھ فیلخانہ مین رہا کرتا تھا لیکن وہ کچھ نہین بولا۔ اوسکو کیمپ مین زندگی بسر کرنے سے بالطبع رغبت تھی اور وہ چوڑی چوڑی سڑکون کو جن پر ہاتھی روزمرہ جا کر چارہ اٹھا لاتے تھے اور اوس کبھی نہ کٹنے والے وقت کو جبکہ کالے ناگ کو اپنے تھان مین ادہر سے اُدہر جھومتا اور سر پر خس و خاشاک اوڑاتا دیکھنے کے سوائے اور کسی چیز پر اوس کی نظر نہین پڑتی تھی سخت نفرت کی نگاہ

سے دیکھتا تھا۔ جن باتون سے اوسکی طبیعت کو مناسبت تھی وہ یہ تھین
کہ تنگ اور ناہموار پہاڑی پگھڈنڈیان جنہین ہاتھی کے سواے اور کوئی
اختیار نہین کرتا اوسکی تگ و دو کے لیئے موجود ہون۔ وادیون کا سہاتا
نشیب پیش نظر ہو۔ جنگلی ہاتھی کئی میل کے فاصلہ پر چرتے ہوے دکھائی دین
کالے ناگ کے پاؤن کے بیچ مین سے سور خوف کر بھاگتے ہون اور مور
شور مچا کر پر پھڑپھڑاتے ہوئے اڑتے ہون۔ مینھ موسلادھار برس رہا ہو
اور پہاڑیون اور وادیون پر گہنگور گھٹا چھائی ہوئی ہو۔ کہر کی چادر مین لپٹی ہوئی
صبح کا خوشنما منظر سامنے ہو جبکہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ رات کہان گذرے گی۔
جنگلی ہاتھی نہایت احتیاط کے ساتھ ہانک کر لکڑ کوٹ مین لائے جائین
اور جب وہ دیکھین کہ ہم چارون طرف سے گھر گئے ہین اور کہین نکل نہین
سکتے تو دیوانہ وار بہاری بلیون کی طرف ٹکر مارنے کیلیئے جھپٹین لیکن
آدمیون کی چیخ پکار مشعلون کی دہک اور بھڑک اور خالی کارتوسون کی بوچھاڑ
سے پھر پلٹ جائین۔ ایسے موقعہ پر توانائی کی خوب بن آتی تھی اپنی مشعل

ہاتھ مین لیکر وہ اوسے زور زور سے ہلاتا اور خوب ہی شور وغل مچاتا تھا۔
لیکن اصلی لطف اوسوقت آتا تھا جبکہ ہاتھیون کو پکڑنا شروع کرتے تھے
اور لکڑکوٹ معرکہ قیامت کا نمونہ نظر آتا تھا اور آدمی آپس مین اشارون سے
باتین کرتے تھے کیون کہ کان پڑی آواز بھی سنائی نہین دیتی تھی۔ اسوقت
نوعمر تومائی لکڑکوٹ کی ایک لرزتی ہوئی بلی پر اپنے بالون کو شانون پر بکھیرے
مشعلون کی روشنی مین بھتنے کی صورت بنا ہوا چڑھ جاتا۔ اور جب شور دار وگیر
ذرا بھی فرو ہوتا تو رسون کی پھٹکار۔ پتون اور شاخون کے پاؤن مین روندے
جانے کی کھڑکھڑاہٹ۔ اور بندھے ہوے ہاتھیون کی چیخون مین اوسکی
گھنٹی کی سی آواز کالے ناگ کو ان لفظون مین بڑھاوا دیتی ہوئی سننے مین
آتی۔ "شاباش کالے ناگ شاباش! دنیا اسے ایک دانت! سنبھلنا سنبھلنا
! مارنا مارنا! دیکھنا سامنے بلی ہے اس سے بچنا!" غرضکہ کالے ناگ
اور جنگلی ہاتھی کی لڑائی لکڑکوٹ کے اندر زور شور سے جاری رہتی اور بڈہے
فیلبان اپنے ماتھے سے پسینا پونچھتے اور نوعمر تومائی کو بلیون پر خوشی

سے کہسکتا ہوا دیکھکر از راہ تحسین کبھی کبھی سے اشارہ بھی کر دیتے۔

توما ئی بلیون پر صرف کہسکتا ہی نہین تھا بلکہ فرط جرارت سے
اور بھی کچھ کر بیٹھتا تھا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ ہاتھیون کو پکڑ رہے تھے
اور شور قیامت برپا تھا۔ توما ئی اس حالت مین بلی کے اوپر سے پھسل کر
لکڑ کوٹ کے اندر اتر پڑا اور لڑتے ہوئے ہاتھیون کے دھڑون کے
نیچے سی گذر کر اوسنے ایک رسا جو ایک مہاوت کے ہاتھ سے نیچے گر پڑا
تھا اوٹھا کر اوسے دیدیا۔ یہ مہاوت ایک ہاتھی کے بچے کے پاؤن
مین جو بے طرح دولتیان پھینک رہا تھا رسے کی کمند کا حلقہ پھنسانا چاہتا
تھا (مخفی نہ رہے کہ بڑے ہاتھیون کے پکڑنے مین اتنی تکلیف نہین
ہوتی جتنی بچو نکے پکڑنے مین ہاتھی کا بچہ بڑی مشکل سے قابو مین آتا ہی اور بڑا مرکھنا
ہوتا ہی) قصہ مختصر یہ کہ کالی ناگ نے توما ئی کو اسحالت مین دیکھ لیا اور اوسے اپنی سونڈ سے
اُٹھا کر اتوریا کے حوالے کر دیا اتوریا نے وہین اوسے دو چار تھپڑ لگائے
اور پھر لیجا کر بلی پر بٹھا دیا۔ جب صبح ہوئی تو توما ئی کو اوس کے باوا نے

سخت ملامت کرنے کے بعد کہا۔ "اب بے او نالایق کیا فیلیٰ سے نے کے پخنتہ تہان اور خیمہ برداری تیرے سے لئے کافی نہین جو تو ہاتہیون کے پکڑنے مین حصّہ لینا چاہتا ہے۔ تو بڑا ہی ناشدنی ہے۔ دوسرے شکاریون نے جنکی تنخواہ میری تنخواہ سے کم ہے اس معاملہ کا ذکر جاکر پیٹرسن صاحب سے کر دیا ہے۔" نوعمر تومائی یہ سنکر ڈر گیا۔ اوسے انگریزون کے زیادہ حالات معلوم نہین تھے لیکن اوسکے نزدیک پیٹرسن صاحب دنیا بھر مین سب سے بڑا انگریز تھا کیونکہ جنگلی ہاتہیون کے پکڑنے کے متعلق جو کارروائی ہوتی تھی وہ سب اوس کے حکم سے ہوتی تھی اور انگریزی سرکار کے لئے وہی تمام ہاتھی پکڑتا تھا اور ہاتہیون کے حالات جتنے پیٹرسن صاحب کو معلوم تھے اتنے کسی اور شخص کو معلوم نہ تھے۔

تومائی نے گھبرا کر پوچھا "اب کیا ہوگا؟"

انوریا نے جواب دیا "ہوگا یہ کہ ہمارے خاندان پر آفت آئیگی۔ پیٹرسن صاحب تو دیوانہ ہے ورنہ وہ کیون ان وحشی دیوون کے پکڑنے

مین اپنی عمر صرف کرے. ممکن ہے کہ تیرا حال سن کر وہ تجھے بھی ہاتھی پکڑنے کی خدمت سپرد کرے جسکا یہ نتیجہ ہو کہ کسی دن تو کسی جنگلی ہاتھی کے پاؤن کے تلے کچل ڈالا جائے۔ پرمیشر نہ کرے کہ ایسا ہو لیکن اگر ایسا ہوا تو میرا خاندان برباد ہو جائے گا اور میری نسل مٹ جائیگی۔ ارے شریر اور نالایق بچے مجھے ڈر ہے کہ تیری شوخی اور شرارت کی بدولت مجھے یہ دن دیکھنا پڑیگا۔ جا اب کالے ناگ کے پاس جا اور اوسکے پاؤن مین اگر کوئی کانٹا چبھ گیا ہو تو نکال ڈال ورنہ پیٹرسن صاحب تجھے ضرور ہی ہاتھیون کا کھوج لگانے پر مامور کر دے گا۔"

اسکے بعد چند دن ہاتھیون کے جمع کرنے اور نو گرفتار شدہ جنگلی ہاتھیون کو دوسرے ہوئے ہاتھیون کے درمیان چلانے مین گذرے تاکہ وہ میدانون کی طرف کوچ کرتے وقت زیادہ تکلیف نہ دین۔ پیٹرسن صاحب اپنی ہوشیار اور سدھی ہوئی ہتنی پدمنی پر سوار ہو کر اون جنگلی ہاتھیون کو جو حال مین پکڑے گئے تھے دیکھنے آیا۔ ایک درخت کے

نیچے پیٹرسن صاحب کا ویسی محرر میز لگائے فیلبا نون کو تنخواہ تقسیم کرنے بیٹھا تھا۔ یہ لوگ ایک ایک کرکے آتے اور اپنی تنخواہ لیکر اپنے اپنے ہاتھی کی طرف جو ایک قطار مین روانگی کی غرض سے تیار کھڑے تھے چلے جاتے۔ اتوریا بھی تو مائی کو ساتھ لئے محرر کی طرف اپنی تنخواہ لینے بڑھا۔ اس وقت مچھوا اپا نامی میر شکاری سے نے دبی آواز مین اپنے ایک دوست سے کہا "یہ لونڈا فیلگری کے فن مین بڑا ہو کر سب پر سبقت لیجائے گا۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ ابھی اگلے دن کا ذکر ہے کہ اس نے اس چھوٹے سے سن مین وہ بہادری کر دکھائی کہ بڑون بڑون کو مات کر دیا۔ افسوس کا مقام ہے کہ اس نئے جنگلی مرغ کو میدانون مین پر جھاڑنے کے لیے بھیجدیا جائے"۔

پیٹرسن صاحب نے جسکے کان ہر طرف لگے رہتے تھے اس باتکو سن پایا اور کہا "مچھوا اپا یہ تو کسکا ذکر کر رہا ہے میری دانست مین تو میدانکے فیلبانون مین ایک بھی ایسا نہین جو زندہ تو کیا مردہ ہاتھی کے پاون مین

کمند ڈال سکتا ہو"

مچھوا اپا نے جواب دیا -"جی حضور مین ایک چھوٹے سے لڑکے کا ذکر کر رہا ہون - پچھلے ہانکے مین اوس نے نہایت بہادری سے لکڑ کوٹ کے اندر اتر کر ایک ہاتھی کے بچے کو رسے سے جکڑنے مین مدد دی تہی" یہ کہکر مچھوا اپا نے انگلی سے تومائی کی طرف اشارہ کیا اور پیٹرسن صاحب نے اوسکی طرف نظر بہر کر دیکھا اور تعجب سے کہا-

"اس نے رسا پھینکا تھا- ٹانگ برابر تو یہ خود ہے- اس سے ایسا بڑا کام کیسے ہوا؟ میان چھوکرے تمہارا کیا نام ہے؟"

تومائی نے جہک کر سلام کیا مگر پیٹرسن صاحب کا اوس پر کچھ ایسا رعب چہا گیا تہا کہ اوّل اول اوس کے منھ سے بات نہ نکلی- لیکن کالا ناگ اوس کے پیچھے کھڑا تھا اس لئے اوسے ڈہارس بندہی اور اوس نے اپنے ہاتھ سے ہاتھی کو کچھ اشارہ کیا ہاتھی نے اوسے اپنی سونڈ پر بٹھا کر پدمنی کے مستک کے برابر لا کر پیٹرسن صاحب کے سامنے کر دیا-

پیٹرسن صاحب یہ دیکھ کر ہنس پڑا اور بولا۔ "لڑکے میاں تم نے ہاتھی کو یہ کرتب تو خوب سکھایا۔ مگر شاید تمہارا اس سے یہ مقصد ہے کہ جب لوگ گیہون کی بالین کو ٹھون پر سوکھنے کے لیئے ڈالا کرین تو ہاتھی نہین اسی طرح اٹھایا کرے اور تم بالین چرالیا کرو۔"

تومائی نے جواب مین کہا۔ "غریب پرور اناج کے بجائے اگر خربوزے ہون تو مضائقہ نہین۔" تومائی کی اس حاضر جوابی پر پیٹرسن صاحب بہت خوش ہوا اور فیلبانون نے جو ہر طرف کھڑے تھے قہقہہ لگایا کیونکہ اونہون نے بھی لڑکپن مین اپنے ہاتھیون کو یہ کرتب سکھایا تھا۔

اسوقت انوریا ماتھے پر بل ڈالکر بولا۔ "صاحب یہ میرا بیٹا تومائی ہے یہ نہایت شریر اور خراب ہے۔ بڑا ہوکر جیلخانہ مین دن گذارے گا۔"

پیٹرسن صاحب نے یہ سنکر کہا۔ "مجھے تو ایسا گمان نہین۔ اوسکی عمر کا جو لڑکا جنگلی ہاتھیون کے مقابلہ سے نہ ڈرے اوسکا خاتمہ جیلخانہ مین نہین ہوا کرتا۔ لڑکے میان یہ لو یہ چونی اسکی جاکر مٹھائی کھانا۔ یہ انعام

تمکو اس سے لئے دیا جاتا ہے کہ تم ہوشیار ہو۔ ممکن ہے کہ بڑے ہو کر تمہین بھی ہاتھی پکڑنے کی خدمت سونپی جائے ؟ (یہ سنکر اتوریا نے اور بھی زیادہ تیوری چڑہائی اور تومائی کی طرف قہر آلود نگاہ سے دیکھا) " لیکن یاد رکھو کہ چھوٹے لڑکون کو نہین چاہیئے کہ لکڑ کوٹ کے اندر کھیلنے کے لئے چلے جایا کرین ؟

تومائی نے ہانپ کر پوچھا " کیون صاحب مین اوس کے اندر کبھی بھی نہ جاؤن " ؟

پیٹرسن صاحب نے مسکرا کر جواب دیا " ہان اوسوقت تمکو اجازت دیجائے گی جب تم ہاتھیون کا ناچ دیکھ لوگے۔ جب تم ہاتھیون کو ناچتے ہوئے دیکھ لو تو میرے پاس آنا اور مین تمام لکڑ کوٹن کے اندر داخل ہونیکی تمکو اجازت دونگا "

اس بات پر ایک اور قہقہہ پڑا کیونکہ ہاتھی پکڑنے والون کی اصطلاح مین ہاتھیون کا ناچ دیکھنے کے معنی یہ ہین کہ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ جنگلون مین

بعض صاف اور مسطح قطعے چھپے ہوئے ہوتے ہین جو ہاتھیون کی رقص گاہ کہلاتے ہین لیکن یہ بھی اتفاق سے ہی کسی کے دیکھنے مین آتے ہین اور ہاتھیون کو ناچتے ہوئے تو کسی شخص نے کبھی نہین دیکھا۔ جب کوئی فیلبان اپنی بہادری اور ہنروری کا ذکر شیخی کے ساتھ کرتا ہے تو دوسرے فیلبان طنز کی راہ سے اوس سے کہتے ہین۔ "اور تو نے ہاتھیون کا ناچ کب دیکھا تھا؟"

کالے ناگ نے تومائی کو اسوقت نیچے اوتار دیا اور وہ پیٹرسن صاحب کو دوبارہ جھک کر سلام کرنے کے بعد سیدھا اپنی مان کے پاس دوڑا ہوا گیا اور نہایت خوشی اور فخر سے اوس نے وہ چونی جو اوسکو بطور انعام کے ملی تھی اپنی مان کے ہاتھ مین رکھی۔ پھر یہ سب کالے ناگ کی پیٹھ پر سوار ہوکر وہان سے روانہ ہوئے۔ ننھے ہاتھیون کی چیخ چنگھاڑ نے کوچ کا لطف دوبالا کر دیا۔ ہر ایک نالے کو عبور کرتے وقت ان ننھے ہاتھیون کی وجہ سے بڑی تکلیف ہوتی تھی اور اونھین قدم قدم پر چمکار پچکار کر پیار کر

آگے بڑہانا پڑتا تھا۔

انوریا کے غصہ کی کوئی حد نہتھی اور وہ توتائی پر رہ رہ کر دانت پیستا تھا لیکن توتائی کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ پیٹرسن صاحب نے اوس کی طرف متوجہ ہوکر اوس سے باتین کی تھین اور اوسکو انعام دیا تھا اور اسلیئے اوس کے دل کی اس وقت وہی کیفیت ہو رہی تھی جو ایک سپاہی کی ہوتی ہے جسے اوس کا سپہ سالار صف مین سے بلاکر اوسکی تعریف کرے۔

آخرکار توتائی نے چپکے سے اپنی مان سے پوچھا "امان انھیون کے ناچ سے پیٹرسن صاحب کا کیا مطلب تھا؟"

انوریا نے اوسکا یہ سوال سن لیا اور اوسنے بہیڑیئے کیطرح غراکر یہ جواب دیا "ارے احمق اسکے یہ معنی تھے کہ ہاتھی پکڑنے کی خدمت کبھی تیرے سپرد نہ کیجائیگی۔ ارے یہ آگے کس نے راستہ روک دیا ہے"

ایک آسامی فیلبان نے جو بمقدار دو یا تین ہاتھیون کے فاصلہ کے آگے تھا پلٹ کر خفگی کے لہجہ مین کہا "کالے ناگ کو آگے لاکر میرے

اس پاٹھے کی ذرا مرمت کر دے۔ ایسا اڑ گیا ہے کہ بڑھتا ہی نہین میری
سمجھ مین نہین آتا کہ کیون پیٹرسن صاحب نے مجھے بھی تم وہان کے
کھیت کے گنوارون کے ساتھ میدانون مین بھیجنا پسند کیا۔ اتوریا اپنے
ہاتھی کو میرے ہاتھی کے برابر لاتا کہ وہ اسے اپنے دانتون سے سیدھے
راستے پر لائے۔ قسم ہے مجھکو اپنے دیوتاؤن کی کہ یا تو ان نئے ہاتھیون
کے سر پر بھوت سوار ہے اور یا انھین اپنے جنگل کے رفیقون کی بو آ گئی
ہے۔"

غرضکہ کالے ناگ نے بڑھکر اڑنے والے نئے ہاتھی کے پسلی
مین اس زور سے دانت مارے کہ وہ تلملا گیا۔ اور اتوریا نے کہا "پچھلے
سال مین ہم نے بن کو تمام جنگلی ہاتھیون سے خالی کر دیا اور جتنے ہاتھی
تھے سب کو پکڑ لیا۔ ہاتھی صرف اس لئے اڑ رہے ہین کہ تمکو ہانکنا نہین
آتا۔ اب کیا مین پوری قطار بھر مین کالے ناگ کو لیجا لیجا کر ہر ایک اڑیل
ہاتھی کا بل نکالا کرونگا؟"

اس پر دوسرے فیلبان نے طنز کی راہ سے کہا۔ "اس کی باتیں تو سنو۔ کہتا ہے کہ ہم نے بن کو تمام جنگلی ہاتھیوں سے خالی کر دیا۔ واہ واہ! کیا کہنے ہین تم میدانیون کی دانائی اور جزرسی کے! سوائے ایک گوڑ بھرے دماغ کے شخص کے جسکو جنگل دیکھنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا ہو اور کوئی ایسا نہ ہوگا جسے یہ بات معلوم نہ ہو کہ وہ جانتے ہین کہ اس موسم کا ہانکا ختم ہو گیا ہے اور اسلئے تمام جنگلی ہاتھی آج کی رات — مگر مین کیون بھینس کے آگے بین بجاؤن"

تومائی نے پکار کر پوچھا۔ "آج کی رات وہ کیا کرین گے۔؟"

فیلبان نے جواب دیا۔ "چھوکرے کیا تو بھی یہان ہے؟ اچھا مین تجھے بتائے دیتا ہون کیونکہ تیرے سر مین گوڑ نہین بھرا ہے۔ جنگلی ہاتھی آج کی رات ناچین گے اور اس لئے تیرے باپ پر جس نے تمام بن کو تمام ہاتھیون سے خالی کر دیا ہے لازم ہے کہ آج کی رات میخون کو خوب مضبوط ٹھونک رکھے اور اپنے ہاتھی کے پاؤن مین دہری زنجیر ڈالے"

یہ سنکر اتوریا بولا" یہ کیا مہمل گفتگو ہے؟ چالیس سال سے ہمارے خاندان مین بہی فیلبانی کی خدمت چلی آتی ہے لیکن ہم نے آج تک ہاتہیون کے ناچ کا حال نہین سنا"

فیلبان نے کہا "تم میدانون مین رہنے والے جنہین اپنے جہونپڑے کی چار دیواری کے علاوہ اور کسی چیز کا حال معلوم نہین ہاتہیون کا ناچ کیا جانو لیکن اتنا مین کہے دیتا ہون کہ آج رات تو اپنے ہاتہیون کو کھلا چھوڑ اور پہر دیکہہ کیا تماشا ہوتا ہے۔ اور ہاتہیون کے ناچنے پر جو تو نے اعتراض کیا ہے سو مین نے خود وہ جگہہ دیکہی ہے۔ ارے سامنے ایک گہرا نالہ آگیا اور ہمین پاٹھون کو اس مین سے تیر اکر لیجانا پڑیگا۔ تم پیچھے کہڑے رہو"

غرضکہ مہاوت آپس مین اس طرح کی باتین کرتے منزلین طے کرتے چلے۔ دن ڈہلنے کے قریب اونہون نے جنگل مین ایک جگہہ قیام کیا۔ ہاتہیون کے پچھلے پاؤن مین زنجیرین ڈالکر اونہین بڑی بڑی میخون

سے باندہ دیا گیا اور نئے ہاتہیون کو بہ نظر مزید احتیاط دہرے رسون سے باندہا گیا اور اونکے آگے چارے کے ڈہیر رکھدے گئے۔ اس کے بعد پہاڑی فیلبانون نے میدانی فیلبانون سے کہا کہ آج رات زیادہ احتیاط رکہنا اور جب میدانی فیلبانون نے اس کی وجہ پوچھی تو وہ کہلکھلاکر ہنس دے۔"

کیمپ مین شام کے وقت عجیب لطف تہا۔ مہاوتون کی عورتین کہانا پکانے مین مصروف تہین۔ چولہون پر ہر طرف ہانڈیان چڑہی ہوئی نظر آتی تہین اور درختون کے نیچے تہوڑی تہوڑی سی دور پر آگ کا روشن ہونا بہت بھلا معلوم ہوتا تھا۔ دور سے دیکھنے والیکو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بڑے بڑے جگنو ہین کہ درختون مین چمک رہے ہین۔ مرد ہنسی مذاق مین مصروف تھے اور بچے کھیل رہے تھے۔ کچھ کچھ دیر کے بعد نئے ہاتھی چنگہاڑ اٹھتے تہے اور مہاوتون کے چمکارنے پچکارنے پر پھر چپ ہو جاتے تہے۔ غرضکہ اسوقت عجب چہل پہل تہی اور ایسا سمان تھا کہ ایک

دفعہ دیکھکر اوسے فراموش نہین کر سکتے۔

تو عمر تومائی کہانا کھاکر کالے ناگ کے قریب اوسکے چارہ کے ڈھیر پر پڑکر سوگیا۔ آخرکار ہاتھی بھی اپنی عادت کے موافق ایک ایک کرکے لیٹنا شروع ہوئے حتیٰ کہ قطار کے دہنے سرے پر صرف کالا ناگ کھڑا رہ گیا۔ وہ ادہر سے اودہر جھول رہا تھا اور اپنے پنکھے کے سے کان اوس نے آگے بڑہا رکھے تھے تاکہ آہستہ آہستہ چلنے والی ہوا جو پہاڑیون مین سنسنا رہی تھی اگر کسی صدا کا پیغام لائے تو وہ اوسے سن سکے۔

تومائی کچھ دیر تک سوتا رہا اور جب اوسکی آنکھہ کہلی تو چاندنی چھٹکی ہوئی تھی اور کالا ناگ ابھی تک کان کھڑے کئے ہوئے کھڑا تہا۔ تومائی چارہ پر لیٹا ہوا دیوہیکل ہاتھی کی پیٹھہ کی محراب کو آسمان کے آدہے تارون کے مقابل مین جہولتا ہوا دیکھتا رہا اور جب وہ یہ تماشہ دیکھہ رہا تھا تو دور دراز سے ایک نہایت خفیف صدا کسی جنگلی ہاتھی کے پکارنے کی اوس نے سنی۔ اس آواز کا کان مین پڑنا تھا کہ تمام ہاتھی دفعتہً اسطرح سے ایکساتھہ

اچھل پڑے گویا کہ اونھین گولی لگی اور اونھون نے اتنا شور وغل مچایا کہ آخر کار
مہاوت سوتے سے جاگ پڑے اور اونھون نے آکر میخون کو اور زیادہ
ٹھونک دیا اور رسون کو خوب مضبوط گرہین دے دین یہان تک کہ کچھ دیر
مین پھر خاموشی چھاگئی۔ ایک نئے ہاتھی نے اپنے کھونٹے کو قریب
قریب بالکل اُکھیڑ ڈالا تھا۔ اسلیئے اتوریا نے کالے ناگ کے پچھلے پاؤن
کی زنجیر کھولکر اوس ہاتھی کے اگلے اور پچھلے پاؤن مین عقال کے طور پر
ڈالدی اور کالے ناگ کی ٹانگ کو ناریل کے ریشہ کی ایک رسی سے
باندھ کر اوس سے کہدیا کہ یاد رکھیو تو خوب مضبوط بندھا ہوا ہے۔ اتوریا خوب
جانتا تھا کہ اوسکے باپ اور اوسکے دادا نے سینکڑون مرتبہ یہی عمل کیا
تھا اور کالا ناگ کبھی رسی تڑا کر نہین بھاگا تھا اور اس لیئے اوسکو کالے
ناگ کی طرف سے پورا اطمینان تھا۔ رسی سے باندھے جانے کیوقت
جب کالے ناگ سے یہ بات کہی جاتی تھی کہ یاد رکھیو تو خوب مضبوط بندھا
ہوا ہے تو وہ اس کا جواب ایک قلقل کی سی آواز سے دیتا تھا۔ لیکن آج

رات اوسنے کچھ جواب نہین دیا بلکہ چپ چاپ کھڑا ہوا اپنا سر اوٹھائے اور اپنے کانون کو پنکھون کی طرح پہیلائے گاروکے کوہستان کی طرف چاندنی مین دیکھتا رہا۔

اتوریا نے تومائی سے کہا کہ اگر ہاتھی رات کو بیقراری ظاہر کرے تو اوسکی خبرگیری کیجیو یہ کہکر وہ چلا گیا اور لمبی تان کر سوگیا۔ تومائی کی آنکھہ بھی لگنے ہی کو تہی کہ اوس نے ناریل کی رسی کے تڑسے ٹوٹنے کی آواز سنی اور دیکھا کہ کالا ناگ آہستہ آہستہ دبے پاؤن تہان سے اسی طرح نکلا جارہا ہے جسطرح ابر سیہ وادی کے منہ سے جھومتا ہوا نکلتا ہو۔ تومائی بھی اوٹھہ کر چاندنی مین ننگے پاؤن اوسکے پیچھے ہولیا اور دبی آواز مین کہنے لگا۔ "کالے ناگ! کالے ناگ! مجھے بھی اپنے ساتھہ لیچل" یہ سن کر ہاتھی آواز کئے بغیر پیچھے پلٹا اور لڑکے کی طرف دو چار لمبی لمبی ڈگین بھر کر اوسے سونڈ سے اوپر اوٹھا لیا اور اپنی گردن پر بٹھا کر جنگل کیطرف چل دیا۔

اس وقت دوسرے ہاتھیون کے زور زور سے چنگھاڑنے کا شور بلند ہوا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ اپنی زنجیرین تڑا کر بھاگ جانے کی کوشش کر رہے ہین مگر کچھہ دیر کے بعد یہ شور فرو ہو گیا اور کالے ناگ نے جلد جلد قدم بڑہانے شروع کیئے۔ بعض دفعہ لمبی لمبی گھاس اوسکے پہلوؤن سے اسی طرح لگتی جسطرح سمندر کی موج جہاز سے لگتی ہے اور بعض دفعہ کانٹے دار بیلین اوسکی پیٹھ کو کھرچتین یا اوسکے کندھون کی رگڑ سے کوئی بانس چٹختا۔ لیکن اس اثنا مین کالا ناگ دبے پاؤن چپ چاپ چلا گیا اور گارو کے گھنے جنگل مین اس طرح بڑہا چلا گیا گویا کہ وہ دھوئین مین سے جا رہا تہا۔ وہ پہاڑی کی چڑہائی چڑھ رہا تھا اور گو تومائی کو درختون کی درزون مین سے ستارے برابر نظر آ رہے تہے۔ لیکن اوسے یہ نہین معلوم تہا کہ وہ کس سمت مین جا رہا ہے آخرکار کالا ناگ پہاڑی کی چوٹی پر پہونچ گیا اور ایک لمحہ کے لیئے وہان رکا ۔ تومائی نے سر اوٹھا کر دیکھا کہ میلون تک درخت ہی درخت چلے گئے ہین

اور وادی مین ایک دریا بہ رہا ہے جسے نیلگون سفیدی بادل وھند نے
چھپا رکھا ہے اور جنگل کے جانور بیدار ہو کر چارو نطرف تگ و دو کر رہے ہین
ایک بڑا میوسے کہانیوالا چمگادڑ اپنے پر پھڑپھڑاتا ہوا اوسکے کان کے
پاس سے ہو کر نکلا۔ جھاڑی سے ایک خار پشت کے تھلون کے کھڑکھڑ کرنی
کی آواز آئی اور درختون کے تنون مین اوس نے ایک جنگلی سور کو گیلی
مٹی کھودتے اور سونگھتے دیکھا۔ اس وقت پھر درختون کی شاخون نے اوسکی
سر کو چھپا لیا۔ اور کالے ناگ نے اب پہلی مرتبہ بسرعت تمام اتار پر جھپٹنا
شروع کیا۔ اوسکے پانون کے نیچے جھاڑیون کے روندے جانے
سے کرچ کے پھٹنے کی سی آواز پیدا ہوتی تھی۔ اپنے زبردست کندہون
سے وہ جن شاخون کو دائین بائین ہٹاتا جاتا تھا وہ کمان کی طرح دہری ہو کر
اوسکے پہلوؤن پر آکر تڑ تڑ لگتی تھین اور اپنا رستہ صاف کرنے کیلئے
جب وہ سر کو ادہر ادہر پھراتا تھا تو انواع واقسام کی بیلین اوسکے دانتون
مین اٹک کر رہ جاتی تھین۔ یہ حالت دیکھ کر نو عمر تومائی دبک کر ہاتھی کی گردن

کے ساتھ چپٹ گیا تاکہ کہین کوئی جھولتی ہوئی شاخ اوسے نیچے ہی نہ گرادے
اور اس وقت اوسکی یہی تمنا تھی کہ کاش مین فیلخانہ مین کالے ناگ کے چارہ
کے ڈھیر پر مزے سے پڑکر سویا ہوا ہوتا۔ گھاس اب روندی ہوئی آنے
لگی یہان تک کہ کالے ناگ کے پاؤن سبزہ کے عرق سے لت پت
ہوگئے۔ سردی بھی زیادہ محسوس ہونے لگی اور تومائی کے دانت بجنے
لگے۔ کچھ دور چلکر دریا آیا اور کالا ناگ اوس مین اترکر ہر ایک قدم تول کر رکھتا
ہوا پار اُترنے کے لئے بڑھا۔ اتنے مین دوسرے ہاتھیون کے بھی
ندی پار اُترنے کی آوازین آنی شروع ہوئین اور اونکے چیخنے اور چنگھاڑنے
کی صداؤن سے تھوڑی دیر مین جنگل گونج اُٹھا اور تومائی کی نظرون کے
سامنے دور تک بڑے بڑے سیاہ سائے پھیلنے لگے۔ یہ دیکھکر وہ بولا۔
"اہا ہا! آج رات ہاتھی باہر نکلے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ناچ کی رات ہے"
کالا ناگ پانی مین سے نکلا اور ایک دوسری چڑہائی چڑھنے لگا لیکن
اس دفعہ وہ اکیلا نہین تھا اور نہ اوسے اپنے لئے راستہ تیار کرنیکی

ضرورت پیش آئی۔ دو گز چوڑا راستہ پہلے سے کٹا کٹایا اوس کے
سامنے تیار تھا جسپر جنگل کی گہاس جو پانون مین روندے جانے کے باعث
جھک گئی تھی پہر سر اوٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس راستہ
سے چند ہی منٹ پہلے بہت سے ہاتھی گذرے ہو نگے۔ تومائی نے
پلٹ کر دیکھا تو ایک بہت بڑے لمبے لمبے دانتون والے جنگلی ہاتھی
کو جسکی تاراسی آنکھین دہکتے ہوئے انگارون کی طرح چمک رہی تھین دریا
کے دہندلکے مین سے نکلتا دیکھا۔ اس کے بعد درختون کی شاخون سے
اوسکا سر پھر چھپ گیا اور وہ آگے بڑہے چلے گئے۔ ہاتھیون کے چنگھاڑنے
شاخون کے ٹوٹنے اور جھاڑون جھنکارون کے کھڑکھڑانے کی
آوازین اونہین چارون طرف سے سنائی دینے لگین۔ کالا ناگ عین پہاڑی
کی چوٹی پر خاموش ہو کر وہ درختون کے تنون کے درمیان کھڑا ہو گیا یہ درخت
اون درختون کے ایک حلقہ سے تعلق رکہتے تھے جو ایک کھلی ہوئی جگھ
کے گرداگرد جو چھ یا سات بیگھے ہو گی اُگے ہوئے تھے تومائی نے

دیکھا کہ یہ جگہ کٹ گرانیٹ کے فرش کی طرح سخت ہو رہی ہے۔ اس کے وسط
مین کچھ درخت بھی تھے مگر اونکے تنے کی چھال گھس جانے سے نیچے
کی سفید لکڑی نکل آئی تھی اور چاندنی مین آب و تاب کے ساتھ چمک رہی
تھی۔ اس جگہ مین سبزہ نام کو نہ تھا۔ صرف کٹی ہوئی مٹی تھی۔ جسکی رنگت چاندنی
مین لوہے کی سی نظر آتی تھی البتہ جہان جہان اوسپر ہاتھی کھڑے تھے وہان
اونکے سایہ کا رنگ روشنائی کی طرح سیاہ تھا تومائی نے سانس روک کر پھٹی
آنکھون سے چارون طرف دیکھا تو کھلی ہوئی جگہ کے گرد جو درخت حلقہ
زن تھے اونکے تنون مین سے اور بہت سے ہاتھیون کو آتے دیکھا ننھا
تومائی صرف دس تک گن سکتا تھا اس سے لئے اوس نے اپنی اونگلیونپر بار
باران ہاتھیون کو گننا شروع کیا یہان تک جتنی دہائیان وہ گن چکا تھا وہ سب
بھول گیا اور اوسکا سر چکرانے لگا۔

اس میدان مین سفید دانتون والے جنگلی نر جنکی گردنون اور کانون
کے اون حصون مین جہان جھول تھے پتے اور اخروٹ اور ٹھنیان پڑی

تہین۔ موٹی سست رفتار ہتنیان جنکے پیٹ تلے اون کے گلابی
رنگ کے سیاہی مائل بچے قدمین صرف سوا گز کے دوڑتے پھرتے تھے
نوخیز ہاتھی جنکے دانت ابہی دکھائی دینے ہی لگے تہے اور جنپر اونھین
بڑا ناز تھا۔ ڈھیلے پوست کی دبلی پوپلے منھ کی بڈہی ہتنیان جنکے ماتھے
پر تفکر اور تردد کے آثار نمایان تہے۔ بڈہے تجربہ کار ہاتھی جنکے چہرون پر
وحشیانہ پن برستا تھا۔ جنکے جسمون پر گذرے ہوے زمانہ کی لڑائیون
کے نشان نظر آرہے تہے اور جن کے پہلوؤن سے کیچڑ کے حمام کی
جمی ہوئی مٹی خشک ہو ہو کر جھڑ رہی تھی۔ غرضکہ سبھی قسم کے ہاتھی موجود تہے۔
ایک ہاتھی ایسا بھی تھا جسکا ایک دانت ٹوٹا ہوا تھا اور جسکے پہلو پر ایک
شیر کے خوفناک چنگال کی گھسیٹ کا نشان پڑا ہوا تھا۔ ان مین سے کچھ تو
اس میدان مین سر جوڑ کر کھڑے تہے۔ کچھ جوڑیون مین ادہر اودہر ٹہل رہے
تھے اور کچھ اکیلے کھڑے ہوے مستی و ازخود رفتگی کی حالت مین جھوم
رہے تھے۔ تو مائی کو خوب معلوم تھا کہ جب تک مین کالے ناگ کی گردن

پر چپ چاپ بیٹھا رہون گا اوس وقت تک بجھے کس بات ہاتھی
کیونکہ لکڑ کوٹ سے خوفناک ہانکے کی حالت مین بھی کوئی جنگلی ہاتھی اپنی
سونڈ اٹھا کر سدھائے ہوئے ہاتھی کی گردن سے آدمی کو اتار لینے کی کوشش
نہین کرتا اور اس رات تو ہاتھیون کی محفل کسی اور ہی مقصد سے برپا ہوئی
تھی اسوقت اونہین بہلا آدمیون کا خیال کہان تھا۔ ایک دفعہ البتہ اونہون
نے جنگل کیطرف سے زنجیر کے بجنے کی آواز سنکر کان کھڑے کئے اور
سب کے سب سر اوٹھا کر اودہر دیکھنے لگے مگر یہ پیٹرسن صاحب کی چہیتی
ہتنی پدمنی کی آواز تھی جو اپنے پاون کی ٹوٹی ہوئی زنجیر کو کھڑکھڑاتی ہوئی
خراٹے لیتی پہاڑی پر چڑھکر اپنے ہمقومون کے جلسہ مین آداخل ہوئی
ضرور ہے کہ وہ اپنی زنجیر تڑا کر پیٹرسن صاحب کے کیمپ سے سیدہی اودہر چلی آئی
ہو۔ تومائی نے ایک اور ہاتھی کو بھی دیکھا جسے وہ نہین جانتا تھا۔ اس ہاتھی
کی پیٹھ اور چھاتی پر رسے کے زخم کے گہرے نشان پڑے ہوئے
تھے۔ اور ضرور ہے کہ وہ بھی قریب کے کسی پہاڑی کیمپ سے بھاگ کر

ین شریک ہونے کیلئے چلا آیا ہو۔

آخر کار جنگل کیطرف سے ہاتہیون کے آنے کی آواز آنی موقوف ہ

کالا ناگ درختون مین سے جہان وہ کھڑا ہوا تھا نکل کر مجمع کے وسط کی

خرخراتا اور غرغراتا ہوا بڑہا اور تمام ہاتہی اپنی بولی مین باتین کرنے اور ا

اودہر ٹہلنے لگے تو ماٹی دم بخود ہو کر کالے ناگ کی گردن سے ملا ہوا بیٹہ

چوڑی پیٹھون اور ہلتے ہوئے کانون اور اوچھلتی ہوئی سونڈون او

گردش مین آتی ہوئی چھوٹی چھوٹی آنکھون کے نظارہ مین محو تھا۔ کبھ

کبھی دانتون کے اتفاق سے آپس مین ٹکرا جانے کی آواز اوس کے

کان مین پڑتی تہی اور سونڈون کے باہم پیچ کہانے کی سرسراہٹ

اور پہلوؤن کے آپس مین رگڑ لگنے کی کہڑکھڑاہٹ اور دمون کی بے

اور مسلسل کوڑے کی سی پھٹکار اوسے سنائی دیتی تھی۔ اسوقت بادل

ایک ٹکڑے نے چاند کو چھپا لیا اور چارون طرف تاریکی چھا گئی مگر ہا

کا ایک دوسرے کو دہکیلنا اور اپنے گلون سے قلقل کی سی آواز نکا

بدستور جاری رہا۔ تو مائی جانتا تہا کہ کالی ناگ کے چارون طرف ہاتھی ہی ہاتھی ہین اور اس لیئے اوسے اس مجمع مین سے نکالنے کی کوشش کرنا ایک فعل عبث ہے۔ یہ سوچ کر اوسنے اپنے دانتون کو جو سردی کے مارے بج رہے تہے زور سے دبایا اور کانپنے لگا۔ لکڑکوٹ مین کم از کم مشعلون کی روشنی اور شور وغل تو ہوتا تہا مگر یہان وہ بہی نہین تھا۔ اور ایک دفعہ جب کسی دوسرے ہاتہی کی سونڈ اوس کے گھٹنے کو آکر لگی تو وہ یہی سمجہا کہ اس نے اب مجھکو نیچے پٹخا۔ اسکے بعد ایک ہاتھی زور سے چنگہاڑا اور دوسرے بھی اوسکے ساتھ مل کر چنگہاڑنے لگے اور یہ قیامت کا شور پانچ یا دس لحظون تک رہا۔ درختون پر جو شبنم جمع تھی وہ مینھ کے قطرون کی طرح ان دیکہی پیٹھون پر ٹپ ٹپ گرنی شروع ہوئی اور ایک مدہم سی بھنبھناتی ہوئی آواز اُٹھی۔ اوّل اوّل تو تو مائی نہین پہچان سکا کہ یہ کیا آواز ہے مگر اس آواز نے بتدریج بڑہنا شروع کیا اور کالے ناگ نے پہلے اپنا آگے کا ایک پاؤن اور پھر دوسرا پاؤن اوٹھایا

اور جسطرح سے ہتوڑے کی ضرب سندان پر پڑتی ہے اسی طرح یکے بعد دیگرے اونہین دنادن زمین پر مارنا شروع کیا۔ تمام ہاتھی اب ایکساتھہ ملکر پاکوبی کرنے لگے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کسی غار کے منھ پر طبل جنگ بج رہا ہے۔ شبنم درختون سے اتنی گری کہ ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا۔ ہاتھیون کے پاؤن کی دہمک سے زمین دہل رہی تھی اور زلزلہ کی سی کیفیت ہر طرف محسوس ہو رہی تھی۔ بیچارے تومائی نے کانون مین انگلیان ڈال لین کہ آواز نہ آنے پائے مگر سر سے لیکر پاؤن تک اوسکا جسم جھنا رہا تھا اور اس لئے ہاتھ کانون پر دہرنا بیکار تھا۔ ایک یا دو دفعہ تومائی کو ایسا محسوس ہوا کہ کالاناگ اور باقی کے ہاتھی چند قدم آگے بڑہ گئے ہین اور اسوقت اون کے پاؤن کے زمین پر پڑنے سے سبزہ کے پامال ہونے اور ہری بوٹیون کے کچلے جانے کا شور بلند ہوتا تھا۔ مگر ایک دو منٹ مین وہ اُلٹے پاؤن ناچتے ہوئے پہلی جگہہ پر آجاتے تھے اور سخت زمین پر وہی اگلی سی دہمک پھر شروع ہو جاتی تھی۔ سوائے

ایک دفعہ کے جب کہ ہاتھی کے دو یا تین چھوٹے چھوٹے بچون نے
چیخ ماری تومائی نے کسی ہاتھی کو پکارتے یا منھ سے کسی قسم کی آواز نکالتے
نہین سُنا۔ لیکن بچون کی چیخ نکلتے ہی ایک تھپڑ کے پڑنے کی سی آواز
آئی اور تھوڑی سی کشمکش کے بعد پھر خاموشی چھاگئی اور وہی قدمون کی
دھمک بدستور جاری ہوگئی پورے دو گھنٹہ تک یہ عجیب و غریب ناچ
ناچا گیا ہوگا۔ تومائی کی حالت تکان کی شدت سے نہایت بُری ہو رہی تھی
اور اوسکا بند بند درد کر رہا تھا۔ لیکن بادشبگیر کے سونگھنے سے اوسے
معلوم ہوگیا کہ پو پھٹنے کا وقت قریب ہے۔

آخرکار صبح وہانی پہاڑیون کے پیچھے سے پیلی چادر اوڑھ کر نمودار
ہوئی اور پہلی کرن کے ظاہر ہونے پر دھمک موقوف ہوگئی گویا کہ سفیدہ کا
طلوع ایک حکم تہا کہ ہاتھی اپنا ناچ ختم کردین۔ تومائی کا سر ابھی بجتا ہی رہا تھا
اور اوسکے کانون کا بجنا موقوف نہین ہوا تھا کہ کالے ناگ اور پدمنی اور
رسے کے نشان والے ہاتھی کے سوا سے اور سب ہاتھی دفعتہً غائب

ہو گئے۔ کسی قسم کا شور اور کوئی آواز تومائی کو ایسی سنائی نہین دی جس سے
اوسکو معلوم ہوسکے کہ ہاتھی کدہر گئے ہین ایسا معلوم ہوتا تہا کہ گویا زمین پہٹ
گئی ہے اور سب اوس مین سما گئے ہین۔ تومائی نے آنکھین پہاڑ پہاڑ کر
چارون طرف نگاہ دوڑائی لیکن اوسے کچھ نظر نہ آیا۔

شب بیداری اور تکان سے تومائی کی آنکھین پتھرا رہی تھین۔ آخر اوسنے اپنے ہاتھی سے کہا "کالے ناگ اب تو مجھے لیکر پدمنی کے ساتھ سیدہا پیٹرسن صاحب کی خیمہ گاہ کی طرف چل مین ایسا تھک رہا ہون کہ مجھے ڈر ہے کہ کہین تیری گردن پر سے مین نہ گر پڑون"

تیسرے ہاتھی نے ان دونون کو جاتے ہوئے دیکھا اور فراٹا بھر کر اوس نے اپنی راہ ایک دوسری سمت مین لی۔ غالبًا وہ کسی راجہ کا ہاتھی تہا جو پچاس ساٹھ یا سو میل کے فاصلہ پر سے اپنا تہان چھوڑ کر یہان آیا تھا۔ اسکے دو گھنٹہ بعد پیٹرسن صاحب اپنے کیمپ مین بیٹھا ہوا چھوٹی حاضری کھا رہا تہا کہ اوسکے ہاتھیون نے جنہین اوس رات دہری زنجیرون

جلکر آگیا تھا چنگھاڑنا شروع کیا اور اتنے مین پدمنی کندہون تک کیچڑ مین لت پت کالے ناگ کے ساتھ جو لنگڑاتا ہوا چل رہا تھا کیمپ مین آ داخل ہوئی۔ تومائی کے چہرہ پر مردنی چھا رہی تھی اور سردی کے مارے وہ اینٹھ رہا تھا۔ اوس کے بالون مین پتتے لیپٹے ہوئے تھے اور شبنم اون سے نچڑ رہی تھی۔ بہرحال اوس نے پیٹرسن صاحب کو سلام کرنے کی کوشش کی اور آہستہ سے یہ لفظ اوسکے منہ سے نکلے "ناچ! ہاتھیون کا ناچ! مین نے دیکھ لیا!۔ مین مرا" کالا ناگ زمین پر بیٹھا ہی تھا کہ وہ اوس کی گردن سے اترا اور بیہوش ہوکر گر پڑا۔

کچھ دیر کے بعد جب اوسے ہوش آیا تو اوس نے اپنے آپکو پیٹرسن صاحب کے سفری پلنگ پر لیٹا ہوا پایا اور اوسکے قریب ایک تپائی پر ایک گلاس مین برانڈی اور کونین سے ملا ہوا کسیقدر گرم گرم دودھ رکھا تھا۔ جنگل کے بڈہے شکاری تین قطارون مین اوسکے سامنے کھڑے تھے اور اوس کی طرف ایسے سودبانہ طور پر دیکھ رہے تھے کہ وہ گویا کسی دیوتا

کا اوتار ہے۔ جیسے جیسے سب اپنی سرگذشت سنایا کرتے ہین اوسی طرح تومائی نے بھی اپنا واقعہ مختصر الفاظ مین بیان کیا اور آخر مین کہا۔

"اگر مین جھوٹ کہتا ہون توتم جاکر دیکھہ لو۔ ہاتھیون کے ناچ کے میدان کی طرف بیسیون پگہڈنڈیان جنہین اونہون نے رات ہی مین پاؤن سے روند کر تیار کیا ہے تمکو جاتی ہوئی ملین گی۔ مین نے اونکا ناچ دیکھہ لیا۔ کالاناگ مجھے لے گیا تھا اور اوس نے یہ ناچ مجھکو دکھایا۔ کالاناگ بھی بہت تھک گیا ہے۔"

یہ کہہ کر تومائی توپھر سو گیا اور پیٹرسن صاحب اور مچھوا اپا ہاتھی اور ہتھنی کے پاؤن کے کھوج کی رہنمائی سے پہاڑیون مین برابر پندرہ میل تک چلے گئے۔ پیٹرسن صاحب نے اٹھارہ سال جنگلی ہاتھیون کے پکڑنے مین گزارے تھے اور اس سے پہلے صرف ایک دفعہ اوس نے اس قسم کی ہاتھیون کے ناچنے کی جگہ دیکھی تھی۔ مچھوا اپا نے پہاڑی کی چوٹی پر اس کٹی ہوئی جگہہ کو دیکھتے ہی کہا۔

تجھے نے جو کچھ بیان کیا ہے اوس کا حرف حرف سچ ہے۔ ہاتھیون کا پہلی رات کو یہان ناچنا ایسا ہی یقینی ہے جیسی کہ یہ بات کہ اسوقت دن ہے۔ دریا کے کنارے مین نے ستر کے قریب مختلف سمتون مین جاتی ہوئی پگھڈنڈیان گنی ہین۔ یہ دیکھیے صاحب سامنے کے درخت کی چھال ہتہنی کے پاؤن کی زنجیر سے کٹ گئی ہے وہ بھی رات کو ضرور یہان تھی۔ مین نے اپنی عمر کے پینتالیس سال انہین ہاتھیون مین گذارے ہین لیکن کبھی یہ بات میرے سننے مین نہین آئی کہ جو کچھ اس انسان کے بچے نے دیکھا ہے وہ کسی اور انسان نے بھی دیکھا ہو"

جب وہ کیمپ کو واپس آئے تو شام کے کہانے کا وقت قریب تہا۔ پیٹرسن صاحب نے اپنے خیمہ مین اکیلے بیٹھ کر کہانا کہایا مگر اونسے حکم دے دیا کہ اہالی کیمپ کو دو بہیڑین اور کچھ مرغ اور آٹے نمک اور چاول کی دگنی جنس دی جائے کیونکہ وہ یہ جانتا تہا کہ کیمپ والے جلسہ کرینگے۔ اتوریا دوسرے کیمپ سے جو میدانون مین واقع تھا اپنے بیٹے اور اپنے

ہاتہی کی تلاش مین بہاگتا ہوا آیا اور جب ان دونون کو اوس نے پالیا تو
اس انداز سے اوسنے انکی طرف دیکھا گویا کہ دونون کی طرف سے اوسکے
دل مین خوف تھا۔ غرضنکہ رات کے وقت ہاتہیون کے تہان کے آگے
ایک بہت بڑا الاؤ روشن کیا گیا اور ایک خوشی کا جلسہ منایا گیا اس جلسہ
مین سب کی نظر جس پر پڑتی تہی وہ تومائی تھا۔ بڈہے فیلگیر اور سراغرسان
اور فیلبان اور رسن انداز اور رایض جنہین وحشی ہاتہی کے
سدہانے کے گر معلوم تہے نہایت ادب اور تعظیم سے بار بار اوسپر
نظر ڈالتے تہے اور ہاتہون ہاتھ اوسے لئے پہرتے تہے ایک جنگلی مرغ
کو مار کر اوسکے خون سے تومائی کے ماتہے پر اونہون نے ٹیکا لگایا تاکہ اوس
یہ ظاہر ہو کہ وہ جنگل کے رازدارون مین شریک کرلیا گیا ہے۔
آخرکار جب شعلے فرو ہو گئے اور سرخ انگارون کے عکس سے
ہاتھی بہی خون مین رنگے ہوئے معلوم ہونے لگے تو مچہوا اپا جو سب
مہاوتون کا سردار تھا اٹھا اور تومائی کو اوس نے اپنے ہاتہون مین اٹھاکر

اپنے سر سے بلند کیا اور پھر اس طرح بولا" اے بھائیو سنو اور اے ہاتھیو تم بھی سنو کیونکہ مین پھوا ایا تم سے مخاطب ہوتا ہون اس بچہ کو ہم فقط تومائی ہی نہین کہین گے بلکہ اوسکا لقب **ہاتھیون والا تومائی** ہوگا۔ انسان نے جو بات آج تک رات کے وقت نہ دیکھی تھی وہ جنگل کے دیوتاؤن کی کرپا اور ہاتھیون کی مہربانی سے اس بچہ نے دیکھی۔ میری بات تم آج سن کہو کہ یہ بچہ ایک بڑا کھوجی ہوگا اور مجھہ پر بھی سبقت لے جائیگا۔ نئے کھوج اور پرانے کھوج اور ملے ہوئے کھوج کا حال اوس کی تیز آنکھہ پر یکسان روشن ہوگا۔

"جب وہ لکڑکوٹ مین جنگلی ہاتھیون کی ٹانگون مین اونہین رسے سی جکڑنے کے لئے دوڑے گا تو اوسے کوئی ضرر نہین پہونچے گا۔ اور اگر حملہ آور ہاتھی کے آگے وہ پھسل کر گر پڑے گا۔ تو ہاتھی جان جائے گا کہ وہ کون ہے اور اوسے اپنے پاؤن تلے نہین کچلے گا"(ہاتھیون سے مخاطب ہوکر)" اے زنجیر پوش سردارو دیکھہ لو اس بچے کو جس نے

"پچھلی رات کو تمہاری پوشیدہ سے پوشیدہ جگہ مین تمہارا ناچ دیکھا اور جو بات آجتک کسی آدمی کے دیکھنے مین نہ آئی تھی وہ اس کے دیکھنے مین آئی۔ اے میرے بچو ہاتھیون والی تومائی کی عزت کرو اور اوسے سب ملکر سلام کرو۔ اے گنگا پرشاد! ہیرا گج! برچی گج! کٹار گج! اور اے پدمنی اور کالے ناگ تم سب کے سب ایک ساتھ سونڈ اٹھا کر ہاتھیون والے تومائی کی سلامی اوتارو۔"

یہ سنکر تمام ہاتھیون نے اپنی سونڈون کو ایک ساتھ اُٹھایا یہانتک کہ ہر ایک سونڈ ماتھے سے جا لگی اور پھر اونہون نے ملکر پورے زور سے ایک چنگھاڑ ماری اور وہ سلامی اوتاری جو صرف ہندوستان کے ویسرائے کے لئے اُتاری جاتی ہے۔

مگر یہ سب نوعمر تومائی کی خاطر تھی جس نے وہ بات دیکھی تھی جو پہلے کسی انسان کے دیکھنے مین نہین آئی یعنی کاروکے بن کے بیچون بیچ رات کے وقت ہاتھیون کے ناچ کا تماشا۔

مہادیوا اور چیونٹی

یہ وہ گیت ہے جو تومائی کی ماں نے اپنے چھوٹے دودھ پیتے بچّے کو سنایا

شو کہ اناج پکایا جس نے اور چلائی جس نے ہوا

جگ کی بیتے ہین کہ وہ اکدن جگ کے دوار پہ بیٹھا تھا

گدی والے راجہ سے لیکر کملی والے منگتے تک

بھاگ اپنی اپنی پرالبدہ کا ہر اک کو اوس نے بانٹا

پرتھی کا کرتار ہے وہ اور سب کا پالنہار ہے وہ

ہے پرمیشر سب کا وہ ہے سب کا وہ سائین اور داتا

بھوسا گاے کا اوس نے دیا اور اونٹ کو اونی جھاڑی دی

بچہ گود مین دیکر اوس نے ماں کا کلیجہ کیا ٹھنڈا

گیہون دی دہن وان کو اوس نے اور کنگال کو کنگنی دی

اور منگتے کی جہولی مین بہی اوس نے ڈال دیا ٹکڑا

چیتے کو اوس نے بکری دی اور چیل کو اوس نے بانٹا ماس

پاپی بہیڑے کو دی ہڈی سب کو دیا اوس نے کہانا

شنو کے برابر پاربتی بہی بیٹھی ہوئی تھی اور سب کو

آتے جاتے دیکھہ رہی تھی جبکہ بندھا تھا یہ تانتا

بات یہ اوس کے جی مین آئی چھل دون مین اپنے بالم کو

چیونٹی کو جھٹ اوس نے اٹھا کر اپنی مٹھی مین گپت کیا

بانٹ چکا جب کہانا سب کو شنو تو یہ اوس کی تریا نے

ہنس کے کہا سب کو تو رجایا ایک کو کیون بہوکا چھوڑا

ہنس کر پاربتی کو شنو نے یہ اتار دیا سب نے

پالیا اپنا اپنا بہاگ مین چیونٹی کو بہی نہین بہولا

کہول کے اپنی مٹھی پاربتی نے دیکھا چیونٹی کو

اور دبا سے پایا اوسے منھ مین سرسون کا اک دانہ

ڈر کے مارے وہ کانپ اٹھی اور ڈنڈوت اوسکی شو کو

اپنی جس نے کیا ہر جیو کو پیٹ جو بھرتا ہے سب کا

پرتھی کا کرتار ہے وہ اور سب کا پالنہار ہے وہ

ہے پرمیشر سب کا وہ ہے سب کا وہ سائین اور داتا

بہو سا گائے کو اوسنے دیا اور اونٹ کو اوسنے جھاڑی دی

بچہ گود مین اوس نے دیکر مان کا کلیجہ کیا ٹھنڈا.

شکر کہ جمازہ بہ منزل رسید   زورق اندیشہ بہ ساحل رسید

تمام شد

[illegible]

یہ وہ قصیدہ ہی جو شنبہ کے روز بتاریخ ۶ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء کیمپ لپنگم پلی واقع ضلع وارنگل مین عالیجناب نواب سر وقار الامرا بہادر کے سی۔ آئی۔ ای کے سامنے پڑہا گیا

کچھ عجب شان سے اس مرتبہ آئی ہی بہار — کہ گل و لالہ سے ہے دامن گلچین کہسار
جس طرف دیکھیے سبزہ کی لگی ہے محفل — جسطرف دیکھیے ہے سنبل تر بادہ گسار
جسطرف جایئے گردش مین ہی جام و مینا — جسطرف سنیے عنادل کے ترانے ہین ہزار
اثر نامیہ ہے غازہ روئے گل تر — سبزہ کی زلف کا شانہ ہے صبا کی رفتار
لڑکھڑاتی ہوئی آئی ہے صبا مستانہ — خواب نوشین سے ہوا ہی ابھی سبزہ بیدار
نار کہتا ہے کہین سرو سے مین بہتر ہون — نسترن مجھکو کہان پائیگی ہے دعوی خار
ہر طرف شاہد قدرت ہی نہین جلوہ فروش — گرم انسان کا بھی ہے ایک طرف کو بازار
جشن برپا ہے بڑی دہوم سے اک جنگل مین — غلغلہ عیش کا ہے اور مسرت کی پکار
کس لئے آج مرتب ہے یہ بزم زیبا — کس لئے آج ہے یہ عیش و طرب کا اظہار
رو کش صحن چمن آج ہے کیون ساحت دشت — آج کس شخص کا جنگل مین لگا ہے دربار
کونسی بزم ہے یہ کون ہے اس کا ساقی — کون یہ قافلہ ہے کون ہی اسکا سالار

ہے یہ وہ بزم کہ ہر ذرہ ہے جسکا خورشید — ہے یہ وہ بزم کہ ہر مست ہے جسکا ہشیار
ہے یہ وہ بزم کہ دولت کو ہے جسپر نازش — ہے یہ وہ بزم کہ اقبال کو جس سے ہی وقار
ہے یہ وہ بزم کہ جس سے ہوا جنگل منگل — ہے یہ وہ بزم کہ جس سے ہوا صحرا گلزار
ہے یہ وہ بزم کہ فانوس ہے اوسکا گردون — ہے یہ وہ بزم کہ شمع اوسکی ہے خورشید نثار
بزم جمشید کے قصے تو چلے آتے ہین — مگر اس بزم طرب زا کی انوکھی ہے بہار
کیون نہ اس بزم کو ہو فخر خود اپنے اوپر — جبکہ اس بزم کے ہین باعث زینت سرکار
ہے یہ وہ بزم کہ سرکار ہین جسکے ساقی — ہے وہ یہ قافلہ سرکار ہین جسکے سالار
داور ذی حشم و جاہ **وقارالامرا** — نیر برج شرف جن پہ سعادت ہے نثار
مہبط فضل خدا مورد فیض یزدان — معدن لطف و کرم مخزن جود و ایثار
جنکا شیوہ ہے کرم لطف ہے آئین جنکا — جنکا احسان ہے چلن اور مروت ہی شعار
ہوئے پنجشنبہ کے دن بلدہ سے نہضت فرما — اس ارادہ سے کہ چندے رہی سیر اور شکار
کیون نہ تھک جائے شب و روز کی محنت سے دماغ — متصل کام سے کیسے نہ پڑے طبع پہ بار
سر بہی ہے متقاضی کہ ملے کچھ تو فراغ — دل بہی ہے متمنی کہ ملے کچھ تو قرار
اک نہ اک وقت ہے تفریح و تفرج بھی ضرور — اک نہ اک وقت ہے لازم رہی انسان بیکار
جمعہ کے روز ہوے وارد لنگم پلی — اونکے قدمون سے بنا صفحۂ ہامون گلزار
خبر آئی یہ اوسی روز ہوا ہے "گارا" — سن کے فرمانے لگے ہونگے ابھی ہم بھی سوار
ابھی سورج نہ ڈھلا تھا کہ سواری نکلی — فتح و نصرت ہوئی ہمراہ رکاب سرکار

دیکھکر اوسکی جھلک خیرہ ہوئی چشم فلک — چھا گیا چہرۂ خورشید پہ بادل کا غبار

رشک سے گرد ہوئی ابلق ایام کی چال — شوخیان اپنی دکھاتی جو چلی لیل و نہار[لہ]

غرض اس شان سے پہونچے وہان باجاہ و خدم — جہان ضیغم کو یہ دعوی تہا کہ ہون مین سردار

دامن کوہ مین کرتا تہا فلک سے باتین — اک شجر جو کہ بلندی مین تہا رشک اشجار

گود مین اپنے لئے تہا وہ مچان اک اونچا — جسکو خدام نے کر رکہا تہا پہلے سے تیار

زردبان اوس پہ لگا کر ہوئے رونق افروز — اور دیا حکم کہ ہون ہانکنے والے تیار

شور اب دف کا ہوا لوگ لگے چلانے — گونج اوٹھے غلغلہ سے دشت و جبل وادی و غار

پہینکتا تہا کوئی اور چرخی گھماتا تہا کوئی — خالی بندوق کا کرتا تہا ہوا مین کوئی وار

سن کے یہ شور عجب کھلبلی جنگل مین پڑی — اڑے طاؤس کہین اور کہین تیہو و سار

شور محشر کا جو ہنگامہ بپا تھا ہر سو — شیر گھبرا کے ہوا نیند سے آخر بیدار

غار سے وہ بصد انداز خرامان نکلا — جھومتا جاتا تہا مستانہ تہی اوسکی رفتار

دامن کوہ مین جھاڑی سے نکلکر پہونچا — اور قضا نے کیا سرکار سے اوسکو دوچار

مطمئن ہوکے جو سرکار نے سر کی بندوق — اوسنے بہی آنکہ اوٹھاکر انہین دیکھا اکبار

گولی بندوق سے نکلی تہی اجل کی داعی — ملک الموت مگر اوج ہوا پر تہا سوار

جاکے پہلو مین لگی اور گرایا اوسکو — مثل پیکان قضا ہوگئی سینے کے پار

گرتا پڑتا وہ اوٹہا چند قدم اور چلا — پتھرون مین وہ چھپا جاکے میان کہسار

لہ سرکار کی سواری کی ایک ابلق مادیان کا نام ہے۔

ملک الموت نے چھوڑا نہ وہاں بھی یہ اوسے — جان سرکار کے اقبال پہ کی اوسنے نثار
لوگ کہتے تھے یہی شیر ہے زندہ اب تک — زخم ہیں چند لگے پر نہیں کوئی پرکار
”روز ہے روز اگر اور اگر رات ہے رات — تو نہیں زندہ بچا شیر“ یہ بولے سرکار
ہیں جو کپتان رسالہ کے وہ اور افضل خان — ڈھونڈنے اوسکو چلے ہاتھی پہ ہوکر کے سوار
غلغلہ چار طرف بن میں دوبارہ اوٹھا — شور پھر دف کا مچا اور ہوئی ہانکے کی پکار
سر بنا دیق کہیں لچھمیا دکشٹیا[لہ] نے — نہ کہیں اونکو سکون تھا نہ کہیں اونکو قرار
شور اتنا ہوا لیکن نہ کراہا تک شیر — غل مچا اتنا مگر اوس نے نہ لی ایک ڈکار
پھر تو سب لوگ لگے فرط یقین سے کہنے — کہ نہیں شیر ژیان زندہ بچا ہے زنہار
واقعی مردہ وہ اک بھٹ میں ملا ڈھونڈنے پر — قول سرکار کی تصدیق ہوئی آخرکار
ناز تھا اپنے تہور پہ شجاعت پہ جسے — اوسکی جرارت کا نہ باقی رہا کوئی آثار
الغرض کیمپ میں لائی اوسے باشوکت و شان — سبز شاخیں تھیں کفن اوسکا تو پتے تھے مزار
کھال کھینچی گئی اوسکی ز پئے پابوسی — رہ گیا اوسکی فقط ہڈیوں کا ایک انبار
عرض سرکار سے کی میں نے مبارک باشد — یہ شکار اور شکار ایسے ہی شیروں کی ہزار

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد
رہیں با دولت و اقبال سلامت سرکار

از ظفر علیخان

لہ علاقہ پائگاہ سرکار ممدوح الشان کے دو شکاریوں کے نام